786
حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پیر سید غضنفر حسین چشتی
سجادہ نشین کوٹلہ سارنگ شریف
شاہ چراغ اکیڈمی منڈی بہاؤالدین

حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیر سیّد خضر حسین چشتی

سجّادہ نشین کوٹلہ سارنگ شریف

ناشر

شاہ چراغ اکیڈمی منڈی بہاؤالدّین

نام کتاب

حیاتِ رسول

معنّف

پیر سیّد خضر حسین چشتی

بار ــــــــــــــ دوم

سنِ اشاعت ــــــــــــــ فروری ۲۰۰۰ء

قیمت ــــــــــــــ -/۶۵ روپے

ناشر

قیمت خرید ــــــــ 39/ روپے

شاہ چراغ اکیڈمی مانچسٹر (یو۔کے)

ملنے کا پتہ :

دارالعلوم چشتیہ غوثیہ کچہری روڈ۔ منڈی بہاؤالدین

اِنتساب

گنبدِ خضرا کی بلندیوں کے نام

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

گدائے کوئے حبیب

خضر حسین چشتی

ایصالِ ثواب

خطیب آلِ رسول جناب صاحبزادہ پیر سیّد **مزمّل حسین جماعتی** صدر علماء کونسل برطانیہ کے دستِ راست جناب محترم چوہدری **غلام حیدر** مجسٹریٹ اور رُکن مجلسِ شوریٰ جامع مسجد وکٹوریہ پارک (مانچسٹر) کے جواں سال بیٹے **نوید حیدر** مرحوم اور چوہدری **محمدّ اسلم** ولد حاجی غلام **رسول** کوٹلی افغاناں ضلع منڈی بہاؤالدین کے لئے ——

اللہ تعالیٰ مرحومین کی اپنی رحمت کے صدقے بخشش فرمائے آمین! اور چوہدری غلام حیدر صاحب کو دینِ رسول ؐ کی اشاعت کے مشن میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

سیّد جاوید حُسین شاہ

ناظم شاہ چراغ اکیڈمی

مانچسٹر یو، کے

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؁

اَمَّا بَعْدُ ـــــــ

تمام تعریفیں خاص ہیں اس ربّ العزّت کے لئے ـــــ جس کے قبضہ قدرت میں ساری خُدائی ہے ـــــ اور جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے ـــــ اور لاکھ لاکھ شکر ہے اس پروردگارِ عالم کا جس نے ہم خطا کاروں کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت میں پیدا فرما کر ہم پر احسانِ عظیم فرمایا ـــــ کروڑوں دُرود و سلام ہوں محبوب داور ـــــ شافعِ محشر ـــــ اور بے کسوں کے یاور پر ـــــ جس نے ظلم و ستم کے چنگل میں چیختی ہوئی انسانیت کو نجات دلائی ـــــ اور قعرِ مذلّت سے نکال کر بُلندیوں سے ہمکنار کیا۔

بے شمار درود و سلام ہوں ـــــ اس شفیعُ المذنبین ـــــ سیّد المرسلین ـــــ اور جگ کے داتا پر۔ جس نے جَور و ستم ـــــ اور ناانصافی کی تیز تر آندھیوں کے تھپیڑے کھا کھا کر برباد ہونے والی آدمیت کو حیاتِ نو بخشی ـــــ اور تہذیب اخلاق ـــــ شائستگی اور ایمان و یقین کی دولت لازوال سے بہرہ یاب کیا۔

خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر اُسے زندگی عطا کرنے والے جانِ مسیحا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برزخی زندگی کا انکار ایک طوفانی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ـــــ اور منکرینِ "حیاتِ رسول" رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مُردہ ثابت کرنے

کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

اور بعض بے ادب خطیبوں نے اپنی بے ہنگم تقریروں میں نہایت بے ہُودہ انداز میں، یہاں تک بکنا شروع کر دیا ہے ۔۔۔ کہ چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کو کھود کر آپ کے جسدِ انور پر چُٹکی بھر کر دیکھتے ہیں اگر آپ زندہ ہوئے تو آنکھیں کھول لیں گے (العیاذ باللہ)

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ظواہرِ قرآن وحدیث کی سب سے پہلے بنیاد خارجیوں نے رکھی ۔۔۔ اور اس اعتبار سے تمام ظاہری فرقے خوارج کی ہی شاخیں ہیں۔

اور یہ اَمر بھی اہلِ بصیرت سے مخفی نہیں کہ اس قسم کے نظریات یہُود و نصاریٰ اور منافقین کی سازشوں ۔۔۔ اور خفیہ کارروائیوں کی پیداوار ہیں۔

ظاہری فرقوں کی علامات کچھ اس طرح ہیں ۔۔۔ کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک وبدعتی تصوّر کرتے ہیں ۔۔۔ اور اُن کے جذبۂ عقیدت کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں ۔۔۔ اور بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو رسُولوں ۔۔۔ نبیوں ۔۔۔ اور ولیوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

اوصافِ رسالت کو بیان کرنے پر عجیب وغریب ۔۔۔ اور حیرت انگیز قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں ۔۔۔ اور علُومِ نبوّت ۔۔۔ کمالات ولایت ۔۔۔ اور اسلامی تصوّف کا انکار کرتے ہیں ۔۔۔ باطنی علُوم ومعارف کے کفر کی حد تک منکر ہیں ۔۔۔ اَھلُ اللہ پر طنز وتنقید ان کا محبوب ترین مشغلۂ حیات ہے۔

یہ لوگ داؤد ظاہری ۔۔۔ ابنِ حزم ۔۔۔ اور ابنِ تیمیہ جیسے لوگوں کے پیروکار ہیں جنہوں نے اسلام میں فرقہ بندی کی بنا ڈالی اور ملّتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے میں گھناؤنا کردار ادا کیا۔

یہ لوگ شیخ نجدیؔ (ابن عبدالوہاب) کو اپنا عظیم قائد تسلیم کرتے جس نے اپنی

ساری زندگی برطانوی جاسوس "ہمفرے" کے اشاروں پر چلتے ہوئے گزاری۔
— وُہ شیخِ نجدی جس نے اپنے ذاتی مفاد — اور خفیہ جذبوں کی تسکین کیلئے —
تعلیماتِ اسلام کو چھوڑ کر باغیانہ روِش اختیار کی۔

اس چنگیز فطرت لیڈر نے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو نہایت بیدردی
سے قتل کیا — اور اُن کے مال و آبرو کو جی بھر کے لُوٹا — اور اہلبیتِ رسولؐ
کے مزارات کو مسمار کر کے اپنی آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کیا۔

الغرض : یہ ظاہری اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھالنے میں یدِطُولیٰ
رکھتے ہیں — اور مکرو فریب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے — حیاتِ رسولؐ کا انکار
بھی ان کی ایک فطری مجبوری ہے — یہ نام نہاد توحید پرست اس بات کو
بخوبی جانتے ہیں کہ اگر سرورِ انبیاء کی بَرزخی حیات کو تسلیم کر لیا — تو سینکڑوں
اعتقادی مسائل خود بخود نکھر کر سامنے آجائیں گے۔

چونکہ حیاتِ رسولِ خدا کے انکار کی صورت میں ان کا شور و غوغا، دن بدن
بڑھتا جا رہا ہے — لہٰذا اس اَمر کی سخت ضرورت تھی کہ انبیائے کرام —
شہدائے عظام — اور اولیائے ذی احتشام کی حیاتِ برزخی کے موضوع پر قرآن و
حدیث کی روشنی میں عام فہم اور سلیس انداز میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس سے
یہ بات واضح ہو کہ حیات النبیؐ کا انکار مسلمانوں کے عقیدے میں شامل نہیں۔

سببِ تالیف : گذشتہ دنوں چند نوجوانوں (جن میں ملک محمدؐ ریاض صاحب
— ملک محمدؐ یامین صاحب سرفہرست ہیں) کو دیکھا کہ وُہ
حیات النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق پوسٹر تقسیم کر رہے تھے جن میں سید عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حیات برزخی کے بارے میں بطور ثبوت احادیث موجود تھیں۔
ان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چند مقامی علماءِ دیوبند کی طرف سے

حیاتِ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں زہر گھولنے کی مذموم ترین کوششیں ہو رہی ہیں۔

ان کے جذبات (جو اپنے ہی مسلک کے بعض علماء کے خلاف نفرت کی صورت اختیار کر گئے تھے) کو دیکھتے ہوئے راقم الحروف نے اس موضوع پر کچھ لکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

علاوہ ازیں اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے محترم جناب سیّد فقیر حسین شاہ صاحب نے بھی فرمائش کی جو خود بھی مذہبی اور جماعتی امُور میں نہایت سرگرمی اور دلجمعی سے حصّہ لیتے ہیں ـــــ اور اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سید محمّد بوٹے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جن کے دل میں عشقِ مصطفےٰؐ کی شمع روشن تھی) کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ـــ جو ہر قسم کی مصلحتوں کو ٹھوکر مار کر مسلکِ حقّہ کی خاطر میدانِ عمل میں کُود پڑتے تھے۔

ان تمام عوامل کے پیشِ نظر بندۂ ناچیز نے اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے باوصف اس موضوع پر قلم اٹھانے کا ارادہ صرف توفیقِ خداوندی ـــــ اور آقا علیہ السلام کی نظرِ عنایت کے سہارے کیا ہے ـــ جس نے ناتوانوں کو ہمّت ـــــ مظلوموں کو آزادی ـــــ قطروں کو وسعت ـــــ اور ذرّوں کو چمک عطا فرمائی۔

وُہ مسکرائیں تو دُنیا میں روشنی پھیلے
میرے حضورؐ کے آگے یہ تیرگی کیا ہے

آخر میں: دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو فرقہ بندی کی وبا سے محفوظ رکھے ـــــ اور اہلِ نفاق کی کارستانیوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچائے اور اُن کے ایمانوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین بحُرمت سیدالمرسلین)

احقر العباد ـــــــ خضر حسین چشتی

خادمِ آستانہ عالیہ چشتیہ کوٹلہ سارنگ شریف و دارالعلوم چشتیہ منڈی بہاؤالدین؛

ہمارا عقیدہ

ہمارا (اہلسنت وجماعت) کا عقیدہ یہ ہے ــــ کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم ــــ حیاتِ حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں ــــ اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں ــــ نماز پڑھتے ہیں ــــ سنتے ہیں ــــ دیکھتے ہیں ــــ جانتے ہیں ــــ کلام فرماتے ہیں ــــ اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں ــــ چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں ــــ جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں ــــ اور اپنی اُمتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں [۱]

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں ــــ جیسے دُنیا میں زندہ تھے ــــ کھاتے پیتے ہیں ــــ جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں ــــ تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی ــــ پھر بدستور زندہ ہو گئے ــــ اُن کی حیات ــــ حیاتِ شہداء سے بہت اَرفع و اعلیٰ ہے ــــ

فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا ــــ اس کی بی بی بعد عدت نکاح کرسکتی ہے ــــ بخلاف انبیاء کے کہ وہاں یہ جائز نہیں [۲]

---
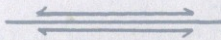
[۱] : حیات النبی ص ۳ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

[۲] : بہار شریعت ج اوّل ص ۱۷ علامہ محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

حیاتِ رسُولؐ

از رُوئے

قرآنِ مجیدؒ

قرآنِ مجید — فرقانِ حمید وُہ مقدس ترین کتاب ہے جس کی ہر آیت مخزنِ رُشد و ہدایت ہے — اور یہ وُہ کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں — یہ وُہ مصحفِ مجید ہے جس کی تلاوت سے تاریک دلوں میں نور پیدا ہوتا ہے — اور مایُوسیوں کے صحراؤں میں گلہائے امید کھل اُٹھتے ہیں — فہم و فراست — اور اِدراک و بصیرت کی بے پایاں دولت ہاتھ آتی ہے — صرف شرط یہ ہے کہ صاحبِ قرآن کی دل میں محبّت و عقیدت موجود ہو۔

سیاسی مسائل ہوں یا اقتصادی امُور — معاشی اُلجھنیں ہوں یا قانونی پیچیدگیاں — مزدوروں کے معاملات ہوں یا آجروں کی حیلہ سازیاں — فقہی مسائل ہوں یا مذہبی عقائد — قرآن مسلمانوں کی ہر موڑ پر رہنمائی فرماتا ہے۔

آئیے اسی حقیقت کے پیشِ نظر — اللہ تعالیٰ کی پاک اور سراپا اعجاز کتاب سے یہ دریافت کریں کہ رحمتِ عالم و عالمیان — تمام نبیوں کے سُلطان — جانِ کونین — وسیلۂ دارین — باعثِ تخلیقِ کائنات — وجہِ تکوینِ ممکنات — خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — جن کے دم قدم سے عالم کی تمام رعنائیاں قائم و دائم ہیں — کیا وہ ہستیٔ معظم زندۂ جاوید ہے — یا مر کر (نعوذ باللہ) مٹی میں مل گئی ہے۔

آیت نمبر ۱ —— رحمتِ ہر دو عالم :

خدائے لایزال کا ارشاد لازوال ہے۔

—— وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ——

(پارہ ۱۷ سورۂ انبیاء آیت ۱۰۷)

ترجمہ : ” اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے “

اس آیتِ مبارکہ میں رب العٰلمین نے ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو —— ”رَحْمَةً“ لِّلْعٰلَمِيْنَ —— فرمایا ہے۔

یعنی اے محبوبِ مکرم آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے —— دوستوں اور دُشمنوں کے لئے —— اپنوں اور بیگانوں کے لئے —— جنّوں اور انسانوں کے لئے —— پرندوں اور حیوانوں کے لئے —— گداؤں اور سُلطانوں کیلئے دیوانوں اور فرزانوں کے لئے —— دریاؤں اور بیابانوں کے لئے —— پہاڑوں اور میدانوں کے لئے —— جنگلوں اور بُستانوں کے لئے —— ملائکہ مقربین کیلئے —— انبیاء و مُرسلین کے لئے —— ارض و سماوات کیلئے —— جماداتؔ و معدنیات کے لئے —— بہاروں اور گلزاروں کے لئے —— چشموں اور آبشاروں کیلئے —— عرب و عجم کے لئے —— تمام اُمم کے لئے۔

الغرض : خالقِ کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے حضورِ پُر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں —— عالمِ جبروت ہو یا عالمِ ملکوت —— عالمِ برزخ ہو یا عالمِ ناسُوت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کیلئے رحمت ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمت ہونا کامل و شامل اور عام و تام ہے —— کائنات کا ایک ایک ذرہ حضورؐ کا محتاج ہے اور حضورؐ سب کے محتاج الیہ ہیں۔

ہوائے دامنِ جاناں کے جانفزا جھونکے
خزاں رسیدہ کو باغ و بہار کرتے ہیں
ہمارے نخلِ تمنا کو بھی وُہ پھل دیں گے
درختِ خشک کو جو باردار کرتے ہیں

(مولانا حسن رضا)

تمام کائنات کیلئے رحمت :

حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ ۱۲۷۰ھ) اپنی عظیم اور معرکۃُ الآرا تفسیر رُوح المعانی میں اس آیۂ مقدسہ (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ــــ

وَكَوْنُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلْجَمِيْعِ بِاِعْتِبَارِ اَنَّهٗ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَةُ الْفَيْضِ
الْاِلٰهِيِّ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ عَلٰى حَسْبِ
الْقَوَابِلِ وَلِذَا كَانَ
نُوْرُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَوَّلُ الْمَخْلُوْقَاتِ

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اِس اعتبار سے ہے کہ عالمِ امکان کی ہر چیز کو حسبِ استعداد و قابلیت جو فیضِ خداوندی ملتا ہے وُہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا ہے، اسی لئے حضورؐ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا ــــ "فرماتے ہیں" ــــ حدیث شریف میں ہے ۔

ــــ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ ــــ

اے جابرؓ! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبیؐ کے نور کو پیدا فرمایا۔

لکھتے ہیں ـــــ دُوسری حدیث میں ہے۔

ـــــ اَللّٰہُ تَعَالٰی الْمُعْطِیْ وَ اَنَا الْقَاسِمُ ـــــ

یعنی اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اُن رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۷ ص ۱۰۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

مسلکِ صُوفیہ: علاّمہ آلوسی مندرجہ بالا آیتِ رحمت پر کلام فرماتے ہوئے آگے چل کر تحریر کرتے ہیں۔

اَکْثَرُ الصُّوْفِیَۃِ (قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ) عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ

الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعُ الْخَلْقِ وَھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رَحْمَۃٌ لِکُلٍّ مِّنْھُمْ

یعنی اکثر صوفیہ کرام کا مسلک یہ ہے کہ عالمین سے تمام مخلوق مراد ہے ـــ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عالمین۔" تمام جہانوںؑ میں سے ہر ایک کے لئے رحمت ہیں۔

نیز ـــ لکھتے ہیں ـــ کہ صُوفیائے عظام فرماتے ہیں۔

اَنَّ الْعَالَمَ کُلَّہٗ مَخْلُوْقٌ مِّنْ نُوْرِہٖ

ـــــ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ـــــ

کہ تمام جہان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُور سے پیدا ہوئے ہیں۔

امام نابلسی کا فرمان: صاحب رُوح المعانی امام آلوسیؒ اس سلسلے میں حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے حوالے سے یہ شعر نقل فرماتے ہیں۔

طٰهَ النَّبِیُّ تَکَوَّنَتْ مِنْ نُوْرِہٖ
کُلُّ الْخَلِیْقَۃِ ثُمَّ لَوْ تَرَکَ الْقَطَا

نبی طٰہٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نُور سے تمام مخلوقات پیدا کی گئی۔ پھر تمام افراد اس کے ضمن میں آگئے۔ اور کوئی ایسا فرد باقی نہ رہا جو اس عموم میں شامل نہ ہُوا ہو

— فرماتے ہیں۔ کہ مذکورہ شعر میں " لَوْ تَرَکَ الْقَطَا "— سے اس اَمر کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔

— اِلٰی اٰنَ الْجَمِیْعَ مِنْ نُوْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ —

یعنی تمام کائنات کا ایک ایک ذرّہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نُور سے ہے۔

(رُوح المعانی ج ۷، اص ۱۰۹)

مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کی تفسیر سے یہ بات آفتابِ نیم روز کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہژدہ ہزار عالم کے ہر فرد کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

— اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ تمام مخلوقات حضورؐ کے نُور سے ہے اور اس اعتبار سے آپ مخلوقِ خدا کی اصل ہوئے — تو جس طرح جڑ تمام شاخوں اور پتّوں کو حیات بخشتی ہے — اسی طرح رسولِ کریمؐ جملہ موجوداتِ عالم کو حیات بخشتے ہیں اور فیض پہنچاتے ہیں۔

— اور یہ بات بھی حق ہے کہ آقا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے قاسم ہیں اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حیات بھی خُدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے — مولانا حسنؒ رضا بریلوی نے کیا خُوب کہا ہے ؎

ذکرِ خدّام نہیں مجھ کو بتا دیں دُشمن
کوئی نعمت بھی کسی اور سے گر پائی ہو

دیکھیں جاں بخشی لب کو تو کہیں خضر و مسیح
کیوں مرے کوئی اگر ایسی مسیحائی ہو

نہایت افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ سستی شہرت اور گروہی تعصّب کی بنا پر اس نبیٔ رحمت ـــ خلاصہ موجودات عَلَیہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ اَفضَلُ الصَّلوٰۃِ وَالتَّسلِیمَات جو محبوبِ فطرت ـــ اور آبروئے حیات ہے کو مُردہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں ـــ اور اپنے ایمانوں کا بیڑا غرق کرنے پر تُلے ہوئے ہیں ـــ اور اپنی تمام تر صلاحیتیں طاغوت کی خوشنودی کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ دین و ملّت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ـــ بلکہ اُلٹا انتشار کا باعث بن رہے ہیں ـــ جو عظمتِ انسانیت کے منافی ہے ـــ آتشِ بغض و عناد کو ہوا دینا انسانوں کا نہیں شیطانوں کا کام ہے۔

مٹانا چاہتے ہیں دین کو اسلام کے دُشمن
ابھی مرمٹ کے ہیں شیطان سے بے انتہا باقی
قدم رکھیں تو رکھیں پھونک کر اسلام کے رہرو
ابھی منزل میں ہے کانٹوں کا کھٹکا جا بجا باقی!

(جناب حسن رضا)

آیت نمبر ۲ ـــ موت و حیات:

پروردگارِ عالم جَلَّ جَلَالُہٗ، وَ اَعظَمَ شَانُہٗ، کا ارشادِ گرامی ہے۔

اَلَّذِی خَلَقَ المَوتَ وَالحَیٰوۃَ لِیَبلُوَکُم اَیُّکُم اَحسَنُ عَمَلًا ط

(پارہ ۲۹ سورۂ ملک آیت ۲)

ترجمہ: ("وہ رب العزت) جس نے پیدا کیا موت اور حیات کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے"

موت و حیات کیا ہے ــــ کس سے پوچھیں؟ ــــ ان سے جو حضورؐ کو خاک کا ڈھیر کہتے ہیں ــــ نہیں ہرگز نہیں ــــ ان شرک و بدعت کے بنجاروں ــــ زہریلی آبشاروں ــــ دینِ اسلام کے غداروں ــــ اور دنیائے علم کے ناہنجاروں سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ــــ ہم ان سے کیوں پوچھیں؟ ان کے دامن میں سوائے جدال کے رکھا ہی کیا ہے؟ ــــ ہم ان سے موت و حیات کا فلسفہ پوچھیں ــــ جنہیں یہ تک پتہ نہیں کہ بتوں کے بارے نازل شدہ آیات کو ــــ انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

آئیے ہم پوچھتے ہیں عارفوں سے ــــ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں سے ــــ جو حقیقت کے موتی تلاش کرنے کی غرض سے زندگی بھر صداقتوں کے سمندروں میں غوطہ زن رہے ــــ اور جو انوارِ خداوندی کے جلووں کو سینوں میں بسا کر استغراق کے عالم میں ڈوبے رہے ــــ ہم اُن کے چمنستان کی خوشہ چینی کرتے ہیں ــــ جنکے سینوں میں علم کا نُور موجود ہے۔

ہم قرآنی آیات کی تفسیر ایسے بھٹیاروں سے کیوں دریافت کریں جو قرآن کی لفظی اور معنوی تحریف کے قائل ہیں ــــ

ہم دریافت کریں گے اُن پاک باز ہستیوں سے جو معرفت کے آسمان پر ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔

خازن: علامہ علاؤ الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں ــــ

اَلْمَوْتُ عِبَارَۃٌ عَنْ زَوَالِ الْقُوَّۃِ الْحَیَوَانِیَّۃِ وَ
اِبَانَۃِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ[۱]

موت ۔۔۔ "قوتِ حیوانیہ کے زائل ہوجانے اور جسم میں رُوح کے الگ ہوجانے کا نام ہے۔"

آلوسی: علامہ سید محمود آلوسی ان الفاظ میں رقمطراز ہیں۔

اَلْمَوْتُ عَلٰی مَا ذَھَبَ اَلْکَثِیْرُ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ
صِفَۃٌ وَجُوْدِیَّۃٌ تُضَادُّ الْحَیَاۃَ وَاسْتَدَلَّ
عَلٰی وَجُوْدِیَّۃِ بِتَعَلُّقِ الْخَلْقِ[۲]

موت ۔۔۔ اکثر اہلسنّت کے نزدیک صفتِ وجودیہ ہے جو حیات کی ضد ہے اسکے صفت وجودیہ ہونے پر قرآنِ عزیز کی اس آیت (خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ) سے استدلال کیا گیا ہے۔

نورالعرفان: صاحبِ نورالعرفان حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ اس (آیتِ مبارکہ) سے معلوم ہوا کہ موت وجودی چیز ہے ۔۔۔ کیونکہ محض عدمی چیز پیدا نہیں ہوسکتی ۔۔۔ اسلئے کہ پیدا کرنے کے معنٰی ہیں، ہستی بخشا اس لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن موت کو بھی موت آجائے گی۔ یعنی فنا کردی جائے گی، اور ظاہر ہے فنا وُہ شے ہوسکتی ہے جو موجود ہو[۳]

نسفی: علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ۔۔۔ یُوں رقمطراز ہیں ۔۔۔ فرماتے ہیں کہ حیات وُہ ہے۔

۱: تفسیر خازن ج ۴ ص ۳۱۰ مطبوعہ مصر ۲: روح المعانی ج ۲۹

۳: تفسیر نورالعرفان ، ۸۹ مطبوعہ لاہور

مَا یَصِحُّ بِوُجُوْدِہٖ الْاِحْسَاسُ [1]

کہ جس کے پائے جانے سے احساس کا وجود صحیح قرار پائے ۔

مظہری : حضرت علامہ مولانا قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر میں لکھتے ہیں ۔

وَالْحَیَاتُ مِنْ صِفَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی — حیات ، اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے
وَھِیَ صِفَۃٌ تَسْتَتْبِعُ الْعِلْمَ وَالْقُدْرَۃَ — اور قدرت اور ارادہ وغیرہ تمام صفات
وَالْاِرَادَۃَ وَغَیْرَھَا مِنْ صِفَاتِ الْکَمَالِ [2] — کمالیہ سے وابستہ ہوں ۔

مندرجہ بالا آیتِ مقدسہ کی تفسیر سے جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ ہے کہ موت صفتِ وجودیہ ہے — اور قوتِ حیوانیہ کے زائل ہوجانے اور جسم سے رُوح کے جُدا ہو جانے کا نام ہے — اور یہ تمام امُور عادی ہیں ۔

غزالی ثانی — سید السادات حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "حیات النبیؐ" میں اس مسئلے پر جو تحقیق فرمائی ہے اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ —

موت : کی دو قسمیں ہیں — موتِ عادی — اور موتِ حقیقی — فرماتے ہیں — حیات کی بھی دو قسمیں ہیں — حیاتِ عادی — اور حیاتِ حقیقی —

اور جسم میں رُوح کا نہ ہونا یا ہونے کے بعد نکل جانا موتِ عادی ہے — اور جسم میں رُوح کا موجود ہونا حیاتِ عادی ہے — اور جسم میں صفتِ — مُصَحِّحَۃ لِلْعِلْمِ وَالْقُدْرَۃِ — "ایسی صفت جس کے پائے جانے سے علم و قدرت حاصل ہو جائے ۔"

---

[1] : تفسیر مدارک التنزیل علیٰ ہامش الخازن ج ۴ ص ۳۱۰ مطبوعہ مصر

[2] : التفسیر المظہری ج ۱۰ ص ۱۸ ناشر بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

(یا جو چیز ان کے قائم مقام ہو) کا پایا جانا حیاتِ حقیقی ہے ــــ اور اس کا نہ پایا جانا موتِ حقیقی ہے۔

ــــ نیز: فرمایا ــــ کہ قبضِ رُوح کیساتھ حیاتِ حقیقی کا پایا جانا بلاشبہ جائز ہے"

مفسّرین کرام اور محققینِ عظام کی تفسیر و تحقیق سے جس بات کیطرف اشارہ ملتا ہے ــــ وہ یہ ہے کہ موت اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے ــــ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ربّ کی ساری مخلوق کے لئے رحمت ہیں ــــ اور سب کے نبیؐ ہیں ــــ تو پھر اس اعتبار سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موت کے بھی محتاج الیہ ہیں۔

لہٰذا وُہ لوگ اپنے نظریات وافکار اور عقائد پر نظر ثانی کریں جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ سیدِ عالم کا جسدِ انور مٹی کے ڈھیر کے سوا کچھ نہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے مولانا حسنؔ رضا نے کہا ہے ؎

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مٹ گیا دین، ملی خاک میں عزّت تیری
تیرے نزدیک ہوا کذبِ الٰہی ــــ ممکن
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار، یہ ہمّت تیری

خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد ہے۔

آیت نمبر ۳ : ــــ رُوح :

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ہ

(پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

لہ: بعض علماء نے رُوح کے بارے میں کلام کرنے سے منع فرمایا ہے ــــ مگر علماء کی ایک کثیر جماعت نے رُوح کے مسئلہ پر تحقیق فرمائی ہے ؛

ترجمہ: یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق۔ (انہیں) ــــ فرمائیے روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے، اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں علم (اے سوال کرنے والو) مگر تھوڑا

حضورؐ کو رُوح کا علم ہے:

خیال رہے کہ رُوح کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرنے والے یہودی تھے ــــ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے بھی رُوح کا تھوڑا سا علم ثابت فرمایا ہے ــــ اور جب یہودیوں کے لئے رُوح کے بارے میں علمِ قلیل ثابت ہے۔ ــــ تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم روح کے بارے میں منفی انداز میں شور و غوغہ کو خبثِ باطن کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے۔

علامہ پانی پتی فرماتے ہیں:

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں ــــ

وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ لَا تَقْتَضِیْ نَفْیَ الْعِلْمِ بِالرُّوْحِ لِلنَّبِیِّ وَاَصْحَابِ الْبَصَائِرِ مِنْ اَتْبَاعِهٖ [۱]

یعنی: "اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اربابِ بصیرت، اطاعت گزاروں کو رُوح کا علم نہ ہو۔"

عارف باللہ حضرت قاضی پانی پتی کی اس تصریح سے یہ اُمر بالکل واضح ہو گیا کہ شاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی امت کے اربابِ بصیرت اور اطاعت گزاروں کو رُوح کا علم خالقِ کائنات نے عطا فرمایا ہے۔ اور جو لوگ اس آیت مُبارکہ کی تلاوت کر کے علمِ رسول کا انکار کرتے ہیں در اصل وُہ یہود کے اس گروہ کی

---

[۱]: تفسیر مظہری ج ۵ ص ۴۸۵

پیروی کر رہے ہیں جنہوں نے سرکار سے رُوح کے بارے میں سوال کئے تھے۔

رُوح جسمِ لطیف ہے: "حیاتُ النبیؐ" میں علامہ کاظمیؒ "شفاء السقام" صفحہ نمبر ۷۷، (مطبوعہ مصر) کے حوالے سے لکھا ہے

اِنَّهَا اَجْسَامٌ لَطِيْفَةٌ مُشْتَبِكَةٌ بِالْاَجْسَامِ الْكَثِيْفَةِ
اَجْرَى اللّٰهُ الْعَادَةَ بِالْحَيَاةِ مَعَ بَقَائِهَا وَ هُوَ
مَذْهَبُ جُمْهُوْرِ اَهْلِ السُّنَّةِ ۞

ترجمہ: "روحیں اجسام لطیفہ ہیں، جو اجسام کثیفہ پر چھائی ہوئی ہیں، ان کے قیام مع البدن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حیات پائے جانے کی ایک عادتِ جاریہ مقرر فرمائی ہے"۔

اِمام نوویؒ: محدث جلیل حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (رُوح کے بارے میں) صحیح ترین قول امام الحرمین کا یہ ہے۔

اِنَّهَا جِسْمٌ لَطِيْفٌ مُشْتَبِكٌ بِالْاَجْسَامِ الْكَثِيْفَةِ
اِشْتِبَاكُ الْمَاءِ بِالْعُوْدِ الْاَخْضَرِ [1]

(کہ روح) "ایک لطیف جسم ہے، جو کثیف جسموں میں اس طرح داخل ہے جس طرح سبز (گیلی) لکڑی کے اندر پانی"

رُوح مخلوق ہے: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابنِ قُتیبہ ___ اور محمد بن نصر مروزی کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الرُّوْحَ مُحْدَثَةٌ ___ اہلسنت کا (اس بات پر) اجماع ہے کہ
مَخْلُوْقَةٌ وَ لَمْ يُخَالِفْ فِيْ ذَالِكَ اِلَّا ___ رُوح حادث اور مخلوق ہے، زندیقوں
الزَّنَادِقَةُ [2] ___ (بے دینوں) کے علاوہ اسمیں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

---

[1]: شرح الصدور ص ۱۳۸ مطبوعہ مدینہ منورہ سن اشاعت ۱۹۸۳ء

[2]: ایضاً ص ۱۴۰ ___

رُوح حضورؐ کے نُور سے ہے : صاحب تفسیر نور العرفان حضرت مفتی صاحب کی تحقیق یہ ہے ــــ کہ رُوح حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے پیدا ہوئی [1]

بغیر رُوح کے حیات : حضرت رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم منبر شریف بننے سے پہلے کھجور کی لکڑی کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ــــ اور جب منبر شریف بن گیا تو سرکارؐ اُس منبر پر جلوہ افروز ہوئے ــــ تو وُہ خشک لکڑی حضورؐ کے فراق میں اس طرح روئی جس طرح کسی اونٹنی کا بچہ گم ہو جائے اور وُہ دردناک آواز سے روئے ــــ

دَردناک آواز : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ــــ جب آپ کے لئے منبر تیار ہو گیا تو ــــ "آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے" ــــ فرماتے ہیں ــــ

سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ ــــ ہم نے اس کھجور کے خشک تنے سے ایسی حَتّٰی نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ــــ دردناک آواز سنی جیسے کسی اونٹنی کی اولاد فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہِ ــــ گم ہو جائے (یا دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز (بخاری شریف ج اوّل ص ۱۲۵ مطبوعہ ــــ کی مانند) تو اس کی غمناک آواز ہوتی ہے" قدیمی کتب خانہ کراچی سن اشاعت ۱۹۶۱ء) ــــ یہاں تک کہ نبی کریم منبر شریف سے اُترے ــــ اور اپنا دستِ شفقت اُس پر رکھا۔

بخاری شریف کے حاشیہ پر اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے ــــ علامہ

---

[1] : نور العرفان ص : ۴۶۳

بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یوں لکھا ہے ___ فرماتے ہیں ___ کہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحتِ رسالت کی دلیل ہے ___ اور وہ بے جان جسم کا (جانداروں کی طرح) رونا ہے ___ اور وہ اس لئے کہ ___

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ لِلْجِذْعِ ___ اللہ تعالیٰ نے کھجور کی خشک بے جان لکڑی

حَیَاتاً حَنَّ بِھَا ___ میں ایسی جان پیدا کر دی جس کی وجہ سے

(حاشیہ بخاری ۱۲۵) ___ وہ غمناک آواز کے ساتھ روئی۔

یہاں علامہ عینی شارح بخاری نے اس خشک اور غیر ذی رُوح کے رونے کو حیات قرار دیا ہے ___ جس سے معلوم ہوا کہ بغیر رُوح کے حیات ممکن ہے۔

خیال رہے کہ علامہ کاظمیؒ اور دیگر علماء و محققین نے بے پناہ دلائل کی روشنی میں جو موقف اختیار فرمایا ہے۔ (قبض رُوح کے ساتھ حیاتِ حقیقی کا پایا جانا بلاشبہ جائز ہے) یہ وُہ حقیقت ہے جو اہلِ بصیرت سے ہرگز مخفی نہیں کہ خدائے بزرگ و برتر اس چیز پر قادر ہے کہ جس کو چاہے بغیر رُوح کے حیات بخشے۔

مسجد ہلنے لگی: دارمی ___ ترمذی ___ ابُویعلیٰ ___ بیہقی ___ اور ابُونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے ___ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے ___ جب ممبر شریف بنا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے ___ تو وہ ستون اس طرح رویا ___ جیسے بیل روتا ہے۔

___ حَتّٰی اِرْتَجَّ الْمَسْجِدُ بِخُوَارِہٖ ___

یہاں تک کہ اس کے رونے سے مسجد ہلنے لگی ___

رسولِ کریم منبر شریف سے اُترے اور اُسے چمٹا لیا اور (کلاوہ میں لیکر اُسے) تسلی دی اور سرکارؐ نے قسم اُٹھا کے ارشاد فرمایا۔

لَوْلَمْ اَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هٰكَذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ حُزْنًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ — اگر میں اسے چمٹا کر تسلی نہ دیتا تو قیامت تک اللہ تعالیٰ کے رسول کی جدائی میں اسی طرح روتا رہتا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۶)

صحابہؓ بھی رونے لگے: حضرت سہل بن ساعدی کی روایت کے مطابق — اس کے رونے سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہاں موجود تمام صحابہؓ رونے لگے — (ایضاً)

حضورؐ نے فرمایا: بغوی — ابو نعیم — اور ابن عساکر نے اُبی بن کعب سے جو روایت بیان کی ہے — اس کا خلاصہ یوں ہے — کہ حضورؐ نے اُسے روتا دیکھ کر فرمایا — صبر کر میں تجھے جنت میں اُگائے دیتا ہوں، کہ تیرے پھل کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے کھائیں — اگر تو چاہے تو میں تجھے سرسبز کھجور کا درخت بنائے دیتا ہوں — جیسا کہ تو پہلے تھا —

فَاخْتَارَ الْاٰخِرَۃَ عَلَی الدُّنْیَا

مگر اُس نے دُنیا پر آخرت کو ترجیح دی (ایضاً)

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت مقدسہ کی تفسیر سے جو اُمور کھل کر سامنے آئے — وُہ یہ ہیں کہ رُوح ایک امرِ ربی ہے جس کی حقیقت کا علم حضور علیہ السلام کو بھی عطا ہوا — ارواح! اجسامِ لطیفہ ہیں — جو اجسامِ کثیفہ پر چھائی ہوئی ہیں — روح کثیف جسم میں اس طرح داخل ہے — جس طرح سبز گیلی لکڑی میں پانی — رُوح مخلوقِ خداوندی ہے — رُوح حضورؐ پُر نور کے نُور سے پیدا ہوئی — اور یہ بھی معلوم ہوا رُوح کے بغیر حیات ممکن ہے — اور یہ بھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خشک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگائیں — تو آپ کے جسم مبارک کی برکت سے اس غیر ذی رُوح کو بھی حیات ملتی ہے — مولانا حسن رضاؒ لکھتے ہیں —

خاک پامال غریبوں کو نہ کیوں زندہ کرے
جس کے دامن کی ہوا بادِ مسیحائی ہو!

ان تمام شواہد کی موجودگی میں اگر کوئی شخص اپنے ناپاک جذبات کے اظہار کیلئے منبرِ رسولؐ ہی کا انتخاب کرتا ہے ـــــ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُردہ ثابت کرنے کیلئے اپنی کرختت زبان سے آگ اُگلتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس نامراد کے خرمنِ ایمان کو آتشِ نفاق نے جلاکر خاکستر بنادیا ہے۔

لوگو! غور کرو ـــــ یہ لوگ کس ہستیٔ معظم کو مُردہ ثابت کرنے کے لئے چیخ رہے ہیں۔ خشک لکڑیوں کو حیات کے اسرار سے ہمکنار ـــــ پتھروں کو قوتِ گویائی عطا ـــــ جس کی صداقت کی گواہی سنگریز ـــــ سوال کرتا ہوں صرف ایک سوال ـــــ منکرینِ حیاتِ رسولؐ کی علمی دُنیا اگر مکمل طور پر تباہ نہیں ہوئی ـــــ اور اگر انصاف و دیانت کی ایک رمق کا ہزارواں حصہ بھی باقی رسولِ خدا کا کلمہ پڑھتے ہو؟

آیت نمبر ۴ : ـــــ ہر آنے والی گھڑی :

ارشادِ باری ہے۔

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝

(پارہ ۳۰ سورۂ ضحیٰ آیت نمبر ۴)

ترجمہ: "اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے" مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ ربِّ کریم کے ارشاد کے مطابق حضور سرورِ عالم کیلئے ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

بہتر سے بہتر : حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں ـــــ (کہ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر) رب کریم کے لطف وکرم ——— اور انعام و احسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا ——— ہر آنے والی ساعت گزری ہوئی ساعت سے ——— ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑی سے ——— ہر آنے والی حالت گزشتہ حالت سے اعلیٰ سے اعلیٰ ——— بہتر سے بہتر ——— اور ارفع سے اَرفع ہوگی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حکیم الاُمّت لکھتے ہیں: حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر "نور العرفان" میں لکھتے ہیں ——— کہ آپؐ کے لئے بُرزخی زندگی، دُنیاوی زندگی سے بہتر ہے ——— کہ اس میں آپ کو ہر وقت وصال ——— اور ہر آن آپ کو معراج ہے ——— اس سے مسئلہء حیات النبیؐ ثابت ہُوا ——— حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح برزخ میں بہترین جگہ ہے ——— اور بہتر جگہ، حضورؐ کا جسم اطہر اور قبرِ انور ہے ——— جو جنّت بلکہ عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔

(تفسیر نور العرفان)

مودُودی صاحب لکھتے ہیں: جناب مولانا مودُودی صاحب اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں، اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں ——— کہ ہر بعد کا دَور پہلے دور سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیلئے بہتر ثابت ہوگا ——— آپؐ کی قوت، آپ کی عزّت وشوکت ——— اور آپ کی قدر ومنزلت برابر بڑھتی چلی جائے گی ——— اور آپ کا نفوذ و اثر پھیلتا چلا جائے گا ——— پھر یہ وعدہ دُنیا ہی تک محدود نہیں ——— اس میں یہ وعدہ بھی شامل ہے ——— کہ آخرت میں جو مرتبہ آپ کو ملے گا ——— وُہ اس مرتبے سے بھی بدرجہا بڑھ کر ہوگا، جو دُنیا میں آپ کو حاصل ہے۔ (تفہیم القرآن)

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر سے یہ اَمر ثابت ہُوا کہ آقا علیہ السلام کی بُرزخی حیات دنیوی حیات سے بدرجہا افضل ہے اور دنیاوی حیات وقوت کا یہ عالم ہے۔ قدم فرش پہ ہے اور نظر عرش پہ ہے۔ جسدِ اطہر

مدینہ منورہ میں ہے اور قوتِ سماعت کا یہ حال کہ عالمِ بالا کی خفیف سے خفیف تر آواز کو بھی سُن رہے ہیں۔

میں وُہ سُنتا ہوں : حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ ___ ترمذی ___ ابن ماجہ ___ اور ___ ابونعیم کے حوالے سے رقمطراز ہیں ___ کہ حضرت اَبُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ___ کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ___

اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ
اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ لَیْسَ لَهَا
مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ
سَاجِدٌ لِلّٰهِ

{الخصائص الکبریٰ ج اول ص ۶۵/۶۶}

ترجمہ: " میں وُہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ___ اور میں وُہ سنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے "تم نہیں سُنتے" ___ کہ آسمان چرچراتا ہے ___ اور آسمان کا چرچرانا درست ہے ___ کیونکہ اس میں چار اُنگل بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔"

خیال رہے کہ جو اس دنیا میں آسمان کی خفیف ترین چرچراہٹ کو سُن سکتے ہیں ___ وُہ یقیناً برزخی زندگی میں ہمارا درود وسلام بھی سُن سکتے ہیں ___ کیونکہ آپؐ کی وُہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے افضل ہے۔

خلقِ خدا کو ہر طرح کا فیض پہنچانے والی ___ اُس عظیم ہستی کی حیات برزخی کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھنا ___ وَہم باطل کے سوا کچھ نہیں ___ فاضل بریلویؒ اپنے جذباتِ محبت وعقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے!
تُو زندہ ہے واللہ، تُو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

ارشاد پروردگار ہے۔

آیت نمبر ۵ : لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ

(پارہ ۳، سورۂ ابراھیم آیت نمبر ۷)

ترجمہ: "اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دُوں گا"

اس سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے۔

سَیِّدُ الشَّاکِرِین : حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الشاکرین ہیں — اور ساری مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ہیں

اس قرآنی قاعدہ و دستُور کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر لمحہ زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جائیں گی — اور حضورؐ کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں گے — اور قوت و کمالات میں ترقی بھی لازمی اَمر ہے — یعنی دُنیاوی حیات میں جو چیز حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی وُہ برزخی حیات میں کہیں زیادہ ہونی چاہیئے

وُسعتِ نظر : علّامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے "توضیح البیان" میں علّامہ امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے — حضورؐ نے فرمایا —

رُفِعَتۡ لِیَ الدُّنۡیَا فَاَنَا اَنۡظُرُ فِیۡهَا کَمَا اَنۡظُرُ اِلٰی کَفِّیۡ هٰذِهٖ —

یعنی تمام دُنیا میرے سامنے پیش کی گئی۔ پس میں اس کو اور جو کچھ اس میں ہے کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں — (توضیح البیان ص ۲۴۲)

دُنیاوی زندگی میں جو دُنیا کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کیطرح مُلاحظہ فرما رہے ہیں
وُہ برزخی زندگی۔ "جو دُنیاوی زندگی سے افضل" میں کہیں زیادہ وُسعتِ نظر رکھتے ہیں۔

عالمُ الغیب نے ہر غیب سے آگاہ کیا
صدقے اس شان کی بینائی و دانائی کے
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے چمکتے خورشید
لامکاں تک ہیں اُجالے تیری زیبائی کے

آیت نمبر ۶ : ـــــ نذیرِ عالم :

ربِّ اکبر ـــ خالقِ بحر و بر کا ارشادِ پاک ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ
لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝

(پارہ ۱۹ سورۂ فرقان آیت ۱)

ترجمہ : " بہت ہی (خیر و) برکت والا ہے وُہ (خدائے لَم یَزَل) جس نے نازل فرمایا قرآن اپنے (محبوب) بندے پر تاکہ وُہ بن جائے تمام جہان والوں کو (غضبِ الٰہی سے) ڈرانے والا"

● حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی جو تفسیر بیان فرمائی ہے ـــ اُس کا خلاصہ کچھ یُوں ہے ـــ کہ اس میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمومِ رسالت کا بیان ہے ـــ کہ آپ تمام خلق کیطرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ جن ہوں یا بشر ـــ فرشتے ہوں یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمتی ہیں ـــ کیونکہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں ـــ مسلم شریف کی حدیث ہے ـــ

ـــــ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَآفَّةً ـــــ

"یعنی میں تمام مخلوق کیطرف رسُول بنا کر بھیجا گیا ہوں"

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم، تمام موجودات کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ــــ جن ہوں یا انسان ــــ فرشتے ہوں یا حیوانات و جمادات ــــ

(تفسیر خزائن العرفان ص ۵۲۰ مطبوعہ تاج کمپنی)

● ــــ لِلْعٰلَمِیْنَ ــــ کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ حضورؐ کی نبوت و رسالت ــــ مکان و زمان کی حدود سے آشنا نہیں ــــ اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے ــــ سب کے لئے آپ رسول ہیں ــــ اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا، حضور کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔ ــــ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۴۹)

رسولؐ اور مرسَل الیہ :

مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ کے ضمن میں ــــ سید السادات ــــ محدث ــــ مفسر ــــ حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنی کتاب حیات النبی میں ارقام فرمایا ہے ــــ اس سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں ــــ

ــــ رسول ــــ (خدا کی طرف سے بھیجا ہوا پیغمبر)

ــــ مُرسَل الیہ ــــ (جس کیطرف بھیجا جائے)

کے مابین ایک علمی اور عملی قسم کا مخصوص رابطہ ہے ــــ جس کے بغیر رسالت کا کوئی تصوّر قائم نہیں ہو سکتا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ــــ تمام جہانوں کے لئے اس وقت رسول ہو سکتے ہیں ــــ جب اُن کا یہ رابطہ ہر جہان والوں کے لئے قائم ہو ــــ اس لئے عمومِ رسالت کے اعتقاد کے ساتھ یہ تسلیم کرنا پڑے گا ــــ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ایسی جامع اور کامل حیات کے ساتھ مُتّصِف ہیں جو ہر عالم کے حسبِ حال ہو ــــ حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ میں ہر وقت ــــ ہر عالم کے مناسب حیات پایا جانا ضروری ہے تاکہ ــــ مُرسَل اِلَیْھِمْ ــــ (جن کیطرف بھیجا گیا) کیساتھ

رسالت کا رابطہ قائم ہو سکے۔

علماء محققین و مفسرین کی تحقیق و تفسیر سے جو بات واضح ہوئی وُہ یہ ہے ــــ کہ سرکار علیہ السلام، تمام موجودات کے رسُول ــــ اور ہر قسم کے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنے والے ــــ اور غضب خُداوندی سے ڈرانے والے نذیر ہیں ــــ اور یہ بھی معلوم کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رسول و نذیر ہیں ــــ لہٰذا ہر جہان کے ساتھ آپ کا رابطہ ہے ــــ جس کے بغیر رسالت کا تصوّر قائم نہیں ہو سکتا ــــ یعنی جب آپ عالمِ دُنیا میں تھے تو عالم برزخ والوں سے بھی رابطہ تھا ــــ اور اب عالمِ برزخ میں ہیں تو دُنیا والوں سے رابطہ یقینی بات ہے ــــ اور آپ کی حیاتِ برزخی اظہر من الشمس ہے۔

وُہ لوگ جو سرکار کے جسدِ اقدس کو خاک کے ڈھیر سے تعبیر کرتے ہیں وہ ان شواہد کی رُو سے خارج از ملّتِ اسلامیہ تصوّر کیے جائیں گے ــــ اور دونوں جہانوں میں ذلّت و خواری ــــ اور شرمساری اُن کا مقدّر بن چکی ہے ؎

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدُو
آفتوں میں پھنس گئے اُن کا سہارا ــــ چھوڑ کر

آیت نمبر ۷ : ارشادِ خدائے ذُوالمنَن ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

(پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر، تو حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا اُن کے لئے

رسولِ (خدا) بھی توضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا۔

خیال رہے کہ بارگاہِ محمدیت میں حاضر ہو کر بخشش طلب کرنا آقا علیہ السلام کی ظاہری زندگی تک محدود نہ تھا بلکہ تا اَبد ہے [۱]

بانی دارالعلوم دیوبند : بانی دارالعلوم دیوبند جناب شیخ محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب "آبِ حیات" ــــ (جو حیات النبی کے موضوع پر لکھی گئی ہے) میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے اُمتی ہوں ــــ تخصیص ہو تو کیوں کر ہو آپ کا وجودِ تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے اُمتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا ــــ اِستغفار کرنا ــــ اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔

(آبِ حیات ص ۴۰ مطبوعہ ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ناظرین ! بانی دارالعلوم دیوبند کی مندرجہ بالا عبارت کو دوبارہ غور سے پڑھیں ــــ میری طرح آپ کی اُردو نہایت کمزور ہی سہی ــــ مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ آپ کی سمجھ میں آ ہی جائے گا۔

اُوپر والی آیت کے ضمن میں آپ اگر عشقِ رسولؐ میں ڈوب کر لکھتے ــــ تو موقف حسین انداز میں نکھر کر سامنے آجاتا ــــ شاید دیوبند کی گلیوں میں عشقِ رسولؐ کی بادِ بہاری کا گزر نہیں ــــ یا پھر پتہ نہیں کیوں؟

ــــ جو بات میری سمجھ میں آئی وُہ یہ ہے ــــ کہ آپ غالباً یہ لکھنا چاہتے تھے کہ

---

[۱] : اس آیت کی پوری تفصیل بندۂ ناچیز کی کتاب "شفاعتِ رسول" میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ قدس پناہ سے فیضیاب ہونے کیلئے زمان ومکان — ماضی وحال اور مستقبل کی کوئی قید وتخصیص نہیں — سرکار کا "وجودِ تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے" — جہاں بھی ہو — جس جہاں سے ہو — دربارِ اقدس میں حاضر ہو یا زمین کے کسی دُور دراز خطے میں — حضور کے فیض و وسیلے سے فیضیاب ہو سکتا ہے — اور یہ تمام امُور جب ہی تو متصور ہو سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیاتِ حقیقی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہوں۔

بانی دار العلوم دیوبند کو حیات النبی کے موضوع پر کتاب لکھنے کی ضرورت اسلئے محسوس ہوئی ہوگی — کہ آپ کے ماحول میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہوں گے جو نبی علیہ السلام کو مُردہ اور مٹی کا ڈھیر تصوّر کرتے ہوں گے۔

چل رہے ہیں آج بھی کچھ لوگ شیطانوں کی چال
مُردہ کہتے ہیں نبیؐ کو بے وقر خانہ خراب
خضر

آیت نمبر ۸ — مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب:

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔

(پارہ ۲۱ سورۂ احزاب آیت ۶)

ترجمہ: نبی (اکرم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں۔ اور آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

منکرِ حیاتُ النبیؐ منکرِ قرآن ہے:

اس آیتِ مبارکہ کے ضمن میں بانی دار العلوم دیوبند رقمطراز ہیں — دیوبندی

مکتبِ فکر کے سب سے بڑے عالم کے اندازِ بیان کو دیکھئے ـــــ اور اس اردوئے معلّٰی کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیئے ـــــ اور حیرت و استعجاب کے عالم میں کھو جایئے ـــــ فرماتے ہیں

ـــــ اس آیہ مبارکہ کے دونوں جملے جدی جدی آپ کی حیات پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں کہ انشاء اللہ قرآن کے ماننے والوں کو تو گنجائش انکار رہتی نہیں اور جو شخص قرآن کے انکار سے، موافق حدیث ثقلین لاریب داخل زمرۂ گمراہان ہو چکا۔ اس کی راہ پر لانے کی کوئی تدبیر نہیں، غرض جو لوگ کلام اللہ کو بیاض عثمانی کہہ کر خدا کی آیات سے اپنے خیالات واہیات کو مقدم سمجھتے ہیں وہ لوگ تو اپنے عقیدے موافق بھی بشہادت حدیث مذکور گمراہ ہوں گے وُہ نہ مانیں تو وُہ جانیں پر مومنانِ با اخلاص کو بعد استماعِ (غور سے سُننا) تفسیرِ آیتِ مذکور انشاء اللہ تسلیم دعویٰ معلوم لازم ہوگا۔

(آبِ حیات ص ۱۴۱)

کیوں جناب آیا مزا؟ ـــــ کوئی بات سمجھ میں آئی؟

کیا سمجھے آپ؟ ـــــ کیا لکھا ہے بانی دار العلوم دیوبند نے؟ یہی نا کہ منکرِ حیات النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ـــــ منکرِ قرآن ہے ـــــ بے دین اور ایسا گمراہ ہے جس کے راہِ راست پر لانے کی کوئی تدبیر کارگر اور مؤثر ثابت ہرگز ہرگز نہ ہو سکے گی۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کے سب سے بڑے پیشوا ر ـــــ منکرین حیات النبیؐ کے گستاخانہ رویہ ـــــ اور اندرونی بیماری کو لادوا سمجھتے ہیں ـــــ اور اُن کی کھلی گمراہی کا کھلے انداز میں اعلان فرما رہے ہیں۔

خیال رہے کہ اس دَور کے منکرینِ حیاتِ رسولؐ (ایک چھوٹے سے گروہ علاوہ) بھی اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں ـــــ لہٰذا اپنے اس کافرانہ نظریہ پر نظرِ ثانی کریں ـــــ اگر ہماری نہیں تو اپنے بزرگوں ہی کی بات مان لیں ـــــ اور بغض وعناد

کی سیاہ دَلدَل سے نکلنے کی بھرپور اور دانشمندانہ کوشش کریں ____ ہوسکتا ہے اہلِ حق وصداقت کی معیّت اختیار کرنے میں کامیاب ہوجائیں ۔

بے ہودہ اور لغو کلام سے غضبِ خداوندی کو دعوت دینا انسانوں کا نہیں کافروں کا کام ہے ____ قیامت بالکل قریب ہے ____ اور ہر قسم کے مریضانِ عصیاں کیلئے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دارالشفاء کا جاذبِ نظر دروازہ کھُلا ہے ۔

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے، قیامت میں، اگر مان گیا

آیت نمبر ۹ : مولائے کریم، غفورُ رّحیم کا ارشاد ہے ۔ حیاتِ شہداء :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا
تَشْعُرُوْنَ ۝

(پارہ ۲ سورۂ بقرہ آیت ۵۴)

ترجمہ : اور نہ کہا کرو اُنہیں جو قتل کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کہ وُہ مُردہ ہیں، بلکہ وُہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے ۔

● ____ اس آیت کریمہ کی شانِ نزُول یہ ہے ____ کہ جب غزوۂ بدر میں کچھ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا تو بعض لوگوں ____ (جن میں زیادہ تر منافقین تھے) ____ نے کہنا شروع کر دیا کہ فلاں مرگیا ہے ____ اور وُہ دُنیاوی زندگی کی لذّتوں اور آسائشوں سے محروم ہوگیا ہے ____ غیرتِ خداوندی اس بات کو برداشت نہ کرسکی، وُہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رضا اور رسولِ خدا کی خوشنودی

کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ــــ اپنی گردنیں کٹائیں ــــ دینِ اسلام کی سربلندی اور قرآن کی آبرو کی خاطر سب کچھ لٹا دیا ــــ انہیں مُردہ کہا جائے

اس آیت مبارکہ میں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانیں قربان کرنے والوں کو مُردہ کہنے سے منع فرما دیا گیا۔

شہید : شہید وہ انسان ہے ــــ جو ظلماً مارا جائے ــــ یا دین و ایمان کی حفاظت کرتا ہوا معرکۂ جنگ میں قتل کیا جائے ــــ احناف کے نزدیک یہ ہے کہ نہ شہید کو غسل دیا جائے اور نہ کفن پہنایا جائے ــــ بلکہ انہی کپڑوں میں دفنایا جائے جو بوقتِ شہادت اس کے جسم پر تھے ــــ اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے ــــ بعض شہداء وہ بھی ہیں کہ جن پر یہ احکام جاری نہیں ہوتے ــــ لیکن آخرت میں اُن کو شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے ــــ جیسے پانی میں ڈوب کر مرنے والا ــــ آگ میں جل کر مرنے والا ــــ دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والا ــــ طالب علم دوران تعلیم وفات پانے والا ــــ سفرِ حج میں مرنے والا ــــ نفاس میں مرنے والی عورت ــــ پیٹ کے مرض اور طاعون میں مرنے والا ــــ ذات الجنب (پسلی اور پہلو کا درد) سے مرنے والا ــــ سل (تپ دق۔ یعنی ٹی۔ بی) سے مرنے والا ــــ اور جمعہ کے دن وفات پانے والا۔

● ــــ مذکورہ آیت مقدسہ کو شافعیوں نے اس مسئلہ کی دلیل لیا ہے کہ شہید کی نماز جنازہ نہیں ہوتی ــــ وہ کہتے ہیں ــــ

ــــ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی الْمَیِّتِ لَا عَلَی الْحَیِّ ــــ

یعنی نماز میّت پر ہوتی ہے نہ کہ زندہ پر

● ــــ حیات شہداء کے متعلق صاحب رُوح المعانی علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی

فرماتے ہیں کہ ـــ بزرگانِ دین ـــ اور سلف صالحین کی اکثریت کا یہی مذہب ہے ـ کہ ـــ

ـــــ اِنَّہَا حَقِیْقَۃٌ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ـــــ

"کہ شہدار کی زندگی" روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے

(رُوح المعانی ج ۲ ص ۲۰)

شہداء جہاں چاہیں آ، جا سکتے ہیں :

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں ۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِیْ لِاَرْوَاحِہِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ
فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ
حَیْثُ یَشَآءُوْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَاءَھُمْ
وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَاءَھُمْ
اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

(تفسیر مظہری ج اول ص ۱۵۲ مطبوعہ کوئٹہ)

ترجمہ : "بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی رُوحوں کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ (شہداء) اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ"

ـــ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے قاضی پانی پتی فرماتے ہیں ۔

لَا تَاْکُلُ الْاَرْضُ اَجْسَادَھُمْ وَلَا اَکْفَانَھُمْ

یعنی زمین اُن کے جسموں اور کفنوں کو نہیں کھاتی ۔

شہیدوں سے زیادہ طاقت ور :

نیز صاحب مظہری فرماتے ہیں ۔

بَلْ حَیَاۃُ الْاَنْبِیَاءِ اَقْوٰی
مِنْھُمْ وَ اَشَدُّ ظُھُوْرًا

بلکہ نبیوں کی حیات، شہیدوں کی حیات سے زیادہ قوی اور ظہور میں (شہداء سے) بہت زیادہ بڑھ کر ہے ۔

ناظرین ! آپ حیران ہوں گے کہ آپ کو ایسے لوگ کافی مقدار میں مل جائینگے جو خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی کہتے ہیں اور حضور کے نام کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں ـــــ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ ـــــ ہم شہیدوں کی حیات کو مانتے ہیں نبیوں کی حیات کو ہرگز نہیں مانتے ـــــ اور سرکار علیہ السلام کے جسد مقدس کو خاک کا ڈھیر کہتے ہوئے اپنی ناپاک زبان کو دراز کرتے ہیں ۔

یہی وہ فرقہ پرست لوگ ہیں ـــــ جنہوں نے فرقہ دارانہ فسادات سے قرۂ ارض کو آتش فشاں بنا دیا ہے ۔

آیت نمبر ۱۰ : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : شہداء کو مُردہ گمان نہ کرو :

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط
بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ہ

(پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۶۹)

ترجمہ : اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں، بلکہ وُہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں ۔

● — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا — جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اَرواح کو سبز پرندوں کے قالب عطا فرمائے — وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں — جنتی میوے کھاتے ہیں — طلائی قنادیل (سنہری قندیلیں) جو زیرِ عرش مُعلّق ہیں اُن میں رہتے ہیں — جب انہوں نے کھانے، پینے، رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں — تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں (تمہارے مسلمان بھائیوں کو) خبر پہنچاؤں گا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۱۰۶)

● — صاحبِ تفسیر خزائن العرفان — عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ — کے تحت لکھتے ہیں کہ زندوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں — عیش کرتے ہیں — سیاقِ آیت اس پر دلالت کرتا ہے — کہ حیات روح اور جسم دونوں کیلئے ہے — علماء نے فرمایا ہے کہ شہیدوں کے جسم قبروں میں محفوظ ہیں — مٹی اُن کو نقصان نہیں پہنچاتی — زمانۂ صحابہ میں اور اُن کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کُھل گئیں — تو اُن کے جسم تر و تازہ پائے گئے (ایضاً)

حضرت عبداللہ کا جسدِ مبارک: مسجد نبوی کی توسیع کے لئے کی جانے والی کھدائی کے دوران حضورؐ کے والد حضرت عبداللہ رضؓ کا جسدِ مُبارک جس کو دفن ہوئے (۱۴۵۲) سال کا عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح وسالم حالت میں برآمد ہوا —

علاوہ ازیں صحابیؓ مالک بن سونائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے اجسادِ مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ..... نہایت تر و تازہ اور اصلی حالت

ہیں تھے۔

(روزنامہ نوائے وقت ہفتہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء)

نوٹ : جو لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والدین کریمین کو دوزخی کہتے ہیں ۔۔ اور یہ عقیدہ رکھتے کہ وُہ (نعوذ باللہ) کافر تھے ۔۔ وہ اس خبر سے عبرت حاصل کریں وُہ اپنے اس گندے عقیدے سے توبہ کریں ۔۔ ایسا نہ ہو کہ اُن پاک باز ہستیوں کو دوزخی کہتے ہوئے کہیں خود ہی دوزخ کا ایندھن نہ بن جائیں ۔۔

بات ذرا آگے نکل گئی ۔۔ بات ہو رہی تھی شہید کی زندگی کی ۔۔ تو آؤ چلتے چلتے ایک اور تفسیر کا حوالہ بھی دیکھ لیں ۔

تسلیم شدہ حقیقت :

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں ۔

وَاَنَّ حَيَاةَ الشُّهَدَاءِ مُحَقَّقَةٌ

(تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۲۶۹)

کہ شہداء کا زندہ ہونا ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے ۔

● ۔۔ علامہ قرطبی سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں ۔۔

وَاَنَّ الْاَرْضَ لَا تَاْكُلُ الْاَنْبِيَاءَ

وَالشُّهَدَاءَ وَالْعُلَمَاءَ وَالْمُؤَذِّنِيْنَ

الْمُحْتَسِبِيْنَ وَحَمَلَةَ الْقُرْآنِ ۔

(تفسیر قرطبی ج ص ۲۷۱ مطبوعہ قاہرہ مصر سن اشاعت ۱۹۳۶ء)

ترجمہ : کہ زمین انبیاء کرام، شہداء عظام، علماء حق، اور ثواب کی نیت سے آذان دینے والوں اور قرآن کے حافظوں کے جسم نہیں کھاتی ۔

● ۔۔ صاحب نور العرفان علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہاں روزی سے مراد صرف رُوحانی روزی ——— (ثواب قبر وغیرہ) نہیں وہ تو تمام مومنوں کو ہوتا ہے ——— بلکہ جنت کے میوے ——— اور وہاں کے عیش مراد ہیں ——— کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کرتی ہیں ——— جو چاہتی ہیں کھاتی پیتی ہیں۔

(تفسیر نور العرفان ص ۱۱۴)

آیت نمبر ۱۱ : شہداء شادمان ہیں : اللہ رب العزت نے شہداء کی خوشی اور شادمانی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ
بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(پارہ ۴ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۰۷)

ترجمہ : شاد ہیں اُن نعمتوں سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے، اور خوش ہو رہے ہیں بسبب اُن لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آملے اُن سے، ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے کہ نہیں ہے کوئی خوف اُن پر اور نہ وُہ غمگین ہوں گے۔

یعنی شہداء جب اللہ تعالیٰ کی شانِ بندہ پروری اور ذرّہ نوازی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ——— تو خوش ہوتے ہیں کہ اپنے پیچھے جن مسلمانوں کو چھوڑ آئے ہیں ——— وُہ بھی راہِ خدا میں جان دینے کے بعد انہی عنایات سے اور نوازشات سے بہرہ ور کیے جائیں گے [1]

---

[1] : تفسیر ضیاء القرآن ؎

آیت نمبر ۱۲ : شہداء کو جنت میں جو نعمتیں خوشیاں مناتے ہیں :

عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر قرآنِ مجید میں یوں فرمایا ہے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(ایضاً آیت نمبر ۱۷۱)

ترجمہ : خوشیاں مناتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور (اس پر) کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر ایمان والوں کا۔

تفسیر : صاحبِ تفسیر خزائن العرفان استاذ المفسرین حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے ضمن میں ارقام فرماتے ہیں ـــــ کہ بخاری اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے ـــــ حضورؐ نے فرمایا جس کسی کو راہِ خدا میں زخم لگا وہ روزِ قیامت ویسا ہی آئیگا جیسا زخم لگنے کے وقت تھا ـــــ اس کے خون میں خوشبو ـــ مُشک (کستوری) کی ہوگی اور رنگ خون کا ـــــ ترمذی اور نسائی شریف کی حدیث میں ہے کہ شہید کو قتل سے تکلیف نہیں ہوتی ـــــ مگر ایسی جیسی کسی کو ایک خراش لگے ـــــ مسلم شریف کی حدیث میں ہے شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، سوائے قرض کے [۱]

ـــــ جب شہداء کی زندگی کا یہ حال ہے تو انبیاء اور صدیقینِ اُمت جو شہیدوں سے مرتبہ و شان میں بالاتفاق اعلیٰ اور برتر ہیں ـــــ اُن کی زندگی میں کیوں کر شبہ کیا جاسکتا ہے ـــــ اسی زندگی کی وجہ سے اُن کے جسمِ خاکی بھی صحیح وسلامت رہتے ہیں ـــــ

[۱] : تفسیر خزائن العرفان ؁

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمایا ہے ـــــ کہ جنگِ اُحد کے چھیالیس سال بعد حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن جُبیر کی قبر (خیال رہے کہ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے) سیلاب کی وجہ سے جب کھل گئی تو اُن کے اجسادِ طاہرہ یوں ترو تازہ اور شگفتہ و شاداب پائے گئے جیسے انہیں کل ہی دفن کیا گیا ہو ـــــ بیسویں صدی کا واقعہ ہے کہ دریائے دجلہ حضرت عبداللہ بن جابر اور دیگر شہداء کی قبروں کے بالکل قریب پہنچ گیا ـــــ تو حکومتِ عراق نے ان شہداءِ کرام کی نعشوں کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزارِ پُرانوار کے جوار میں منتقل کرنا چاہا تو اُن حضرات کی قبریں کھودی گئیں تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اُن کے پاک جسم صحیح و سلامت پائے گئے، ہزارہا مخلوق نے اسلام کا یہ معجزہ اور قرآن کی اس آیت کی صداقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا[1]

مندرجہ بالا آیات کی تفسیر سے یہ اُمر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ شہداء زندہ ہیں اور اُن کی حیات رُوحانی اور جسمانی ہے ـــــ وُہ کھاتے پیتے اور جنّت میں سیر کرتے خوش و شادمان ـــــ اور عالمِ دُنیا کے حالات سے بھی باخبر ہیں ـــــ اور اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں ـــــ جب چاہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بطورِ انعام یہ قوت مرحمت فرمائی ہے۔

قارئین! ذرا غور فرمائیں کہ جب شہداءِ اسلام کی حیاتِ برزخی کا یہ عالم ہے تو پھر اس رحمتِ عالم ـــــ نورِ مجسّم ـــــ خلاصۂ موجودات ـــــ سرورِ کائنات ـــــ علیہ الصلوٰۃ وَالتّسلیمات کی حیاتِ برزخی کا کیا مقام و مرتبہ ہو گا۔

منکرینِ حیاتِ رسول ـــــ اور دیگر مُفسدین ان روشن ترین دلائل پر نہایت

---

[1] : تفسیر ضیاء القرآن ج اوّل ص ۱۰۸ حاشیہ سورۂ بقرہ آیت ۱۵۴ ؏

ٹھنڈے دل سے غور کریں ـــــ اور سوچیں کہ اُن کے خیالات قرآنی تعلیمات سے کس قدر مُتصادِم ہیں۔

آیت نمبر ۱۳ : ربِّ کائنات ـــــ ذُوالجلالِ وَالاکرام جلّ جلالہٗ وَاعظَمَ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ [1]

ترجمہ : ہم خوب جانتے ہیں جو زمین اُن کے جسموں سے گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

ـــــ کفّار یہ کہتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو پھر زندہ کیسے کئے جائیں گے ـــــ یہ بات عقل کی دسترس سے بعید ہے۔

ـــــ اس آیت کے ضمن میں حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں ـــــ وقوعِ قیامت پر اُنہیں (کفّار کو) اعتراض یہ تھا کہ جب مردہ کو زمین میں دفن کیا جاتا ہے تو زمین اُس کے گوشت پوست اور ہڈیوں کو کھا جاتی ہے ـــــ پھر وہ مٹی غبار بن کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے ـــــ ان مُنتشر ذرّوں کو ایک جا کرنا، ناممکن ہے ـــــ ان کے اس شبہ کا یُوں رُد کیا جا رہا ہے کہ زمین میت کے جس جس جزو کو کھاتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کو اس کا تفصیلی علم ہے ـــــ بلکہ اس کے پاس تو ایسی جامع کتاب ہے جس میں رُونما ہونے والے ہر تغیّر کو مُحیط ہے ـــــ اور جو ـــــ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر ـــــ کی صفت سے موصوف ہے ـــــ اس کیلئے مُردوں کو ازسرِ نو زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں [2]

مُسلّمہ بات : حضرت ابو عبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

---

[1] : پارہ ۲۶ سورۃ قٓ آیت ۴ [2] : ضیاء القرآن ج ۴ ص ۶۰۸

وَثَبَتَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ وَالشُّهَدَاءَ

لَا تَاكُلُ الْاَرْضُ

اَجْسَادَهُمْ[1]

یعنی یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ نبیوں — ولیوں — شہیدوں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔

قارئینِ ذی وقار! — ان چمکتے ہوئے، تاباں دلائل و براہین کی روشنی میں بھی اگر کسی کو صراطِ مستقیم نظر نہ آئے تو سمجھ لیجئے کہ اس سے زیادہ بدبختی اور کوئی نہیں — گمراہی کی سیاہ ترین وادیوں میں بغیر رہنما کے بھٹکنے والے بے رہرو مسافروں کو — نوکِ قلم کے ذریعے سے درخشاں اور روشن جہان کیطرف بُلانے کی کوشش کر رہا ہوں — مجھے امید ہے جو مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو کر گمراہوں کی پیروی کر رہے ہیں — اگر وُہ ان دلائل پر غور کریں گے تو انشاءاللہ سیدھا راستہ پائیں گے — یاد رہے — کہ جو لوگ رسالت مآب کی گستاخی کا ارتکاب کر چکے ہیں — انہیں کبھی بھی ہدایت کا رستہ نہ مل سکے گا۔

آیت نمبر ۱۴ : ——— ایک جان کے بدلے دس جانیں :

خُدائے رحیم و کریم — علیم و خبیر کا فرمان ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

(پارہ ۸ سورۂ انعام آیت ۱۶۱)

ترجمہ: جو ایک نیکی کرے، اُسے اس کی مثال دس نیکیاں ملیں گی۔

---

[1]: تفسیرِ قرطبی۔ بحوالہ ضیاء القرآن

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنا یہ سب بہت بڑی نیکی ہے ـــــ اور اس آیت مبارک کی رُو سے ـــــ ایک جان دینے والوں کو دس جانیں عطا کیا جانا ثابت ہوا ـــــ

برِ صغیر کے غزالی لکھتے ہیں ـ دُنیا میں ایک جان کے ساتھ زندہ انسان جب اپنے آپ کو زندہ سمجھتا ہے تو جسے اس ایک جان کے بدلے دس جانیں عطا کی گئی ہیں وُہ کیونکر مُردہ ہو سکتا ہے ـــــ اور اُسے مُردہ کہنا یا سمجھنا کس طرح دُرست قرار پائے گا [1]

آیت نمبر ۱۵ : ارشادِ باری تعالیٰ ہے : پاکیزہ زندگی :

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

(پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت ۹۷)

ترجمہ : " جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وُہ مومن ہو تو ہم اُسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی "

یعنی دُنیا و آخرت اور برزخی زندگی ـــــ نیک اعمال کرنے والوں کو دونوں جہانوں میں پاکیزہ زندگیاں نصیب ہوں گی ـــــ اس بات پر قرآن مجید گواہ ہے ـ
ـــــ ان قرآنی آیات و شواہد سے یہ اَمر آفتابِ نیمروز کی طرح واضح ہو گیا کہ شہدائے کرام ـــــ صلحائے عظام ـــــ اولیائے ذی احتشام کی برزخی زندگیاں ـــــ دُنیاوی زندگیوں سے اعلیٰ ترین ہیں ـــــ جب شہداء کی حیات برزخی کا یہ عالم ہے کہ وُہ

---

[1] : حیاتُ النبی علامہ کاظمی

جب چاہیں ـــ اور جہاں چاہیں اللہ کریم کے حکم سے آجا سکتے ہیں تو پھر انبیائے کرام ـــ بالخصوص سرورِ عالم ـــ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وُہ (نعوذ باللہ) خاک کا ڈھیر ہیں ـــ یہ ایسا قبیح اور کافرانہ نظریہ ہے جس کی مختلف اُدوار میں بھرپور طریقے سے مذمّت کی گئی۔

خیال رہے کہ اس قسم کے عقائدِ باطلہ خارجیّت کی پیداوار ہیں ـــ اور خارجی وہ فرقہ ہے جس نے باطنی علوم و معارف کا بڑی ڈھٹائی سے انکار کیا ہے ـــ اور ظاہری اندازِ فکر اپنانے کی بنیاد ڈالی ـــ اور کتاب و سنّت کی تشریح و توضیح میں جگہ جگہ ٹھوکر کھائی ـــ ان کی جدّت پسندی اور آزادانہ رُوِش نے بڑے بڑے مہیب اور خطرناک قسم کے فرقوں کو جنم دیا۔

یہی وجہ ہے کہ نگاہِ نبوّت نے آنے والے فتنوں کا مشاہدہ فرما کر یہ ارشاد فرمایا۔

اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّارِ[1]

یعنی ـــ خارجی لوگ دوزخی کتّے ہیں

|

کر رہے ہیں جو بھی انکارِ حیاتِ مصطفٰے
کٹ گئی اُن سب سے ایمانوں کے خیموں کی طناب
(خضرؔ)

○

[1]: سُنن ابنِ ماجہ شریف ص ۱۵ ؎

حیاتِ رسولؐ

—— از رُوئے ——

حدیثِ رسولؐ

قرآن عزیز کے بعد جو چیز ہمارے لئے مشعلِ راہ —— اور نہایت ہی اہم ہے —— وُہ ہے حدیثِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— جس کے بغیر نہ ہم قرآنی ارشادات وہدایات پر عمل کر سکتے ہیں اور نہ کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں —— سُنّتِ رسولؐ کی پیروی ہی ہمیں دوسری قوموں سے ممتاز کرتی ہے —— اور مسلمانوں کی نجات کا سامان حدیثِ رسول پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔

لیکن یہ بات پورے وثوق ویقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے —— کہ اس دُنیائے کون وفساد میں منکرین حیاتِ رسول —— اور دیگر ظاہری فرقے رفتہ رفتہ حدیث شریف کو چھوڑتے جارہے ہیں —— حدیث اور محدّثین کے ساتھ انکی عداوت عیاں ہے —— شاید اس وجہ سے کہ ان کے نظریاتِ فاسدہ —— اور عقائدِ باطلہ کی حدیث پاک تائید وحمایت نہیں کرتی —— ان کے مسلک کا تمام دارومدار اُن قرآنی آیات پر ہے جو بُتوں کے بارے میں اور کافروں کی تردید و مذمّت میں نازل ہوئیں —— ان آیات کی غلط تاویلات کے سہارے خوارج بعض سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دینے میں کامیاب ہو سکے ہیں —— اُن کی حدیثِ رسول سے گریز —— اُن کے خبثِ باطن کی غمّازی کرتی ہے۔

اُن کے دامن میں پہلے بھی کچھ نہ تھا —— آج بھی کچھ نہیں —— یہی وجہ ہے کہ

وہ فرقہ واریت ـــــ قتل وغارت ـــــ تشدد اور خوں ریزی میں معروف ہیں ـــــ اور امت کو خانہ جنگی کیطرف لے جا رہے ہیں ـــــ جو احادیث ان کے خیالات باطلہ سے ٹکراتی ہیں اُن کو ضعیف کہنا ان کی پرانی عادت ہے۔

آئیے حدیث رسولؐ کی روشنی میں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی برزخی زندگی کا کیا مقام ہے۔

حدیث نمبر ۱ : ـــــ نبیوں کے جسم زمین نہیں کھاتی :

حضرت ابُودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ ـــــ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درُود پڑھا
مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ ـــــ کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے جس میں
ـــــ فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ عُرِضَتْ ـــــ اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا
عَلَىَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ـــــ درود مجھ پر پیش ہوتا ہے یہاں تک کہ اس
ـــــ سے فارغ ہو جائے۔

حضرت ابُودرداء فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا۔

وَبَعْدَ الْمَوْتِ ـــــ کیا موت کے بعد بھی

حضورؐ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ ـــــ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے
اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ ـــــ جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی

فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ـــــ زندہ ہوتا ہے اور رزق بھی دیا جاتا ہے

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۲۔ باب الجمعۃ الفصل الثالث)

حدیث نمبر ۲ : ـــــــ سوالاتِ نکیرین :

جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے ـــ تو منکر، نکیر دو فرشتے قبر میں آتے ہیں اور اُس سے سوال پوچھتے ہیں ـــ سوال یہ ہیں ـــ

مَنْ رَّبُّکَ ؟ ـــــ تیرا رب کون ہے ؟

وہ کہتا ہے ـــــ

رَبِّیَ اللّٰہ ـــــ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے

فرشتے پھر سوال کرتے ہیں۔

مَا دِیْنُکَ ؟ ـــــ تیرا دین کیا ہے ؟

ـــــ وُہ کہتا ہے ـــــ

دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ ـــــ میرا دین اسلام ہے

پھر فرشتے شکل مصطفےٰ کی طرف جو قبر میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اشارہ کر کے سوال کرتے ہیں کہ بتا یہ کون ہیں ؟ اور تو ان کے بارے میں کیا کہتا تھا ؟

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ـــ فرماتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا جب میت دفن کی جاتی ہے تو اس کے پاس ـــ دو سیاہ رنگ ـــ نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ـــ ایک کو مُنکر ـــ اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے ـــ وُہ کہتے ہیں ـــ

مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ـــ کہ تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا ؟ تو وہ صاحب قبر کہتا ہے۔

هٰذَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ ــــ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا ــــ رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ــــ سوا کوئی معبود نہیں یقیناً محمدؐ اللہ کے

ــــ بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔

ــــ پھر فرشتے کہتے ہیں ــــ

قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ھٰذَا ــــ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تُو یہ کہے گا

ثُمَّ یُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ــــ پھر اسکی قبر میں فراخی دی جاتی ہے ستّر گز

ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ۔ ــــ ستّر گز میں

ــــ (یعنی ستّر گز لمبی ــــ اور ستّر گز چوڑی)

ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ــــ پھر اس کیلئے قبر میں روشنی کی جاتی ہے

پھر اسے کہا جاتا ہے سوجا ــــ وُہ کہتا ہے، میں اپنے گھر جاؤں تاکہ انہیں یہ خبر دوں ــــ تو فرشتے اُسے کہتے ہیں۔

نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ ــــ کہ (اب تو) دُلہن کی طرح سوجا

(مِشْکٰوۃُ الْمَصَابِیْح ص ۲۶، بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ)

اس حدیث مقدسہ پر غور کرنے سے جو بات سامنے آتی ہے ــــ وُہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مزار اقدس میں زندہ ہیں ــــ اور ہر فوت ہونے اور قبر میں دفن ہونے والے کو دکھائے جاتے ہیں۔

ــــ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر سوچا جائے۔

حدیث نمبر ۳: ــــ اُمّ المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں:

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے ــــ

فرماتی ہیں کہ — میں اپنے حجرے میں، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدفون ہیں، یوں ہی بغیر پردہ کیے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی (کہ اس حجرے میں مدفون)

— اِنَّمَا زَوْجِیْ وَ اَبِیْ —

ایک میرے شوہر (نبی کریم) اور ایک میرے والد (ابوبکر صدیقؓ) ہیں

— فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ —

پھر جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔

فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ وَ اَنَا مَشْدُوْدَةٌ — خدا کی قسم عمرؓ سے شرم کے باعث عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً مِّنْ عُمَرَ۔ — میں پردہ کئے بغیر اس حجرے میں نہ جاتی۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۹ باب زیارۃ القبور۔ الفصل الثالث ÷)

ام المومنین سلام اللہ علیہا کے عمل وارشاد سے یہ امر آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہوگیا کہ اللہ والے قبروں میں زندہ ہیں — اور قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتے — جانتے — اور پہچانتے ہیں — قبر کی دیواریں اور مٹی وغیرہ ان کی نظروں کے سامنے حجاب نہیں بن سکتی — اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر کی کوئی چیز نہ دیکھ سکتے ہوتے — تو مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا پردہ کرکے حجرے میں جانا، اور شرم وحیا فرمانا کیا معنی رکھتا ہے۔

مسلمانوں کو مردہ پرست — بدعتی — اور — مشرک کہنے والو! یہ مومنوں کی ایک عظیم ماں کا ارشاد ہے اس پر غور کرو — اور شرم وحیا کی حدود کو پھلانگنے کی کوشش نہ کرو — ماں کے ارشاد کی تکریم واجب ہے۔

حدیث نمبر ۴: ابویعلیٰ — امام بیہقی — قبر میں نماز:

ابن مندہ (رحمۃ اللہ علیہم) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

—— اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ——

(الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱ شرح الصدور ص ۸۲ مطبوعہ مدینہ منورہ)

ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

مذکورہ حدیث شریف کے ضمن میں —— امام المحدثین حضرت امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ——

وَحُلُوْلُھُمْ فِیْ اَوْقَاتٍ مُّخْتَلِفَۃٍ فِیْ —— "انبیاء کا" مختلف اوقات میں متعدد اَمَاکِنَ مُتَعَدِّدَۃٍ جَائِزَۃٌ عَقْلًا —— مقامات پر پایا جانا عقلاً جائز ہے۔

(حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۲ بحوالہ مرقات)

نوٹ —— امام بیہقیؒ کی توہین ——

تحریکِ خدام اہلسنت (دیوبندی مسلک) منڈی بہاؤالدین کی طرف سے حدیثوں —— اور محدثین کا مذاق اڑانے —— اور احادیثِ رسول کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے پر ایک (دیوبندی) مولوی صاحب کے خلاف بطورِ احتجاج —— ایک پوسٹر شائع ہوا جس میں لکھا ہے —— کہ سات دسمبر ۱۹۸۵ء کو ہمارے شہر میں "مولانا" عبدالواحد صاحب خطیب جامع نور نے تقریر میں ایک حدیث مبارکہ (غالباً حدیث یہ ہے —— اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ) پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث بیہقیؒ نے نقل کی ہے جو خود بہک گیا تھا (العیاذ باللہ) —— بہکنے کے معنی گمراہی —— اور بدمستی کے ہیں۔

قارئین! —— مولوی صاحب نے —— حسد و عناد کے بادۂ تلخ کے جام

زنگ آلود سے بادہ پیمائی فرما کر ـــ پُرخمار نگاہوں سے ـــ بہکے ہوئے انداز میں ـــ بہکی بہکی گفتگو کے دوران ـــ امام المحدثین امام بیہقی کی شان میں گستاخانہ الفاظ بول کر ـــ حدیث کی توہین کی ـــ اور لوگوں کو حدیثِ رسولؐ سے دُور کرنے کی ناکام کوشش کی ـــ یہ ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے کہ یہ لوگ حدیثِ رسولؐ کو رفتہ رفتہ چھوڑتے جا رہے ہیں اور یہ ہمارا دعویٰ کس قدر حقیقت کے قریب ہے ـــ اسے مینائے دیوبند کی صہبائے سُرخ کا اثر اور خمار ہی کہا جا سکتا ہے ـــ کیونکہ کوئی مسلمان اس طرح کی جسارت نہیں کر سکتے ـــ حدیث رسولؐ کا مذاق اُڑانا ـــ اصل میں رسول کریم اور وحیِ الٰہی کا مذاق اڑانا ہے ـــ یہ ایسی گستاخانہ رَوِش ہے جو انسان کو کفر کی اندھیری وادیوں میں دھکیل دیتی ہے۔

حدیث نمبر ۵ : استاذ المحدثین حضرت امام مسلم موسیٰ علیہ السّلام :

رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) کے پاس سے گزرے۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ [1]

تو وُہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

اس سے معلوم ہُوا کہ انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں ـــ اور اُن کا مختلف اوقات میں متعدد مقامات پر پایا جانا بھی جائز ہے ـــ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بے پایاں قوتیں اور کمالات عطا فرمائے ہیں۔

---

[1]: صحیح مسلم شریف ج ص

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جناب موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا — اس بات کی دلیل ہے کہ نظرِ نبوت کے سامنے کثیف و دبیز قسم کی چیزیں حاصل نہیں ہوتیں۔

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اُن کی حیات کی دلیل ہے — اور حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُن کو نماز پڑھتے دیکھ لینا — یہ حضور کی نظر کا کمال ہے۔

جو شخص ان براہین و فرامین کے باوجود انبیاء کی حیات کو تسلیم نہ کرے یہ اس کے خبثِ باطن — اور گمراہ ہونے کا ثبوت ہے۔

حدیث نمبر ۶ : حافظ الحدیث حافظ ابُونعیمؒ نے جناب **ثابت بنانی** یوسف سے اور انہوں نے عطیہ سے روایت کیا — وُہ کہتے ہیں — کہ میں نے حضرتِ ثابت رضی اللہ عنہ کو حُمیدؒ طویل سے کہتے ہوئے سُنا — کہ اے حُمیدؒ! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث معلوم ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں — انہوں نے کہا نہیں — کہتے ہیں — کہ پھر حضرت ثابت بنانی نے دُعا مانگی — اے اللہ اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے۔

— فَأْذَنْ لِثَابِتٍ اَنْ يُّصَلِّىَ فِىْ قَبْرِہٖ —

تو ثابت کو اس کی قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ضرور دینا۔

جناب جُبیر کہتے ہیں کہ میں خدائے واحد و لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں — کہ میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اُتارا اور میرے ساتھ حُمیدؒ طویل بھی تھے — جب ہم اینٹیں رکھ چکے تو اچانک ایک اینٹ گر پڑی۔

فَاِذَا اَنَا بِهٖ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ

تو میں نے ثابت بنانی کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے خدائے بزرگ و برتر نے اُن کی دُعا کو مسترد نہیں فرمایا۔

(شرح الصدور ص ۸۲ کشف النور ص ۹)

حدیث نمبر ۷ : امام ابن جریر نے قبر میں تلاوت قرآن :

"تہذیب الآثار" میں اور ابو نعیم نے ابراہیم بن عبد الصمد مہدی سے روایت کیا ہے — فرماتے ہیں — کہ مجھے صبح کے وقت قلعہ کے قریب سے گزرنے والوں نے بتایا کہ جب ہم حضرت ثابت بنانی کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں۔

سَمِعْنَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ، تو ہم کو قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔

(شرح الصُّدور (امام سیوطی) ص ۸۳ بُشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب (امام سیوطی) ص ۸۱ کَشْفُ النُّور عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر (امام عبدالغنی نابلسی) ص ۱۰)

حدیث نمبر ۸ : امام ترمذی — امام حاکم — تلاوت سورۂ ملک :

اور امام بیہقی رضی اللہ عنہم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی — کہ ایک صحابیِ رسول نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ نصب کیا۔

وَاِذَا فِيْهِ اِنْسَانٌ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ

اس میں ایک انسان جو سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا تھا۔

جب وہ پوری سورۂ ملک پڑھ چکا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا — تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔

هِیَ الْمُنْجِیَةُ هِیَ الْمَانِعَةُ ـــــ یہ (سورۃ الملک) عذاب سے نجات دلانے

تُنْجِیْهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ـــــ والی اور عذاب کو روکنے والی ہے۔

ـــــ اور یہ اسے عذاب سے نجات دے گی

(شرح الصدور ص ۸۲۔ کشف النور ص ۹ بشری الکئیب علی ھامش شرح الصدور ص۹)

ایک اور واقعہ : ابن مندہ نے، ابو النضر نیشاپوری سے روایت کی، (ان کا کام قبریں کھودنا تھا اور وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک قبر کھودی ساتھ ہی دوسری قبر کا سوراخ کھل گیا ــ میں نے وہاں ایک خوبصورت ــ بہترین لباس والے نہایت پاکیزہ خوشبو والے ایک حسین وجمیل نوجوان کو پالتی مارے ہوئے قبر میں بیٹھے ہوئے دیکھا ــ اور اس کی گود میں انتہائی خوش خط قرآن مجید رکھا ہُوا تھا۔

ـــــ وَهُوَ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ ـــــ

اور وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا"،

نوجوان نے میری طرف دیکھ کر کہا۔

ـــــ اَقَامَةِ الْقِیَامَةُ ـــــ

کیا قیامت قائم ہو گئی ؟،

فرماتے ہیں ــ میں نے کہا نہیں ــ اس نوجوان نے کہا یہ سوراخ بند کر دو ــ جیسے پہلے تھا ــ میں نے اُسے بند کر دیا۔

(کشف النور ص ۱۰ شرح الصدور ص ۸۴ بشری الکئیب ۸۲)

حدیث نمبر ۹ : شہید اُحد : حضرت امام سہیلی نے "دلائل النبوت"

میں ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے ـــــ کہ انہوں نے ایک جگہ قبر کھودی تو دُوسری قبر جو ساتھ تھی کھل گئی ـــــ میں نے دیکھا کہ ایک شخص پلنگ پر بیٹھا ہے۔

ـــــ وَبَیْنَ یَدَیْهِ مُصْحَفٌ یَقْرَأُ فِیْهِ ـــــ

اور اسکے ہاتھ میں قرآنِ مجید ہے جسے وُہ پڑھ رہا ہے

ـــــ وَاَمَامَهٗ رَوْضَةٌ خَضْرَاءُ ـــــ

اور اس کے آگے ایک سبز باغ تھا

یہ واقعہ اس جگہ کا ہے جہاں جنگِ اُحد ہوئی تھی ـــــ اور پتہ چلا کہ وُہ شخص اُحد کے شہداء سے تھا۔ کیونکہ اس کے رُخسار پر ایک زخم تھا ـــــ اس واقعہ کو امام ابنِ حبان نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

(بُشریٰ الکئیب علیٰ حاشیہ شرح الصدور ص ۸۳)

حدیث نمبر ۱۰ : سونے سے لکھا ہُوا قرآن

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "رُوض الریاحین" میں بعض صالحین سے نقل کیا ہے ـــــ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک بندۂ خُدا کے لئے قبر کھودی ـــــ اس دوران دوسری قبر کی لحد سے ایک اینٹ گر پڑی ـــــ میں نے دیکھا کہ اس میں ایک بزرگ سفید لباس والا بیٹھا ہے ـــــ اور اُس کے ہاتھ میں سونے سے لکھا ہوا قرآنِ پاک ہے۔

ـــــ وَهُوَ یَقْرَاُ فِیْهِ ـــــ

"جسے وہ پڑھ رہا ہے"

اُس نے سَر اٹھا کر میری طرف دیکھا ـــــ اور کہا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے میں نے کہا نہیں ـــــ اُس نے کہا کہ یہ اینٹ اسی جگہ واپس رکھ دی (ایضاً ص ۸۵)

حدیث نمبر ۱۱ : ـــــــــــ قبر میں قرآن کا ملنا :

جناب خلال نے "کتاب السنۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد نقل فرمایا ہے ـــــ وُہ فرماتے ہیں ـــــ

اَلْمُؤمِنُ یُعْطِیٰ مُصْحَفًا
فِی قَبْرِہٖ یَقْرَاُ فِیْہِ[1]

کہ مومن کو قبر میں ایک مصحف مجید (قرآنِ پاک) دیا جاتا ہے جس میں دیکھ کر وُہ پڑھتا ہے

حدیث نمبر ۱۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ قبر میں حفظ قرآن :

سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ـــــ جس نے قرآنِ مجید پڑھا اور ازبر نہ کیا۔ پھر وُہ مرگیا۔

ـــــ اَتَاہُ مَلَکٌ یُعَلِّمَہٗ فِی قَبْرِہٖ[2] ـــــ

اس کے پاس فرشتہ آئے گا جو اُسے قبر میں قرآنِ مبین کی تعلیم دے گا (یعنی حفظ کرائے گا) اور جب وُہ خدا تعالیٰ سے ملے گا تو اُسے قرآن ازبر ہو گا۔

حدیث نمبر ۱۳ : حضرت ابن ابی دُنیا نے حضرت مُعَلِّمِینِ قبر :

حسین روایت کی ہے ـــــ انہوں نے فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤمِنَ اِذَا مَاتَ وَلَمْ ـــــ کہ بندہ مومن جب مرتا ہے، اور اُسے
یَحْفَظِ الْقُرْاٰنَ اَمَرَ حَفَظَتَہٗ اَنْ ـــــ قرآن حفظ نہیں ہوتا تو محافظ فرشتوں
یُعَلِّمُوْہُ الْقُرْاٰنَ فِی قَبْرِہٖ[3] ـــــ کو اللہ تعالیٰ کیطرف اُسے قبر میں قرآن

---

[1] : شرح الصدور ص ۸۳ [2] : بشری الکئیب ص ۸۶ [3] ایضاً ص ۸۶ ÷

—— پڑھانے کا حکم صادر ہوتا ہے ——

یہاں تک کہ قیامت کے دن اپنے اہل سے اٹھایا جائے گا۔

اوپر درج روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اپنی قبروں میں زندہ ہیں —— نمازیں پڑھتے —— اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں —— اور اُنہیں قبروں میں پڑھنے کے لئے قرآنِ مقدس دیا جاتا ہے —— اگر کسی نے قرآن پاک نہیں پڑھا —— یا پھر یاد نہیں کیا —— تو اُسے نوری فرشتے قبر میں قرآن پڑھاتے اور یاد کراتے ہیں —— اب اگر کوئی برزخی حیات کے منکروں سے پوچھے کہ عقل کے اندھو، بتاؤ قبر میں قرآن کی تلاوت کرنے والوں کے بارے میں تمہارا کیا حال ہے ؟ —— کیا قبروں میں مردوں کو قرآن سکھایا جاتا ہے یا زندوں کو اور قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے خاک کا ڈھیر ہیں —— یا حیاتِ سرمدی پانے والے خوش نصیب لوگ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴ : —— روضۂ رسولؐ سے اذان کی آواز :

مدینہ منورہ کی پاک سرزمین میں دُنیا کے بدترین حکمران ، یزید لعین کی فوجوں نے، جب حملہ کیا —— تو آخر الزمان پیغمبر کے مقدس شہر کی گلیاں خون میں لت پت ہوگئیں۔

مدینہ شریف کے بے گناہ شہریوں کے سر قلم کر دیئے گئے —— اُن کے گھروں کو لوٹ لیا گیا —— مدینے کی عصمت مآب بیٹیوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں —— اور اُن کو جبراً بے آبرو کیا گیا —— تین دن تک وحشت کا بازار گرم رہا —— گلی کوچوں میں خون کی ہولی کھیلی گئی —— اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کی گئی —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابہؓ کو چُن چُن کر قتل کیا گیا۔

اُن ہی دنوں میں حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تنہا تھے ـــــ جب نماز کا وقت ہوتا تو گنبدِ خضریٰ سے اذان واقامت کی آوازیں سُنتے تھے ۔

زبیر بن بکار نے اخبارِ مدینہ میں سعید بن مسیّب سے روایت بیان کی ہے ـــــ انہوں نے کہا ـــــ

اَسْمَعُ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ
فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَیَّامَ الْحَرَّۃِ حَتّٰی عَادَ النَّاسُ [1]

ترجمہ : کہ میں ہمیشہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور سے جنگ حَرّہ کے دنوں میں اذان واقامت کی آوازیں سُنتا تھا ـــــ یہاں تک کہ لوگ واپس مسجد میں آنے لگے ۔

مزارِ مصطفےٰ ـــــ مرقدِ رسول سے اذان واقامت کی آواز آنا اس بات کی دلیل ہے کہ روضۂ رسولؐ میں باقاعدگی کے ساتھ اذان ہوتی ہے ـــــ اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ روضۂ رسول میں پانچوں وقت جماعت بھی ہوتی ہے ـــــ کیونکہ اقامت ہمیشہ جماعت کھڑی ہونے کے وقت کہی جاتی ہے ـــــ سرکارِ دوجہان کو مٹی کا ڈھیر کہنے والو ! سرکارؐ کی عظمتوں کا انکار کر کے تم کس دین کی خدمت کر رہے ہو ـــــ طاغوتیوں کے ہاتھوں خود تو برباد ہو چکے ہو، دُوسرے مسلمانوں کو برباد نہ کرو ـــــ ملّتِ اسلامیہ پر رحم کرو ـــــ اور خود کو بھی بدلنے کی کوشش کرو ۔

تم لوگوں نے یزید لعین کی وکالت کا گون بھی پہن رکھا ہے ـــــ یزید نے جو اہلِ مدینہ کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ تمہاری نظر میں تو مستحسن ہو سکتا ہے لیکن اہلِ ایمان اس ظلم کو کفر سے تعبیر کرتے ہیں ـــــ یزید کی مدح میں تمہاری زبان قینچی کی طرح

---

[1] : الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱ ۔ شرح اسعد در ص ۹۲

چلتی ہے ___ لیکن مدحت رسول کے وقت تم گونگے ہو جاتے ہو ___ ہم پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ ___ بتاؤ کہ تمہاری اس روش کو کیا نام دیا جائے ___ کفر ___ منافقت ___ یا کچھ اور!

حدیث نمبر ۱۵ : ___ قبر سے عمِ رسولؐ کی آواز :

حضرت فاطمہ خزائیہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں اور میری بہن غروب آفتاب کے وقت ایک قبرستان میں تھیں ___ تو میں نے کہا اے میری بہن آکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں ___ تو اس نے کہا اچھا ___ تو ہم نے اُن کی قبر پر کھڑے ہو کر ان الفاظ میں سلام پیش کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ___ اے رسولِ خدا کے چچا آپ پر صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ___ سلام ہو

حضرت فاطمہ خزائیہ فرماتی ہیں کہ ہم دونوں بہنوں نے قبر سے آواز سُنی۔

وَعَلَیْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ___ اور تم پر بھی سلام ہو ___ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ___

حدیث نمبر ۱۶ : حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضورؐ نے فرمایا :

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو تعلیم فرماتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یوں کہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الدِّیَارِ

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ

لہ : شرح الصدور ص ۹۲ ؛

اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۸ باب زیارتِ قبور فصلِ ثانی)

اس حدیثِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ اصحابِ قبور ــــ باہر والوں کو دیکھتے ــــ پہچانتے ــــ اور اُن کا کلام سنتے ہیں ــــ ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا، کیونکہ جو سنتا نہ ہو ــــ یا سلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اُسے سلام کہنا جائز نہیں ــــ جیسے سونے والے ــــ اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کہہ سکتے۔

حدیث نمبر ۱۷ : ــــ قبروں والے سُنتے ہیں :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ــــ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ــــ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے ــــ اور ــــ جب اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں ــــ تو ــــ

ــــ اَنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ ــــ

وہ (قبر والا) اُن کے جوتوں کی آہٹ سُنتا ہے

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۵ باب عذابِ قبر فصلِ اول)

حدیث نمبر ۱۸ : حافظ الحدیث حضرت سرِ حسینؑ سے آواز آئی :

حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں منہال بن عمرو سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں دمشق میں تھا ــــ خُدا کی قسم میں نے امام حسین علیہ السلام کے سرِ اقدس کو لے جاتے دیکھا ــــ سر کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا ــــ کہ ــــ

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ

وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝

(پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت ۹)

ترجمہ: "کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی غار اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے سر کو قوتِ گویائی عطا فرمائی اور وہ بزبان فصیح بولا۔

—— اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابَ الْکَھْفِ قَتْلِیْ وَحَمْلِیْ ——

اصحابِ کہف کے واقعہ سے عجیب تر میرا قتل اور (نیزے پر) اٹھایا جانا ہے

(شرح الصدور ص ۹۳)

منکرین حیات رسولؐ اور یزید کے حبدار غور کریں —— کہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— اور جانِ بتول سلام اللہ علیہا —— امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا جسدِ پاک خون میں لت پت —— غبار میں اٹا ہوا، ارضِ کربلا میں رہگزاروں پر پڑا ہے —— اور سرِ اقدس دمشق کے بازاروں میں قرآنی آیات کو سن کر جواباً کلام فرما رہا ہے —— یہ شہید کی زندگی کی اعلیٰ ترین مثال نہیں تو اور کیا ہے؟

خیال رہے کہ ملک شام کے بازاروں میں نوکِ نیزہ پر کلام کرنے والے حسین علیہ السلام کا جب یہ مقام ہے —— تو حسین کے نانا جان —— جانِ کائنات کا کیا مقام ہوگا؟

گنبدِ خضریٰ کے مکین —— رحمۃ للعلمین —— شفیع المذنبین اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کو خاک کے ڈھیر سے تعبیر کرنا اپنے آپ پر ظلم عظیم نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ہر محبّ زندہ ہے: شیخ ابو علی روزباری سے مردی ہے کہ انہوں نے ایک فقیر کو دفن کیا —— اور

اس کے سر سے کفن ہٹایا اور اس کے سر پر مٹی رکھی تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کی غربت پر رحم کرے تو اس نے آنکھیں کھول کر مجھ کو دیکھا ــــ اور کہا ــــ اے ابو علی مجھے اسکے سامنے ذلیل نہ کر، جس نے مجھے راہ دکھائی ہے ــــ "ابو علی کہتے ہیں" میں نے اُسے کہا

ــــ یَاسَیِّدِیْ اَحَیَاۃٌ بَعْدَ الْمَوْتِ ــــ

اے میرے سردار کیا موت کے بعد زندگی ہے؟

تو اُس نے کہا میں بھی زندہ ہوں ــــ اور ــــ

ــــ وَکُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ لَاَنْصُرَنَّکَ بِجَاھِیْ غَدًا ــــ

اور ہر اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا زندہ ہے اور کل میں تمہاری ضرور امداد کروں گا۔

(شرح الصدور ص ۹۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پاک باز بندے ــــ عالم برزخ میں زندہ ہیں ــــ اور دنیا والوں کی باذن اللہ امداد فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کو قبر پرست کے طعنے دینے والوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

شہید نے فرمایا: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن نُوَیری کے بارے میں امام جلیل ابو محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے ــــ کہ حضرت عبداللہ نُوَیری اپنے ساتھیوں سمیت دشمن کے قیدی ہوگئے۔ آپ دورانِ قید آیت کی تلاوت کرتے تھے۔

آیت یہ ہے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ
اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

(سورہ آلِ عمران آیت ۱۶۹)

اور جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ خیال نہ کرو
بلکہ وُہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

پھر آپ شہید ہو گئے — تو ایک انگریز آپ کی نعش کے پاس آیا — اس کے ہاتھ ایک چھوٹا سا نیزہ تھا — وہ نیزہ آپ کے جسم میں مار کر کہنے لگا — اے مسلمانوں کے عالِم تُو، تو یہ کہتا تھا کہ تمہارے ربّ کا فرمان ہے کہ اُسکی راہ میں جان دینے والے زندہ ہوتے ہیں — اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے — وہ سب کہاں ہے؟

فَرَفَعَ الْفَقِيْهُ رَأْسَهٗ قَالَ حَيٌّ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَرَّتَيْنِ۔

(آپ نے اس بات کو سُنکر) سَر مبارک اٹھایا اور دو دفعہ فرمایا مجھے کعبہ کے رب کی قسم میں زندہ ہوں — (شرح الصدور ص ۹۰)

امام یافعی: امام جلال الدین سیُوطیؒ نے مندرجہ بالا روایت امام یافعی کے حوالے سے نقل فرمائی ہے — اور اس کے بعد آنے والی روایت بھی امام یافعی کی کتاب "روضُ الرّیاحین" کے حوالے سے درج کرنے سے پہلے ذرا اس کتاب کے بارے میں ایک تقریظ کے اقتباس مُلاحظہ فرمائیں۔

"روض الریاحین" مترجم پر تقریظ جناب مفتی محمد شفیع صاحب "مفتی دیوبند"

بانیٔ دارالعلوم کراچی نے لکھی ہے جو مفسرِ قرآن بھی ہیں ۔۔ لکھتے ہیں ۔۔ کہ آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم ۔۔ اور ولی اللہ ۔۔ حضرت یافعیؒ یمنی کی کتاب "روض الریاحین" ایسی کتاب ہے جس کی حکایت و روایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے ..... لکھتے ہیں کہ ہمارے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اپنے اصحاب و مُریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے ۔

(روض الریاحین مترجم ص ۵ مطبوعہ کراچی سن اشاعت ۱۴۰۲ھ)

مزار سے نکل کر : امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "روض الریاحین" میں رقمطراز ہیں ۔۔ کہ شیخ محمد بن ابی بکر حکمی ۔۔ اور شیخ ابو الغیث بن جمیل قدس اللہ سرّھما اپنے زمانے میں ممتاز اور اہلِ یمن میں بڑے کامل عارف تھے ۔۔ اور اُن کی وفات کے بعد بعض فقراء اُن سے بیعت کی نیّت سے آئے ۔۔ چنانچہ شیخ محمد بن ابی بکر نے اپنے مزار سے نکل کر اُن کو بیعت سے سرفراز فرمایا ۔۔ اور جو اُن سے بیعت ہونے آئے تھے ۔ اُن سے عہد و پیمان کئے ۔۔ جن کا ذکر طویل ہے ۔۔ اور شیخ ابو الغیث نے قبر سے ہاتھ نکالا اور اُن لوگوں کو بیعت فرمایا جو اُن سے بیعت ہونے آئے تھے ۔

(روض الریاحین مترجم ص ۱۹۲)

جس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمّتیوں کا یہ مقام و مرتبہ ہو کہ وہ قبر سے نکل کر ۔۔ اور قبر سے ہاتھ نکال کر بیعت کی نیّت سے آنے والوں کو محروم و نامُراد نہ لوٹنے دیں ۔۔ اُس رسولِ کریم ۔۔ نبی الانبیاء ۔۔ صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا کیا مقام ہے ۔

اُس سلطانِ دُوسرا کے مدارج و کمالات ۔۔ مراتب و مقامات ۔۔ اور شانِ حیات کا کون اندازہ لگا سکتا ہے ۔

منکرینِ حیات النبی ـــــ اور باغیانِ شانِ رسالت سے گزارش ہے کہ وُہ اپنے اس قسم کے نظریاتِ فاسدہ پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں ـــــ اور سوچیں کہ دینِ اسلام سے وُہ کتنے دُور جاچکے ہیں۔

اہلِ اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس سواری پر سوار ہوں ـــــ وُہ بھی عالمِ برزخ کے خفیہ معاملات کا مشاہدہ کرلیتی ہے ـــــ مندرجہ ذیل روایات اس اَمر کی بیّن دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ : ـــــ حضورؐ کا خچر :

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ـــــ فرماتے ہیں ـــــ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بنو نجّار کے باغ میں اپنے خچرّ پر سوار تھے ـــــ اور ہم بھی حضور علیہ السّلام کے ساتھ تھے۔

ـــــ اِذْ جَادَتْ بِہٖ فَکَادَتْ تُلْقِیْہِ ـــــ

"کہ اچانک آپکا خچر بدکا۔ قریب تھا کہ وُہ آپ کو گرا دیتا"

حضرت زید فرماتے ہیں کہ وہاں مشرکین کی پانچ چھ قبریں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ـــــ ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے ؟ ـــــ ایک شخص نے عرض کی ـــــ جی ہاں ـــــ میں جانتا پہچانتا ہوں ـــــ حضور نے فرمایا یہ کب مرے تھے ، عرض کیا گیا ـــــ زمانۂ شرک میں ـــــ حضورؐ نے فرمایا ـــــ کہ یہ گروہ قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں [1]

حدیث نمبر ۲۰ : ـــــ حیرت انگیز واقعہ :

---

[1] : مشکوٰۃ شریف ص ۲۵ بابِ عذابِ قبر فصلِ اوّل ؎

جناب ابن ابی دنیا نے "کتاب المناجات" میں راشد بن سعید کی مراسیل سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہوگئی اس نے خواب میں کچھ (ایسی) عورتیں دیکھیں (جو فوت ہوچکی تھیں) اُن کے ہمراہ اُس کی بیوی نہ تھی — اُس نے اپنی بیوی کے بارے میں اُن عورتوں سے پوچھا — انہوں نے جواب دیا۔

اِنَّكُمْ قَصَّرْتُمْ فِي كَفْنِهَا فَهِيَ
تَسْتَحْيِي اَنْ تَخْرُجَ مَعَنَا

کہ تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی ہے اسلئے وُہ ہمارے ساتھ چلنے پھرنے سے شرماتی ہے — پھر وُہ شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوا — اور یہ واقعہ سنایا — حضورؐ نے فرمایا — کسی سفرِ آخرت کرنے والے کو دیکھو! (یعنی ایسا شخص جو قریب المرگ ہو) تو وُہ ایک انصاری کے پاس آیا جو قریب المرگ — اور اس کو سارا واقعہ سُنایا (اور اپنی بیوی تک کپڑے پہنچا دینے کے لئے کہا) انہوں نے جواب دیا اگر کوئی فوت ہونے والوں تک اس طرح پہنچ سکتا ہے تو میں کپڑے پہنچا دوں گا۔ پھر وہ انصاری وفات پا گئے — تو وہ شخص زعفرانی رنگ کے دو جوڑے لایا اور انہیں اس انصاری کے کفن میں رکھ دیا (تا کہ وہ انہیں اسکی بیوی تک پہنچا دے) جب رات ہوئی تو اس نے انہی عورتوں کو خواب میں دیکھا۔

— وَمَعَهُنَّ امْرَاَتُهٗ وَعَلَيْهَا الثَّوْبَانِ الْاَصْفَرَانِ —

اس کی بیوی بھی اُن کے ساتھ تھی اور اس نے وہی زعفران رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے

(بشری الکئیب بلقاءِ الحبیب علیٰ ھامش شرح الصدور ص ۹۹)

قارئین! ذرا ٹھہریں — مذکورہ بالا روایت کو ایک مرتبہ پھر غور سے پڑھیں — آپ کے سامنے کئی اعتقادی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے — اور کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا — اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم برزخ والوں کیساتھ علمی

اور عملی رابطے کا ثبوت بھی مل جائے گا۔ —— اور منبروں پر بیٹھ کر لفظی چکر دینے والوں کی تقریروں کا بھرم بھی کھل جائے گا۔

ایک متقی نوجوان :

حافظ الحدیث امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت ابو ایوب خزاعی سے روایت بیان کی ہے —— کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا، جو ہر وقت مسجد میں مصروفِ عبادت رہتا تھا —— اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ بہت ہی زیادہ پسند تھا —— رات کو وہ اپنے بوڑھے باپ کے پاس چلا جاتا تھا —— راستہ میں ایک فاحشہ عورت کا گھر تھا، جو اس نوجوان پر فریفتہ ہو گئی —— چنانچہ وہ روزانہ اس کے راستے میں کھڑی ہو جاتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ ایک دن اُس کو اپنے دروازے تک لے جانے میں کامیاب ہو گئی —— وہ نوجوان جب داخل ہونے لگا تو اُس کو فوراً خدا کی یاد نے آلیا —— اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آیتِ مبارکہ نکل گئی۔

—— آیت یہ ہے ——

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

(پارہ ۹ سورہ اعراف آیت ۲۰۱)

یعنی بے شک متقی لوگ وہ ہیں کہ جب شیطان کا کوئی وسوسہ اُن کے پاس آتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اُسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

یہ آیت پڑھتے ہی وہ پرہیزگار نوجوان بے ہوش ہو کر گر پڑا —— اس عورت نے

اپنی خادمہ کی مدد سے اُسے گھسیٹ کر اُس کو اُس کے گھر کے دروازے پر ڈال دیا
__ اب جب اُس کا باپ اُسے تلاش کرنے نکلا تو اپنے دروازے پر اُسے بیہوش
پڑا پایا __ اور اس کا باپ اُسے اُٹھوا کر اندر لے گیا __ رات گئے اُسے
ہوش آنے پر باپ نے دریافت کیا کہ بیٹے کیا بات ہے ؟

اُس نے کہا خیریّت ہے __ جب اس باپ نے خُدا کا واسطہ دیکر پوچھا
تو اُس نے سارا ماجرا بیان کیا __ باپ نے پوچھا کون سی آیت پڑھی تھی ؟
__ تو اس نے یہی (مذکورہ بالا) آیت دوبارہ پڑھی __ اور پڑھتے پھر بیہوش
ہو گیا __ لوگوں نے اُسے ہلا جلا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وُہ انتقال کر گیا ہے۔

لوگوں نے اُسے راتوں رات دفن کر دیا __ صبح کو یہ واقعہ امیرالمومنین
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو آپ نے اس کے باپ کے پاس جا کر تعزیّت کی __
اور فرمایا کہ تم نے مجھے اطّلاع کیوں نہ دی ؟ __ اس نے کہا __ اے امیرالمومنین
رات کا وقت تھا، آپ کو تکلیف ہوتی __ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر پر لے چلو
__ چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس کی قبر پر تشریف لائے __ اور فرمایا

__ یَا فُلَانُ - (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ) __

(پ ۲۷ س رحمٰن آیت ۴۶)

اے فُلاں - ! جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنّتیں
ہیں " تو اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا۔

یَا عُمَرُ - قَدْ اَعْطَانِیْهِمَا
رَبِّیْ فِی الْجَنَّةِ مَرَّتَیْنِ

اے " امیرالمومنین " عمر میرے ربّ نے وُہ دونوں جنّتیں مجھے عطا فرما دیں۔

(شرح الصّدور ص ۹۳)

پوچھو! ان مذہبی کباڑیوں سے کہ قبر سے زندوں کی آواز آتی ہے یا مردوں کی؟

اس واقعہ کے گواہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق ہیں ـــ اور مقدمے کا سارا دارومدار گواہی پر ہوتا ـــ ہمارے گواہ مضبوط ترین ہیں ـــ قرآن مجید ـــ صاحب قرآن ـــ اور اصحاب رسول ـــ بزرگان دین ہمارے گواہ ہیں ـــ یہی وجہ کہ ہر بار مقدمہ ہم جیت جاتے ہیں ـــ اور ان کے مقدر میں ہمیشہ ہار لکھی ہے ـــ اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی کہ جن کے پاس دلائل نہ ہوں ـــ وہ جھوٹ کا سہارا لیتا ہے ـــ ہمارے ہاتھ قرآن مجید ہے ـــ احادیث رسول ہے۔ اور انکے ہاتھ میں آتشیں اسلحہ ہے ـــ ہم دلائل کے زور پر بات کرتے ہیں ـــ اور یہ جواب میں بارود کی بات کرتے ہیں ـــ انہیں طاغوتی قوت کا سہارا ہمیں گنبدِ خضریٰ کے مکین کا سہارا ہے۔

ایک شہید کا نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا:

حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ہمراہ ملکِ شام میں قیام پذیر تھا ـــ اس کا ایک لڑکا شہید ہو چکا تھا ـــ ایک دن اس شخص نے اچانک ایک سوار کو آتے دیکھا ـــ اس نے آکر اپنی بیوی سے کہا ـــ

ـــ اِبْنِیْ وَابْنُكِ يَا فُلَانَةُ ـــ

اے فلانہ! میرا اور تیرا بیٹا (یعنی اس شخص کو دور سے وہ سوار اپنے شہید بیٹے کی طرح لگا) ـــ تو اس عورت نے کہا ـــ کہ ـــ

ـــ اَخْسِرْ عَنْكَ الشَّيْطَانَ ـــ

تو شیطان کو اپنے آپ سے دور رکھ ـــ ہمارا بیٹا تو ایک عرصہ ہوا شہید ہو

ہو چکا ہے — تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہے — چل اپنا کام کر — وہ شخص استغفار کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہوگیا — لیکن تھوڑی دیر بعد وُہ سوار قریب آچکا تھا — اب جو اسے غور سے دیکھا تو شُبہ دور ہوا واقعی وُہ ان کا شہید بیٹا تھا باپ نے کہا —

— اَلَیْسَ قَدِ سْتُشْهِدْتَ یَا بُنَیَّ —

اے بیٹے کیا تو شہید نہیں ہُوا تھا۔

اُس نے کہا جی ہاں میں شہادت کی نعمت سے سرفراز ہوا تھا — حضرت عمرُ بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے۔

— فَاسْتَاذَنَ الشُّهَدَاءُ رَبَّهُمْ فِی شُهُوْدِهٖ —

شہداء نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی ہے کہ وہ "حضرت عمرُ بن عبدالعزیز" کی نمازِ جنازہ میں شرکت کریں۔

— فَکُنْتُ مِنْهُمْ وَاسْتَاذَنْتُهٗ فِی السَّلَامِ عَلَیْکُمَا —

"میں نے اپنے رب سے آپ کو سلام کرنے کی اجازت حاصل کرلی ہے"— پھر وُہ اُن کو دُعا دیکر چلا گیا — بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وصال اُسی وقت ہوا تھا — (شرح الصدور ص ۹۸)

شاہِ رُوم کے قیدی :

علامہ ابن جوزیؒ نے "عیون الحکایات" میں اپنی سند سے اَبُو علی ضریر سے روایت کی کہ تین بھائی رومیوں سے جہاد کرتے تھے — ایک مرتبہ شاہِ رُوم ان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگیا — بادشاہ نے کہا کہ میں اپنی حکومت میں تم کو حصّہ دار کروں گا۔ اور اپنی لڑکیاں تمہارے نکاح میں دے دُوں گا — لیکن شرط یہ ہے کہ تم عیسائیت قبول کرلو — مگر ان تینوں نے عیسائی بننے سے انکار کردیا۔

پھر بادشاہ نے تیل کی تین دیگیں، تین دن تک آگ پر چڑھائے رکھیں، اور ان کو ڈرانے کے لئے، روزانہ وُہ دیگیں دکھائی جاتیں لیکن وُہ مجاہدین اپنی بات پر ڈٹے رہے ــــ بالآخر بڑے بھائی کو اس اُبلتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا ــــ اور پھر دوسرے بھائی کو بھی اسی طرح ڈال دیا گیا۔

اب تیسرے کی باری تھی ــــ بادشاہ نے اس وقت بھی اُسے ورغلانے کی پوری کوشش کی مگر اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی ــــ ایک رُومی سردار کھڑا ہوُا اور اس نے کہا ــــ اے بادشاہ! ــــ میں اِس کو اس کے دین و مذہب سے توبہ کرا سکتا ہوں ــــ یہ اہلِ عرب عورتوں کو پسند کرتے ہیں ــــ میں اِسے اپنی حسین بیٹی کے سپرُد کر دوں گا ــــ وُہ خود اُسے بہکا لے گی۔

چنانچہ بادشاہ نے اس مجاہد کو رُومی سردار کے حوالے کر دیا۔ اس سردار نے تمام معاملہ اپنی بیٹی کو بتا کر ــــ اس قیدی مجاہد کو اس کے سپرُد کر دیا گیا ــــ کئی دنوں کے بعد باپ نے بیٹی سے دریافت کیا ــــ کہ کیا تو اپنے ارادے میں کامیاب ہوئی یا نہیں؟

لڑکی نے جواب دیا نہیں ــــ اور ساتھ ہی وُہ کہنے لگی ــــ میرا خیال ہے کہ اِس کے دونوں بھائی چونکہ اس شہر میں قتل کئے گئے ہیں اسلیئے یہاں اس کا دل نہیں لگ رہا ــــ لہٰذا ہم دونوں کو کسی دوسرے شہر میں منتقل کیا جائے ــــ اور مزید مہلت دی جائے۔

چنانچہ اُن دونوں کو دوسرے شہر میں منتقل کر دیا گیا ــــ لیکن وُہ جواں ہمّت مجاہد دن بھر روزے سے ــــ اور تمام رات نماز میں مشغول رہتا ــــ اور اُس کی توّجہ قطعاً لڑکی کی جانب نہ ہوتی ــــ لڑکی نے جب اُس کی اس شرافت و دیانت کو دیکھا تو وُہ مشرّف بہ اسلام ہو گئی۔

چنانچہ وُہ دونوں ایک گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے ــــــ رات کو سفر کرتے دن کو چھُپے رہتے ــــــ ایک دن اُن دونوں نے اچانک گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سُنی ــــــ اب جو غور سے دیکھا تو مُجاہد کے وُہ دونوں شہید بھائی فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔

ــــــ فَسَلَّمَ عَلَیْهِمَا وَسَأَلَهُمَا عَنْ حَالِهِمَا ــــــ

اس مُجاہد نے سلام کر کے اُن دونوں شہیدوں سے حال دریافت کیا ــــــ انہوں نے فرمایا۔

مَا کَانَتْ اِلَّا الْغَطْسَةُ الَّتِیْ ــــــ بس تھوڑی دیر کے لئے (اُبلتی ہوئی دیگ رَأَیْتَ حَتّٰی خَرَجْنَا فِی الْفِرْدَوْسِ ــــــ میں) غوطہ لگتے وقت تکلیف ہوئی جو تم ــــــ نے دیکھی پھر ہم کو فردوس میں بھیج دیا گیا۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

وَاِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلْنَا اِلَیْكَ لِنَشْهَدَ ــــــ اور اب ہمیں اسلئے بھیجا گیا ہے کہ تَزْوِیْجَكَ بِهٰذِهِ الْفَتَاةِ ــــــ تمہاری شادی اس لڑکی سے کر دیں۔

چنانچہ وُہ لوگ شادی کر کے چلے گئے ــــــ اور یہ نوجوان مُلکِ شام پہنچا ــــــ اور ان کے ساتھ واقعہ مشہور تھا۔

اسی سلسلے میں کسی عربی شاعر نے کہا ہے۔

سَیُعْطِی الصَّادِقِیْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ

نَجَاةٌ فِی الْحَیٰوةِ وَفِی الْمَمَاتِ

سچّوں کو اُن کے سچ کے طفیل زندگی اور موت دونوں میں نجات دی جائیگی۔

(شرح الصّدور بشرح حال الموتٰی والقبور ص: ۹۴)

اُوپر درج تینوں روایات سے یہ اَمر آفتاب نیم روز کیطرح واضح ہو گیا ــــــ کہ اللہ تعالیٰ

کے نیک بندے اپنی قبروں میں زندہ ہیں ـــــ اور قبر پر کھڑے ہو کر سوال کرنے والوں کا جواب بھی دیتے ہیں ـــــ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کی حیات برحق ہے ـــــ اور وُہ اللہ تعالیٰ کے اذن و اجازت سے نمازِ جنازہ میں شرکت کرتے اور اپنے والدین کو سلام کرنے آ سکتے ہیں۔

جو لوگ حیاتِ انبیاء و اولیاء کے منکر ہیں ـــــ اور اللہ والوں کی برزخی زندگی کا انکار کرتے ہیں ـــــ در اصل وہ قرآن و سنّت اور دینِ اسلام کا مُضحکہ اُڑا رہے ہیں ـــــ اپنی ذہنی خرابیوں اور اندرونی مفاسد کے سبب اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں اُن کے افکار و نظریات عموماً حالات کے تابع ہوتے ہیں۔ ـــــ اسلیئے طاغوت کے ہاتھوں کھیلنا اُن کا مقدر بن چکا ہے ـــــ لہٰذا اہلِ اسلام کو چاہیئے کہ ان لوگوں کے فریب میں نہ آئیں ـــــ یہ نہایت درجہ کے مکار اور ایمان و یقین کی دولت سے مکمل طور پر بے بہرہ ہیں۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفویؐ
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُولہبی (اقبالؒ)

حدیث نمبر ۲۱ : ـــــ سلام کا جواب :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ـــــ فرماتے ہیں ـــــ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی ایسے شخص کی قبر سے گزرے جو اُسے پہچانتا تھا۔

ـــــ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ـــــ

تو وُہ اسے سلام کرے، تو وُہ (قبر والا) اس کے سلام کا جواب دیتا ہے

(البشری الکئیب علیٰ هامش شرح الصدور ص : ۱۰۷)

اعتراف ابن قیم: علامہ ابن قیم (جو ابن تیمیہ جیسے تند خو قسم کے مشہور بدعتی کے شاگرد ہیں) نے کہا ہے کہ احادیث و آثار اس بات پر دلالت کرتی ہیں ــــــ کہ زیارت کرنے والا جب آتا ہے تو میّت کو اس کا علم ہوتا ہے۔

وَسَمِعَ سَلَامَهٗ وَاَنِسَ بِهٖ وَرَدَّ عَلَيْهِ
وَهٰذَا عَامٌ فِیْ حَقِّ الشُّهَدَاءِ
وَغَيْرِهِمْ فَاِنَّهٗ لَا يُوَقَّتُ

ترجمہ: "اور زیارت کرنے والے کا سلام سُنتا ہے، اور اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، اور یہ شُہداء وغیرھم سب کو شامل ہے، اور اس میں کسی وقت کا تعیّن نہیں ہے" (ایضاً ص ۱۱۱)

ــــــ برزخی حیات کے منکرین ہی بتائیں کہ صاحب قبر کو زیارت کرنے والے کا علم ہونا ــــــ اور اس سے مانوس ہونا ــــــ اور اس کا سلام سننا اور پھر سلام کا جواب دینا ــــــ خاک میں مل کر خاک ہو جانے والوں کا کام ہے یا زندوں کی شان ہے۔

راقم کی بات نہ سہی کم از کم ابن تیمیہ کے قبیلہ سے تعلّق رکھنے والے ایک عالم کی بات ہی تسلیم کرلیں ــــــ کیونکہ اپنے گھر کے آدمی کی بات نہ ماننا انصاف و دانش کے خلاف ہے ــــــ اور اگر کوئی اس کو دل و دماغ اور زبان کی بغاوت سے تعبیر کرے تو حق بجانب ہوگا۔

فرقہ پرستی اور فرقہ وارانہ تعصُّب کے ماہرین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وُہ اپنے ہی فرقے کے ایک مشہور قلم کار کی تحریر کو نظر انداز کر کے اپنی علیحدہ ڈفلی بجاتے پھریں ــــــ ویسے تو منکرین کے فرقے کے ہر بڑے مولوی نے اپنا ایک

علیحدہ اور نیا فرقہ بنا رکھا ہے مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ تو لحاظ رکھنا چاہیئے۔

حدیث نمبر ۲۲ : امام احمد — طبرانی — ابن ابی دُنیا — مروزی اور ابن مندہ نے — حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے — کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

اِنَّ الْمَیِّتَ یَعْرِفُ مَنْ یَّغْسِلُہٗ وَ
یُجَھِّزُہٗ وَیُکَفِّنُہٗ وَمَنْ یُّدْلِیْہِ
فِیْ حُضْرَتِہٖ [1]

کہ میّت اپنے غسل دینے والے — اُٹھانے والے، کفن دینے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۳ : ——— ہر چیز کو پہچاننا :

حضرت سفیان سے ابنِ ابی دُنیا نے روایت بیان کی۔

اِنَّ الْمَیِّتَ لَیَعْرِفُ کُلَّ شَیْءٍ

"کہ میّت ہر چیز کو پہچانتی ہے"

یہاں تک کہ وُہ اپنے غسل دینے والے سے کہتی ہے کہ آہستہ غسل دو — اور فرشتہ اس کو چارپائی پر کہتا ہے کہ لوگوں کی تعریف سُن [2]

اوپر درج دونوں روایتوں سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی حیاتِ برزخی ثابت ہوئی — میّت کا اپنے غسل دینے والے — اٹھانے والے — کفن دینے والے — اور قبر میں اُتارنے والے کو پہچاننا — اس بات کی

---

[1] : شرح الصدور ص ۳۹ [2] : ایضاً ص ۴۰

دلیل ہے کہ برزخی زندگی کا آغاز، دُنیاوی زندگی کی نہایت سے افضل و بہتر ہے اور اس پر حضور سیدِ کُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان شاہد ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ[۱]

کہ دُنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنّت ہے۔

ظاہری فرقوں نے اِن مسائل پر جو اُودھم مچا رکھا ہے ــــ اِس کو انکے ذہنی خلفشار ــــ اور مرضِ نفاق کی علامت کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے ــــ بات در اصل یہ ہے کہ ــــ

ستیزہ کار ہے ازل سے تا اِمروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بُولہبی (اقبالؒ)

خلیلُ اللہ علیہ السلام سے مُلاقات:

امام جلیل حضرت ابو محمد عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ترین کتاب "روض الریاحین" میں رقمطراز ہیں ــــ کہ حضرت شیخ کبیر ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ــــ کہ جب مصر میں بڑی گرانی (قحط و قلت) ہوئی تو میں دُعا کے لئے متوجہ ہوا ــــ اور مجھ سے کہا گیا کہ دُعا نہ کرو ــــ اس معاملے میں تم میں سے کسی کی دُعا قبول نہ ہو گی ــــ میں نے وہاں سے ملکِ شام کیطرف سفر کیا ــــ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزارِ اقدس کے پاس پہنچا تو تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مجھ سے ملے، تو میں نے عرض کیا ــــ یا خلیلُ اللہ آپ کے یہاں میری مہمانی یہ ہے ــــ کہ آپ اہلِ مصر کے لئے دُعا فرمائیں، آپ نے دُعا فرمائی اور یہ مصیبت اُن سے رُفع ہوئی ــــ (اس پر تبصرہ کرتے ہوئے) ــــ

---

[۱]: اس حدیث شریف کو امام بخاری کے استاد ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے ــــ شرح الصدور ص ۶

امام یافعی فرماتے ہیں کہ شیخ (کبیر قرشی) کا یہ فرمانا کہ میں نے خلیل اللہ سے ملاقات کی — یہ سچی بات ہے — اور اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو اُن کے احوال و واردات سے لاعلم ہے — جس حالت میں وہ لوگ ملکوتُ السّمٰوٰتِ والارض کی سیر کرتے ہیں — اور انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں، جیساکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر نماز پڑھتے دیکھا — اور ایک جماعتِ انبیاء علیہم السلام کو آپ نے آسمانوں پر دیکھا اور اُن سے گفتگو کی۔

(روض الریاحین مترجم ص ۴۶۴ مطبوعہ۔ کراچی)

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا جناب ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ کو ملنا اور ملاقات کرنا اس بات کی دلیل ہے — کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں — اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے وسیلہ سے دُعائیں قبول فرماتا ہے — اور اُن کی شفاعت سے مشکلیں آسان اور مصیبتیں دُور فرماتا ہے۔

قبر کے اندر سے آواز آئی : شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جامع کرامات الاولیاء کے صفحہ نمبر ۳۱۷ پر شیخ عبدالرؤف مناوی مصری شارحِ الحکم کے حوالے سے لکھا ہے — کہ علامہ کمال بن ہمام، صاحب فتح القدیر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ اسکندری (احمد بن عطاء اللہ) کی قبر شریف پر زیارت کے لئے گئے — اور سورۂ ہود — پڑھنی شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے — فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ — (یعنی پس بعض ان لوگوں میں سے بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت) تو شیخ (اسکندری) قبر کے اندر ہی بُلند آواز سے جواب دیتے ہیں — کہ —

يَا كَمَالُ لَيْسَ فِيْنَا شَقِيٌّ — "اے کمال ہم میں کوئی بدبخت نہیں ہے"

اسی لئے علامہ کمال ابن ہمام نے وقتِ انتقال وصیت کی کہ میں شیخ (اسکندری)

کی قبر کے متصل دفن کیا جاؤں۔

(اکمال الشیم ص ۷، مطبوعہ پیر کوٹ (لائل پور) فیصل آباد)

حوالہ: قارئین! مندرجہ بالا واقعہ جو حضرت ابنِ عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے — آسمانِ محققین کے چمکتے ہوئے چاند امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "جامع کرامات الاولیاء" کا حوالہ ہی کافی تھا — لیکن یہاں "اکمال الشیم" کتاب کا حوالہ دیا ہے — اور اس کتاب کی عبارت لفظ بہ لفظ لکھی ہے — اس کی وجہ یہ ہے، کہ حیاتِ برزخی کے منکرین کا اس کتاب سے ایک خاص قسم کا تعلق ورشتہ ہے۔

تعارفِ کتاب: حضرت شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم ابنِ عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۰۹ھ) نے تصوّف میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام "الحکم" ہے — اس متفرق مضامینِ تصوّف کے مجموعہ کو شیخ علی متقی ہندی نے ابواب کی صورت میں مرتّب فرما کر اس کا "تبویب الحکم" نام رکھا — پھر جناب حافظ خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے حسب الحکم جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، اردو ترجمہ کر کے — اس کا "اتمام النعم" نام رکھا — پھر مترجم کے خلیفہ جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب گنگوہی نے — "اتمام النعم" کی شرح لکھ کر اس "اکمال الشیم" نام رکھا — اور اس پر حاشیہ آرائی مولوی محمد رمضان شوق صاحب نے کی ہے — راقم شوق صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہے — "مولانا" اشرف علی صاحب تھانوی نے اس کتاب کو بہت پسند کیا اور خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون کے درسِ سلوک کے نصاب میں داخل کیا اور لوگوں کو اس کتاب کے مطالعہ کی تاکید کرتے رہے [1]

---

[1]: ماخوذ از اکمال الشیم

"اکمال الشیم"، جناب تھانوی صاحب کو ــــ آسمانِ تصوف کا نیرِ اعظم ــــ اشرف المشائخ ــــ قطبُ الارشاد والتکوین ــــ مجدّد ملّۃ والدّین ــــ جیسے القاب کے ساتھ بڑی فراخدلی کے ساتھ مُلقّب کیا گیا ہے۔

منکرینِ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پوچھنے کی جسارت کرتے ہوئے ــــ اور دعوتِ فکر دیتے ہوئے اتنا ضرور کہوں گا ــــ کہ اگر تمہاری دُنیا میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے ــــ اگر کوئی دیانت کا حامل ذہن بچ گیا ہو ــــ اور اگر تم "قطبُ الارشاد والتکوین" کا مطلب سمجھتے ہو تو آج کے بعد نبی الانبیاء کو مُردہ کہہ کر پُکارنا چھوڑ دو ــــ اور مسلمانوں کو مسلمان رہنے دو ــــ اگر تم اہلِ اسلام وایمان کو ضلالت وگمراہی کی سیاہ وادیوں میں دھکیل کر لے گئے تو پھر تم سے اُن سب کا حساب لیا جائے گا ــــ اور جو گمراہ ہو چکے ہیں اُن سب کا بوجھ تمہاری گردنوں پر ہے ــــ خُدائے لایزال سے ڈرو! اور رسولِ ذی جمال کی تعظیم کرو ــــ وگرنہ مارے جاؤ گے۔

موت از روئے قرآن

موت کیا ہے ؛ اس کے بارے میں مختصر طور پر گذشتہ اوراق میں بیان ہوا ہے لیکن یہاں مذکورہ بالا عنوان کے تحت کچھ مزید مُباحث و دلائل پیشِ خدمت ہیں۔

آیت نمبر ا : ـــــــــــ ذائقۂ موت :

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (قف)

ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔

(پارہ ۲۱ سورۂ عنکبوت آیت ۵۷)

ترجمہ : " ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے، پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے"

تفسیر : صاحبِ تفسیر نور العرفان لکھتے ہیں ـــــ اس سے معلوم ہوا کہ موت سب کو ہے ـــ مگر موت کا بقا سب کو نہیں ـــ انبیاء و شہداء کی موت آنی (ایک آن کے لئے) ـــ پھر زندگی دائمی ہے ـــ اسلیئے ذائقہ فرمایا ـــــ (تفسیر نور العرفان)

اہلسنّت کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی رُوحیں قبض ہونے کے بعد ـــ ایک آن میں واپس کردی گئیں ـــ اور انہیں اپنی قبروں سے باہر تشریف لے جانے اور عالم بالا ـــ اور عالمِ دُنیا میں تصرّف کرنے اور گھومنے پھرنے کی اجازت دی گئی ہے ـــ اور ایک آن میں اُن کا مختلف مقامات پر دیکھا جانا بھی محال نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو سورج کی مانند ہیں ـــــ جو ایک وقت میں ہر جگہ دیکھا جاتا ہے ـــــ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل یہی مقام آپ کی اُمت کے اولیاء کاملین کو بھی حاصل ہے۔

فاضلِ بریلوی فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اَجَل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے!
پھر اسی آن کے بعد اُنکی حیات
مثلِ سابق وہی جسمانی ہے
یہ ہیں حَیِّ ابدی ان کو رضا
صدقِ وعدہ کی قضا آنی ہے

آیت نمبر ۲:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ
وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ
وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ

(پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۳۵)

ترجمہ: ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے، اور ہم خوب آزماتے ہیں، بُرے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے اور (آخرکار) تم سب کو ہماری طرف ہی لَوٹ آنا ہے۔

تفسیر: (۱) علامہ امام بغوی فرماتے ہیں کہ آیت اس وقت نازل ہوئی ـــــ جب کافروں نے کہا تھا۔

نَتَرَبَّصُ بِمُحَمَّدٍ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ـــــ کہ ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۱۹۵) ـــــ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر موت کا چکر پڑے

(۲) اس آیت مبارکہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اپنے ضلال و عناد سے کہتے تھے کہ ہم حوادثِ زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں ـــــ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات ہو جائے گی، اس پر یہ (مذکورہ بالا) آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا ـــــ کہ دشمنانِ رسول کیلئے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے ـــــ ہم نے دنیا میں کسی آدمی کیلئے ہمیشگی نہیں رکھی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

(۳) کفار نے اشاعتِ اسلام میں ہر قسم کے روڑے اٹکائے، لیکن اس کی اشاعت میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا گیا ـــــ انہوں نے اپنے غم نصیب دلوں کو یہ کہہ کر تسلی دینی شروع کی کہ آخر کہاں تک ایسا ہوتا رہے گا ـــــ ایک روز تو اُن کی زندگی ختم ہو ہی جائے گی ـــــ اس کے بعد تو ہمیں آرام کا سانس لینا نصیب ہوگا ـــــ وہ کہا کرتے تھے ـــــ نَتَرَبَّصُ بِمُحَمَّدٍ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ـــــ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ـــــ اور انہیں اُن کی حماقت کیطرف توجہ دلائی کہ اگر میرے محبوب نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا تو کیا تم ابدالآباد تک زندہ رہو گے ـــــ جب تمہیں بھی ہر زندہ چیز کی طرح موت کا پیالہ پینا ہے تو پھر اس پر بغلیں بجانے کا کیا فائدہ۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

(۴) مولینا شبیر احمد عثمانی (دیوبندی) اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں ـــــ کافر حضور کی باتیں سُنکر کہتے تھے کہ یہ ساری دھوم محض اس شخص کے دم تک ہے ـــــ یہ دُنیا سے رُخصت ہوگئے تو پھر کچھ نہیں۔

(تفسیر عثمانی مطبوعہ تاج کمپنی ص ۶۶۲)

(۵) جناب مفتی محمد شفیع صاحب (دیوبندی) اپنی تفسیر میں ـــ لفظِ ذائقۃ الموت کے تحت لکھتے ہیں ..... اہل اللہ (اللہ والوں) کا یہ معاملہ کہ اُن کی موت سے لذّت و راحت حاصل ہوتی ہے ـــ کہ دُنیا کی تنگیوں سے نجات ہوئی اور محبوب اکبر سے مُلاقات کا وقت آگیا۔

(تفسیر معارف القرآن ج ۶ ص ۱۸۸)

مندرجہ بالا تفاسیر کے حوالہ جات سے جو بات سامنے آئی وُہ یہ ہے کہ کفار کی خرافات اور یاوہ گوئی کی مذمّت وتردید میں یہ آیتِ پاک نازل ہوئی ـــ جس میں وُہ کہتے تھے ـــ کہ حضورؐ کے انتقال کرنے کے بعد ہماری بات بنے گی اور اس پر وُہ خوش ہوتے تھے ـــ اور آج کے منکرینِ حیات النبیؐ بھی کفار کی سی بے ہودہ باتیں کرکے بہت خوش ہوتے ہیں ـــ یہ اشتراک ـــ یہ ساجھ ـــ یہ سوچ ـــ یہ تعلق ـــ کچھ عجیب سا لگتا ہے ـــ

آیت نمبر ۳ :

ارشادِ خُدائے بزرگ وبرتر ہے

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

(پارہ ۲۳ سورہ زُمر آیت ۳۰)

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور اُن کو بھی مُرنا ہے۔

تفسیر :

(۱) مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں ـــ کہ اس میں کفّار کا رَد ہے جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے ـــ اُنہیں فرمایا گیا کہ خود مُرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے ـــ کفّار تو زندگی میں ہی مُرے ہوئے ہیں ـــ اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے ـــ پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے ـــ اس پر بہت سی شرعی براہین قائم ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۶۸ مطبوعہ تاج کمپنی)

(۲) حضرت ضیاء الامت مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں یوں اِرقام فرماتے ہیں۔
(کہ کفار) اسلام کی روزافزوں ترقّی کو دیکھ کر جلتے اور یہ دیکھ کر اپنے دلوں کو تسلّی دیتے تھے کہ یہ چند روزہ کھیل ہے ـــــ یہ فوت ہو جائیں گے ـــــ لڑکا کوئی ہے نہیں، یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا ـــــ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ـــــ اے محبوب اس دارِ فناء سے آپ نے رختِ سفر باندھنا ہے ـــــ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے؟ ـــــ یہ کتنے نادان ہیں کس طرح اپنے آپ کو طفل تسلّیاں دے رہے ہیں۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۲۶۹)

(۳) جناب مفتی محمد شفیع صاحب (دیوبندی) اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ـــــ مقصد اس کے بیان کرنے سے سب کو فکرِ آخرت کی طرف متوجّہ کرنا ـــــ اور عملِ آخرت میں لگنے کی ترغیب دینا ہے۔

(معارف القرآن ج ۷ ص ۵۵۶)

مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر سے جو اَمر ظاہر ہوتا ہے وُہ یہ ہے ـــــ کہ رسولِ انام علیہ السّلام نے بھی دارِ فانی سے دارِ بقا کیطرف منتقل ہونا ہے ـــــ آغوشِ لحد میں اِستراحت فرمانا ہے ـــــ اِس چیز کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا ـــــ بحث حیاتِ بَرزخی کی چل رہی ہے ـــــ اور وفات کے بعد کی حیات کا منکر اہلِ اسلام کے نزدیک گمراہ ہے ـــــ اہلسنّت کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی ایک آن کیلئے اَجل آنی ہے ـــــ اور مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُدا کی مخلُوق ہیں ـــــ

آپ کی بَرزخی حیات اور دیگر اوصافِ کمالیہ اور کمالاتِ عالیہ اور تمام مدارج و مراتب سب اللہ تعالیٰ ربّ العزّت کی عطا سے ہیں ـــــ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری

رسول ـــ پیارے حبیب ـــ اور اُس کے مُقرّب ترین عبدِ مختار و ماذون ہیں۔

اس نظریے کی ترجمانی کرتے ہوئے فاضلِ بریلوی فرماتے ہیں۔

خُدا، تیرا خُدا ہے، تو خدا کا پاک بندہ ہے
خُدا تو، تو نہیں، نُورِ خُدا، ظلِّ خدا تو ہے
تری تعریف میں جتنا بڑھیں سب تجھ کو شایاں ہے
فقط اِک ناروا یہ ہے کہ یُوں کہئے خُدا تو ہے

آیت نمبر ۴ :

ارشادِ باری ہے ـــ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○

(پ ۲۷ - س رحمٰن - آیت ۲۶)

ترجمہ : زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

(۱) حضرت ضیاءُ الاُمت رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیت کے تحت اَرقام فرماتے ہیں۔

اگر کسی کو عزّت وجاہ حاصل ہو ـــ اگر کسی کے پاس دولت وثروت کی فراوانی ہے ـــ اگر اُسے کسی محدود علاقے میں اقتدار واختیار مل جائے ـــ تو اُسے اکڑ نہیں جانا چاہیئے ـــ اپنے ربِّ کریم کو بھلا کر شیطان سے یارانہ نہیں گانٹھ لینا چاہیئے ـــ اسے یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ وُہ خود اور اس کا جاہ وحشم ـــ بلکہ زمین میں جو کچھ اُسے دکھائی دے رہا ہے سب فانی ہے ـــ سب ناپائیدار ہے ـــ بقا اور دَوام فقط خُداوندِ ذوالجلالِ والاکرام کا حصّہ ہے ـــ نیز موت تو وُہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان مصائب وآلام کی اِس دُنیا سے چھٹکارا حاصل کر کے عالمِ آخرت کی اَبدی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے ـــ اور اہلِ محبّت تو کہتے ہیں ـــ

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

کہ موت ایک پُل ہے جو یار کو یار سے ملاتا ہے

(ضیاء القرآن ج ۵ ص ۷۳)

(۲) یہاں عالمِ ناسوت سے عالمِ جاوید کی طرف جانے اور دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف مُنتقل ہونے کو فنا سے تعبیر کیا گیا ہے ـــــ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے ـــــ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں۔

اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ

مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ

اللہ تعالیٰ کے دوست مرتے نہیں بلکہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں

(تفسیر کبیر (امام فخر الدین رازی) ج ص ۹۵ سطر ۲۴ مطبوعہ مصر)

خیال رہے کہ مندرجہ آیات کی تفسیر میں جو نمایاں پہلُو ہے ـــــ وہ کافروں کی لغویات ـــــ اور خیالات واہیات کی تردید ہے ـــــ جس میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے ـــــ اور اسی موضوع پر گفتگو کرتے ـــــ اور ایک دوسرے کو تسلّیاں دیتے کہ چند روز کی بات ہے ـــــ جب نبیؐ وفات پا جائیگا۔ ـــــ تو پھر سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات کفار کے رَدّ میں نازل فرمائیں ـــــ کہ اگر میرے رسولؐ نے انتقال فرمانا ہے، تو پھر اے کافرو! تم نے بھی مرنا ہے ـــــ اور یہ جہان فانی ہے ـــــ یہاں کسی نے بیٹھ نہیں رہنا ـــــ

منکرینِ حیاتِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان آیات کو اپنے سطحی خیالات کی ترجمان تصوّر کرنا ـــــ اُن کی نادانی ـــــ اور اُن کے جہل کی واضح ترین دلیل ہے۔

موت از رُوئے حدیث

جہاں میں اہلِ ایماں صُورتِ خورشید جیتے ہیں !
اِدھر ڈُوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے !

ارشاداتِ خداوندی کے بعد مقام ہے — فرامینِ رسولؐ کا — اب دیکھنا یہ ہے کہ حدیث کی رُو سے مومنین کے لئے موت کیسی ہے — اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا — مندرجہ ذیل احادیث پر غور کرنے سے کئی اُلجھنیں دُور ہو جائیں گی۔

حدیث نمبر ۱ : ———— تحفہ :

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اَلْمَوْتُ تُحْفَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ [۱]

موت ہر مسلمان کے لئے تحفہ ہے

حدیث نمبر ۲ :

ابنِ مُبارک نے کتاب الزُّہد — طبرانی اپنی معجم الکبیر — اور حاکم نے مُستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے — فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ اَلْمَوْتُ [۲]

کہ (موت) مومن کا تحفہ ہے۔

---

[۱] : بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب علیٰ ہامش شرح الصدور ص ۸ [۲] ایضاً ص ۵

حدیث نمبر ۳ : ——— گُل دستہ :

جناب دیلمی نے مُسند الفردوس میں سیّدنا امام حُسین بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

اَلْمَوْتُ رَیْحَانَةُ الْمُؤْمِنِ [1]

موت مومن کے لئے گلدستہ ہے

حدیث نمبر ۴ : ——— غنیمت :

علامہ دیلمی نے مسندِ فردوس میں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے (یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے) آپ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اَلْمَوْتُ غَنِیْمَةُ الْمُؤْمِنِ [2]

موت، مومن کے لئے غنیمت ہے

غنیمت : غنیمت ـــ اس مال اور کمائی کو کہا جاتا ہے جو بغیر مُشقت کے حاصل ہو۔ تحفہ ـــ اور ـــ گلدستہ ـــ والی حدیثوں پر بھی وہ لوگ غور کریں جو زندگی بھر اللہ والوں کے مزارات کی بے حُرمتی ـــ صرف اس بنا پر کرتے رہے ہیں ـــ کہ وُہ مٹی میں مل کر ملیامیٹ ـــ اور نیست و نابُود ہو گئے ہیں ـــ اور ان کی برزخی زندگی کے انکار میں جنون کی حد تک تعصّب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو موت کو ـــ تحفہ ـــ ریحانہ اور غنیمت جیسے پُرکشش الفاظ سے تعبیر فرما رہے ہیں ـــ لیکن بعض لوگ پتہ نہیں کیوں ہٹ دھرمی کا

---

[1] : ایضاً [2] : ایضاً ص ۸

بے جا مظاہرہ کرتے ہیں ــــ حقائق تو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

عشق میں مر مٹے کوئی یہ تو خیالِ خام ہے
مرنا کسی کے عشق میں زندگی دوام ہے!

حدیث نمبر ۵ : ــــــــــ آزادی :

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ فَاِذَا مَاتَ
یُخَلّٰی سِرْبُہٗ یَسْرَحُ حَیْثُ یَشَآءُ[۱]

"دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے، مومن جب فوت ہوتا ہے، تو اس کا راستہ کھول دیا جاتا ہے ــــ اور اُسے آزاد کر دیا جاتا ہے، جہاں چاہتا ہے سیر کرتا ہے"

"جہاں چاہتا ہے سیر کرتا ہے ــــ اس پر غور فرمائیں ــــ تو کافی حد تک مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے ــــ عقائد کے سلسلے میں اضطرابی کیفیت دُور ہو جائیگی ــــ اور دل مطمئن ہو جائیں گے ــــ اور مسلکِ اہلسنّت کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگی ــــ اور زبان پکار اُٹھے گی۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وُہ اپنے گھر گئے

حدیث نمبر ۶ : ــــــــــ کفّارہ :

حضرت حافظ امام ابُو نُعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ــــ فرماتے ہیں ــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ [1]

موت ہر مُسلمان کے لئے کفارہ ہے

کفّارہ : کفارہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جس سے گناہ معاف ہو جائیں — یعنی مومن کی موت سے تمام صغائر معاف ہو جاتے ہیں — مگر کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے — یا پھر رسول کریمؐ کی شفاعت سے کبائر معاف ہونگے۔

حدیث نمبر ۷ : ——— شادمانی :

حضرت ابن مبارک نے مالک بن مغول سے روایت بیان کی ہے — انہوں نے فرمایا — کہ مجھے اس بات کا علم ہُوا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ سُرُوْرٍ يَدْخُلُ عَلَى الْمُؤْمِنِ لِمَا

يَرىٰ مِنْ كَرَامَةِ اللّٰهِ وَ ثَوَابِهٖ [2]

ترجمہ : کہ پہلی خوشی وشادمانی جو مومن کو حاصل ہوتی ہے، وہ موت کی خوشی ہے اسلیئے کہ وُہ اللہ رب العزت کا فضل و احسان اور اپنی نیکیوں کا ثواب دیکھتا ہے۔

— یعنی بندہ مومن جب جانکنی کے عالم میں اپنی نیکیوں (جو اس نے اس دُنیا کی زندگی میں کی تھیں) کا ثواب ملاحظہ کرتا ہے تو بے حد خوش ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۸ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔

——— لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ رَاحَةٌ دُوْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ [3] ———

کہ مومن کے لئے وصالِ الٰہی ایک بہت بڑی راحت و نعمت ہے۔ جس کی

---

[1] : ایضاً ص ۸ [2] : ایضاً ص ۹ [3] : ایضاً ؎

مسرت دائمی اور باقی رہنے والی ہے۔

حدیث نمبر ۹ : —— دُعائے رسولؐ :

حضرت ابُو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی۔

—— اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰى مَنْ يَّعْلَمُ اِنِّىْ رَسُوْلُكَ [۱] ——

اے اللہ موت کو ہر اُس شخص کے لئے محبوب کردے جو یہ جانتا ہے کہ میں تیرا رسولؐ ہوں

—— خیال رہے —— حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لشکرِ کفار کے سالار رُستم بن فرّخ زاد کے پاس جو مکتوب روانہ فرمایا —— اِس میں یہ تحریر تھا۔

—— اِنَّ مَعِیَ قَوْمًا يُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ كَمَا يُحِبُّ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ ——

یعنی میرے ساتھ ایسی قوم ہے جو موت کو اتنا محبوب رکھتی ہے جتنا عجمی لوگ شراب کو مطلب یہ کہ اللہ والے موت کو محبُوبِ حقیقی کے وصال کا وسیلہ سمجھ کر محبوب رکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰ : —— موت ایک پُل ہے

حبّان الاسود سے روایت ہے —— فرماتے ہیں۔

—— اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُّوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ [۲]

—— موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے ——۔

راحت عابداں : ابنِ ابی دُنیا نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انھوں نے فرمایا۔

[۱] : ایضاً ص ۱۱ [۲] ایضاً ص ۱۳ ؂

كَانَ يُقَالُ لِلْمَوْتِ رَاحَةُ الْعَابِدِيْنَ [1]

کہ موت کو راحت عابداں کہا جاتا ہے

مندرجہ بالا احادیث و فرامین کی روشنی میں دیکھیں اور غور کریں۔۔ تو آپ کے سامنے حقیقتیں خود بخود بے نقاب و آشکارا ہوتی چلی جائیں گی۔ ۔۔۔ اور منکرینِ حیات النبیؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا دامن تار تار ہو جائے گا ۔۔۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ غور و فکر کرتے وقت ذہن فرقہ وارانہ آلودگی سے پاک ہونا چاہیئے۔

---

[1] : ایضاً ص ۱۴ ؛
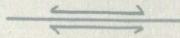
قبر از رُوئے حدیث

قبر مومن کے لئے ایک پُر بہار باغ ہے ـــ آرام و راحت اور سکون و طمانیت کی جگہ ہے ـــ اور قبر میں جانا ایک گھر سے دوسرے گھر میں مُنتقل ہونا ہے ـــ اہلِ اسلام پر یہ تمام انعام و اکرام رحمتِ عالمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی طفیل ہیں ـــ مُلاحظہ فرمائیں۔

دُنیا سے رُخصت ہونا : حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَاشَبِهتُ خُرُوجُ ابْنُ آدَمَ مِنَ الدُّنْيَا ـــ کہ ابنِ آدم کا دُنیا سے رخصت ہونا ایسا
اِلَّا كَمَثَلِ خُرُوجِ الصَّبِيِّ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ ـــ ہی ہے جیسے بچّے کا اپنی ماں کے پیٹ
مِنْ ذٰلِكَ الْغَمِّ وَالظُّلْمَةِ اِلٰى رُوحِ الدُّنْيَا ـــ کی تنگی اور تاریکی سے دُنیا کی ہوا کی
ـــ طرف نکلنا ہے۔ (بشری الکئیب ص ١٩)

اِس سے معلوم ہوا کہ جس طرح بچّہ بطنِ مادر کی تنگی اور تاریکی سے دُنیا کی وُسعتیں پاتا ہے ـــ اسی طرح مومن دُنیا کے قید خانے سے نکل کر عالمِ بَرزخ کی کشادگی حاصل کرتا ہے۔

قیدی جب قید سے رہائی پاتا ہے ـــ تو وُہ جہاں چاہے آ، جا سکتا ہے ـــ تمام پابندیاں ختم ـــ مُلک کے جس حصّے میں چاہے جا سکتا ہے۔

مومن جب دُنیا کے زنداں سے رہا ہوتا ہے ـــ تو مُلکِ خدا میں جہاں چاہے آ، جا سکتا ہے ـــ اس پر عالمِ ناسُوت کی پابندی ختم کر دی جاتی ہے۔

خیال رہے کہ جب حضور سرورِ عالمیان کے ادنیٰ غلاموں کا یہ حال ہے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا کیا مقام ہوگا۔۔۔۔ اسی سلسلے کی ایک اور حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

سبزہ زار: حضرت ابنِ مندہ نے حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔۔۔ فرماتے ہیں۔۔۔ کہ رسُولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔۔۔ کہ مومن اپنی قبر میں ستّر ہاتھ کے سبزہ زار میں پھر تا رہتا ہے۔

۔۔۔۔۔ وَیُنَوِّرُ لَہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ ۔۔۔۔۔

اور اُن کی قبریں چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوتی ہیں

(شرح الصدور ص ٦٦)

یہ اَمر کسی بھی انسان سے مخفی نہیں۔۔۔۔ کہ سبزہ زار۔۔۔ شادابی۔۔۔ تازگی۔۔۔ طراوت۔۔۔ روشنی۔۔۔ اور سجاوٹ۔۔۔ یہ سب کچھ زندوں کی راحت اور اُن کے مشامِ جان کو خوشبو میں بسانے کے لئے ہے۔۔۔ خاک میں مل کر ملیامیٹ ہو جانے والوں کا ان چیزوں سے کیا مطلب؟

قبرِ پُر نور: امام ابنِ ابی شیبہ نے "مصنّف"۔۔۔۔ اور امام ابو داوٗد نے "سُنن" میں حضرت عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔۔۔۔ فرماتی ہیں کہ جب (شاہ حبشہ) نجاشی کا انتقال ہوگیا۔

۔۔۔۔۔ کُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّہٗ لَایَزَالُ یُرٰی فِیْ قَبْرِہٖ نُوْرًا ۔۔۔۔۔

تو ہم اُن کی قبر پر مُسلسل نُور دیکھتے تھے۔

(شرح الصدور ص ٦٧)

دُعائے رسُول سے: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔۔۔ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

نے فرمایا — کہ قبریں تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔

—— وَاِنَّ اللّٰہَ یُنَوِّرُھَا بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ ——

بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر میری دُعا کی وجہ سے اُن کو منوّر فرمائے گا۔ ایضًا

استراحت : امام ابن ابی شیبہ نے مسروق سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔

—— مَامِنْ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنْ لَحَدٍ ——

کہ مومن کے لئے قبر سے بہتر کوئی چیز نہیں

فرماتے ہیں کہ

فَمَنْ لُحِدَ فَقَدْ اِسْتَرَاحَ مِنْ ھُمُوْمِ

الدُّنْیَا وَاٰمَنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ [۱]

جو شخص انتقال کر گیا وُہ دُنیا کے غموں سے آرام حاصل کر گیا اور اللہ تعالیٰ

—— کے عذاب سے بے خوف ہو گیا۔ ——

حفاظت : حضرت ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس سے بیان کیا ہے انہوں نے فرمایا۔

—— لَایُحْرِزُ دِیْنَ الرَّجُلِ اِلَّا حُفْرَتُہٗ [۲] ——

—— قبر ہی انسان کے دین کی حفاظت کرتی ہے ——

منظرِ کعبہ : جناب عبدالرحمٰن بن احمد جعفی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ شریک بن عبداللہ فرماتے ہیں — کہ میں نے کُوفہ میں ایک نوجوان کی نماز جنازہ میں شرکت کی — جب میں اس کی قبر درست کرنے

---

[۱] : بشری الکئیب ص ۱۳ [۲] ایضًا ص ۱۴ ❖

کے لئے داخل ہوا تو لحد میں اینٹ لگاتے ہوئے ایک اینٹ گر گئی۔

وَاِذَا اَنَا بِالْکَعْبَۃِ وَالطَّوَافِ

——— قَدْ مُثِّلَا لِیْ فِی الْقَبْرِ[1] ———

"تو مجھے اندر سے کعبہ اور طواف کا منظر نظر آتا"

قبر میں جس کی نظروں کے سامنے کعبہ وطواف کا منظر ہو — اس خوش نصیب کی شادمانی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے — اور اہلِ قبور مومنوں کو خاک کا ڈھیر کہنے والوں کے دامن میں سوائے خاک کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

وُسعتِ قبر: حافظ الحدیث امام ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط سے روایت بیان کی ہے — وُہ کہتے ہیں — کہ میں احنف بن قیس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوا — اور اُن کی قبر میں اُترا تو میں نے دیکھا۔

——— قَدْ فُسِحَ لَہٗ مَدَّ بَصَرِیْ ———

— کہ اس (کی قبر) کو میری حدِّ نگاہ تک فراخ کر دیا گیا ہے —

تو میں نے یہ بات اپنے ساتھیوں کو بتائی۔

——— فَلَمْ یَرَوْا مَا رَاَیْتُ ———

——— لیکن جو کچھ میں نے دیکھا وُہ نہ دیکھ سکے ———

(شرح الصدور ٦٧)

قبر کو اتنی وُسعت زندوں کے لئے دی جاتی ہے نہ کہ مُردوں کے لئے — — اِس سے یہ بھی معلوم ہوا — کہ جو چیز عام لوگوں کو نظر نہ آئے — وُہ اللہ تعالیٰ

---

[1]: شرح الصدور ص ٦٦ ۞

کے خاص بندوں کو نظر آجاتی ہے ___ اللہ والوں کی نظر جو کام کرتی ہے ___ وُہ عام لوگوں کی نظر نہیں کرتی ___ جو چیز عام لوگوں سے پوشیدہ ہے وہ اولیاء اللہ کے سامنے عیاں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں کو جب یہ مقام حاصل ہے ___ تو پھر سرکار علیہ السلام کا اپنا مقام و مرتبہ کیا ہوگا ___ اور عقل و خرد کی کیا مجال ہے کہ وُہ حضورؐ کی وُسعتِ نظر کا احاطہ کر سکے۔

خیال رہے کہ ظاہری فرقوں کی گمراہی کا سبب بھی یہی ہے کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے کمالات کو اپنی ناقص عقل کی کسوٹی سے پرکھنے کی سعیٔ لاحاصل میں مصروف ہیں ___ اور یہ بھی یاد رہے کہ ظاہریت ہی دہریت کو جنم دیتی ہے۔

اور جب تک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات وفرامین کو دل سے تسلیم نہ کیا جائے تو صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا، ناممکن ہے۔

جو لوگ بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو انبیاء و اولیاء اور صالحین و کاملین پر چسپاں کرتے ہیں ___ اور مسلمانوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگاتے ہیں ___ ہم اُن کو دعوتِ فکر دیتے ہیں ___ کہ وُہ دنیا پرستی کے جھنجھٹ سے آزاد ہو کر کبھی سوچنے، سمجھنے کی زحمت بھی گوارا کر لیا کرو! ___ اپنی جانوں پر ستم نہ کرو! آؤ، رسولِ خُدا کی چوکھٹ کے سامنے قطار کی صورت میں کھڑے ہو جاؤ ___ کیونکہ اُس سخا پیشہ رسولِ خدا کے دروازے سے آج تک کوئی خالی کاسہ لئے واپس نہیں لوٹا۔

قبروں پر گنبد بنانا عُلماءِ اہلِ سُنّت کے نزدیک جائز ہے!

علمائے اہلِ سُنّت کے نزدیک اور اُن کے فتاویٰ کے مطابق انبیاء و اولیاء

اور علماء کی قبروں پر گنبد بنانا جائز ہے۔

اور مسلمانوں کی قبریں مسمار کرنا، گرانا اور اُن کی بے حرمتی کرنا علمائے حق کے نزدیک ظلم ہے۔

یاد رہے: کہ جب ابنِ سعود نجدی نے حرم کی سرزمین پر مظالم کی انتہا کر دی — تو مسلمانانِ عالم تڑپ کر سراپائے احتجاج بن گئے — ابنِ سعود نے ازواجِ رسولؐ — اہلبیتِ عظام — صحابہ کرامؓ — اولیاء ذی احتشام — اور محدّثینِ عالی مقام — کے مزارات کو مسمار کر دیا — مساجد کو گرایا — حرمین شریفین میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا — مساجد کی کڑیاں بازاروں میں بکوائیں — قبروں پر پٹرول ڈال کر آگ بھی لگائی —

ان مظالم کو دیکھ کر ہر طرف سے احتجاج کی صدائیں بلند ہوئیں — تو ابنِ سعود کے ایماء پر ہندوستان کے کچھ مفتیانِ بے سروسامان، فتویٰ بازی کے لئے تیار ہو گئے — اور اخبارات میں — مفتی محمد رفیع — مفتی کفایت اللہ — مفتی عبد الحلیم — مولوی ولایت احمد — مفتی عبد الحی صاحبان کے فتوے چھپے[1] — جن میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مزارات پر قبّے بنانا شرعاً ناجائز ہے۔ — اور قابلِ انہدام ہے — بلکہ بعض نے ان کو ڈھانا واجب قرار دیا — — بس فتووں کے گولے فقط مزارات پر گرتے رہے — حالانکہ ابنِ سعود نے مسجدیں بھی شہید کیں۔ بے گناہوں کو قتل بھی کیا — مسجدوں اور مزاروں کے مقام پر نجاستیں بھی ڈالی ہیں۔

اور فتووں کی زبان میں ان تمام مظالم کی در پردہ حمایت کی — اور یہاں

[1] اسواط العذاب ص ۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور سن تصنیف ۱۳۴۴ھ

تک حمایت کی کہ ابن سعود کے لشکر کی فتح و نصرت کے لئے دُعائیں کرتے رہے ــــ حالانکہ یہ لشکر کافروں کے مقابلے میں کبھی نہیں آیا ــــ اس کے ظلم کی تلوار مسلمان علماء ــــ سادات ــــ باشندگانِ بیت الحرام کی گردنوں پر چلتی رہی ــــ

سوال یہ ہے کہ جو تمام مسلمانانِ عالم کو کافر و مشرک ــــ واجب القتل ــــ مباح الدم تصوّر کرے ــــ اُسے مفتی ــــ عالِم ــــ فاضل ــــ مبلّغ ــــ محدّث ــــ فقیہ اعظم ــــ وغیرہ کہنا اسلام پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

خیال رہے: کہ وہابی مفتیوں نے جن احادیث کا سہارا لیکر فتویٰ بازی کی ہے ــــ وُہ چند حدیثیں ہیں ــــ ایک مسلم و بخاری میں ــــ ایک ابوداوُد ترمذی، نسائی میں ــــ ایک مسلم میں ــــ ایک فتح الباری میں ــــ دُو مشکوٰۃ میں ــــ یہ تمام احادیث یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہیں ــــ جو انبیاء صلحاء کی قبروں پر مسجدیں بناتے ــــ اور اُن کی پوجا کرتے ــــ اور انبیاء و صلحاء کی تصویر بناتے ــــ اُن کی پرستش کرتے ــــ اُن پر رسولِ کریمؐ نے لعنت فرمائی ہے ــــ ان تمام کا جواب حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ " اسواط العذاب علیٰ قوامع القباب" میں بڑے زوردار انداز میں دیا ہے ــــ اُن میں صرف ایک مسلم کی حدیث جو قبروں کے گرانے کے بارے میں ہے وہ پیش کرتا ہوں ــــ جس سے حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ هِیَاجِ نِ الْاَسَدِیْ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ ؛

(اسواط ص ۸ بحوالہ مسلم)

ترجمہ: ابوھیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھ سے علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں، جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھیجا تھا، وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑے ___ اور نہ کسی بلند قبر کو بغیر برابر کئے چھوڑے"

اس حدیث شریف کو سامنے رکھ کر مفتیانِ بے اعتدال ___ دار الافتاء میں رکھی ہوئی توپوں کا منہ اولیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے عقیدت رکھنے والوں کی طرف کرکے اپنی بھڑاس نکالتے ہیں۔

بلکہ اب تو مزارات کو مسمار کرنے کی دھمکیاں بھی منبروں پر بیٹھ کر دیتے ہیں ___ اور مزاراتِ اولیاء کو بُت خانوں کے نام سے پکارتے ہیں ___ اگر دھمکیاں اور دہشت گردی عقیدت کے چمنستان کو تاراج کرسکتیں تو شاید نقشہ کچھ اور ہوتا ___ لیکن آج بھی حجاز مقدس کے مدائن میں گھر گھر رسولِ کریم کے میلاد کی محفلیں نہایت عقیدت واحترام سے ہوتی ہیں ___ آج بھی دُنیا کے کونے کونے میں رسالت کے نعرے گونجتے ہیں ___ زمین کا کوئی ایسا خطّہ نہیں جہاں محافلِ میلاد کا اہتمام نہ ہوتا ہو۔

● بات چل رہی تھی قبریں ڈھانے کی ___ اور اس قبیح فعل پر حدیث کا سہارا لینے کی ___ اور وُہ حدیث جس میں حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس روایت کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھے مامور فرمایا کہ میں تصویر پاؤں اسے مٹا دوں ___ اور جو بلند قبر پاؤں اُسے برابر کردوں۔

عناد کے مارے ہوئے پڑھے، لکھے نادان، جو اس حدیث سے قبریں اکھاڑنے کا استدلال کرتے ہیں ___ ان پر یہ امر لازم ہے کہ وُہ ثابت کریں کہ وُہ قبریں مسلمانوں کی تھیں ___

دُوسرا امر یہ کہ برابر کرنے سے کیا مراد ہے؟ کیا مکمل طور پر زمین کے ہاتھ ہموار کردینا کہ نشان تک باقی نہ رہے یا اور کچھ ___

تیسری بات یہ ہے کہ تصویروں کا ذکر قبروں کے ساتھ کیا مناسبت رکھتا ہے پہلے ان تمام اُمور کو واضح اور صاف کرلیں ـــــ تو پھر اس حدیث سے استدلال کرنے کی گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کریں ـــــ اگر کسی قسم کی کوئی گنجائش نکل آئے تو پھر اس کی نشاندہی کر کے علمائے اہلسنت کے سامنے لے آئیں ـــــ اور پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا کہ تمہارے علم کا بھرم کس طرح کھلتا ہے ـــــ

● قارئین ! آپ اس بات پر غور فرمائیں ـــــ کہ یہ بات ہر مومن کیلئے یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانۂ اقدس میں مسلمانوں کی جو قبریں بنیں وُہ حضورؐ کے علم و اجازت کے بغیر نہیں بنیں ـــــ کیونکہ سرکارؐ کی عادت شریف میں یہ بات شامل تھی ـــــ کہ آپ اپنے غلاموں کی تدفین میں شرکت فرماتے ـــــ اور اپنے نیازمندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہ فرماتے تھے ۔

تو جتنی بھی قبریں زمانہ اقدس میں بنیں وُہ تمام صحابہؓ نے بنائیں ـــــ حضورؐ کی موجودگی میں بنائیں ـــــ اگر آپؐ کی موجودگی نہ بھی ہوتی تو صحابہ کرام کوئی کام بھی بغیر دریافت کئے نہ کرتے تھے ـــــ وُہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو ناجائز طور پر اونچی بن گئی تھیں اور ان کے مٹانے کا حکم دیا گیا ـــــ یہ بات مکمل طور پر عقل سے باہر ہے کہ حضورؐ کے زمانۂ پاک میں قبریں غلط بن گئی تھیں اور اُن کے مٹانے کا حکم دیا گیا تھا ۔

● اصل بات ـــــ جس کو چھپانے کی ناکام کوششیں کی گئیں وُہ یہ ہے کہ کفار کی قبریں بہت اونچی بنائی جاتی تھیں ـــــ جیسا کہ آج بھی نصاریٰ کی قبریں دیکھی جاسکتی ہیں ـــــ حضورؐ نے اُن کو ڈھانے کا حکم دیا ـــــ جیسا کہ کتبِ حدیث میں ہے ـــــ اور کفار کی قبریں مسمار کرنے کے جواز میں ہزاروں حکمتیں موجود ہیں ـــــ جن کو نظرِ نبوّت بہتر جانتی ہیں ۔ اور مسلمانوں کی قبریں ڈھانا توہین ہے ـــــ کفار و مشرکین کے لئے حکم کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا سب سے بڑی علمی بددیانتی ہے ـــــ جو مولوی حضرات

دینِ اسلام کو مذاق اور تمسخر کے رنگ میں دُنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں، وُہ اپنے واہیات نظریات پر نظرِ ثانی کریں۔

● جو لوگ مزارات اور قبریں مسمار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اُن کیلئے فی الحال مشورہ یہ ہے کہ وُہ اپنے اَن داتا سعودی خاندان اور دیگر وہاں کے اربابِ بست و کُشاد کو یہود و نصاریٰ کی افواج کے چنگل سے نکالنے کیلئے جہاد کریں ـــــ بزرگانِ دین کے مزارات کو گرانے کی منصوبہ بندی بند کر دیں ـــــ اور ملکِ خداداد پاکستان میں خانہ جنگی کے لئے فضا ہموار نہ کریں ـــــ یہ ایسے خواب ہیں جن کی تعبیر تمہارے لئے بھی ـــــ اور ملّتِ اسلامیہ کے سکون کے لئے بھی نہایت مہیب اور دہشت ناک ہوگی۔ ـــــ جو لوگ طاغوت کے خُفیہ ہاتھوں میں کھلونا بننا پسند کرتے ہیں ـــــ وُہ اپنے جیسے گروہ کا انتخاب کریں ـــــ تاکہ نظر نہ آنے والی کمائی میں کچھ اضافہ ہو سکے، امام الانبیاء حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کی قبر کی حفاظت کا حکم دیا اور اس کی تذلیل و توہین سے منع فرمایا ہے ـــــ ارشادِ عالی ہے ـــــ

● حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ـــــ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ یہ بات کہ تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھ جائے ـــــ اور وُہ چنگاری اس کے کپڑوں کو جلاتے ہوئے اُن کے بدن کے چمڑے تک پہنچ جائے۔ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ ـــــ (یہ تکلیف برداشت کرلینی اس کیلئے اس سے) ـــــ بہتر ہے کہ وُہ کسی مسلمان کی قبر پر جا بیٹھے (مسلم شریف، مشکوٰۃ بحوالہ رحمتِ کائنات ص ۱۳۵)

اس حدیثِ مقدسہ کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ـــــ جس کا مطلب بالکل واضح ہے ـــــ کہ آگ کی بھڑکتی ہوئی چنگاریوں پر بیٹھنا، جس سے بدن جل جائے ـــــ اور کپڑوں کو آگ لگ جائے۔ مطلب یہ ہے کسی مسلمان کی قبر پر بیٹھنے سے آگ کی چنگاریوں پر بیٹھنا بہتر اس سے کئی درجے بہتر ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر بیٹھا جائے۔

اس میں قبر کے احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے ـــ حضورؐ نے مسلمان کی قبر پر بیٹھنا ناپسند فرمایا ہے ـــ اور اس میں ایک قسم کی وعید بھی موجود ہے۔

سوال کرتا ہوں اُن سے جن کی زبان پر کبھی کبھی انصاف کا لفظ آجاتا ہے ـ کہ اُن لوگوں کو کس زمرہ اور گروہ میں شامل کیا جائے جنہوں نے صحابہ کرام ـــ اہلبیتِ رسول ـــ صلحاء اُمت کی قبروں پر گینتیاں ـــ کدال ـــ اور بلڈوزر چلا کر مزاراتِ صحابہ کی بے حُرمتی کی ـــ منکرین کی دنیا میں اگر کسی کے ہاتھ میں انصاف کا جھنڈا ہو تو جواب دے ـــ کہ اُمہات المؤمنین کی قبروں کو بے حُرمتی کے ساتھ مسمار کرنے والوں کی ـــ کاسہ لیسی ـــ اور اُنکے جھوٹے برتن چاٹنے والے ـــ چاپلوسی ـــ اور خوشامد کرنے والوں کو کس جماعت کا ترجمان سمجھا جائے ـــ جماعت اہلِ سُنّت کا ـــ یا گروہ شیاطین کا ـــ اربابِ حلّ وعقد کوئی فیصلہ کر کے راقم کو بھی بتا دیں ـــ تاکہ کسی فیصلے پر پہنچا جا سکے۔

قبر کیساتھ تکیہ لگا کر بیٹھنا :

اسی سلسلے کی ایک اور حدیث دیکھیں ـــ جو عمرو بن حزم سے مروی ہے ـــ صحابیٔ رسول جناب عمرو بن حزم فرماتے ہیں

قَالَ رَاٰنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مُتَّکِئًا عَلٰی قَبْرٍ، فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ[1]

ترجمہ: "سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے ایک قبر کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا تو فرمایا اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔"

---

[1] : رواہ احمد و مشکوٰۃ، رحمتِ کائنات ص ۱۳۵

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مُسند میں روایت کیا ہے ۔۔۔ جس سے معلوم ہوا کہ قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے سے صاحبِ قبر کو دُکھ اور تکلیف محسوس ہوتی ہے ۔۔۔ اور تکلیف زندہ کو ہوتی مُردہ کو نہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ قبر اتنی بُلند ضرور تھی جس سے ٹیک لگائی جا سکے ۔۔۔ ابنِ سعُود نے حجازِ مقدّس میں رسولِ خُدا کے پیاروں کی قبروں کے ساتھ جو سلوک رُوا رکھا ہے وہ نہایت بہیمانہ ہے ۔۔۔ اس نے صلحائے کرام کی قبروں کو مسمار کر کے اُن کا نام و نشان مٹا دیا ہے جو ایک ایسا ظلم ہے ۔۔۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

دراصل یہ ایک ایسی سازش ہے، جسکو سمجھنے کیلئے اتنا دُور جانے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ یہ ایک سیدھی سی بات ہے ۔۔۔ کہ مدینہ منورہ کے اِردگرد اور آس پاس رہنے والے بدعہد یہود و نصاریٰ کی مُعاہدہ کی بار بار خلاف وَرزی کرنے پر ۔۔۔ جب سرکارؐ نے ان پر لشکر کشی کی تو اُن کو ایک معاہدے کے تحت اپنی بستیاں خالی کرنا پڑیں، تو حضورؐ نے قبروں پر لکھی ہوئی اور کندہ تصویروں کے نشانات مٹانے کا حکم دیا ۔۔۔ طاغوت نے صدیاں بیت جانے کے بعد بھی اس اَمر کو یاد رکھا ۔۔۔ اور ایک ستم شعار گروہ کو ۔۔۔ مال وزر اور اسلحہ کے زور پر اقتدار میں لانے کیلئے بہت زیادہ امداد کی ۔۔۔ اور سب سے پہلے اپنے مذہبی ایجنٹوں سے صحابہ کبار ۔۔۔ اہلبیتِ اطہار ۔۔۔ امہات المؤمنین کی قبروں کو ۔۔۔ مسمار کرا کے اپنا پُرانا حساب برابر کیا، اور یہی اَمر قرینِ قیاس ہے کہ مزاراتِ ابرار کا انہدام ایسی ہی سازشوں کی ایک کڑی ہے۔

جُوتے اُتار کر: امام حاکم نے "مُستدرک" میں مندرجہ ذیل واقعہ روایت فرمایا ہے ۔۔۔ کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو جُوتا پہنے ہوئے قبرستان سے گزر رہا تھا ۔۔۔ اسکو حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے حکم فرمایا۔

یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ اَلْقِ سِبْتِیَّتَکَ

اے جوتے پہننے والے اپنے جوتے اُتار دے

(ایضاً)

مطلب یہ ہے کہ جوتے پہن کر قبرستان میں چلنا فرمانِ رسول کے مطابق جائز نہیں ــــ اور حضور نے اس سے منع فرمایا ہے ــــ یہ ہے سرکار علیہ السلام کے نزدیک قبروں کا احترام!

جنازہ اُٹھانے کا ثواب: علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی شامی نے اپنی عظیم کتاب "اَلفقہ الاسلامی وادلتہ" میں حدیث بیان کی ہے ــ لکھتے ہیں ــ کہ ابنِ عساکر جناب واثلہ سے روایت بیان کرتے ہیں۔

مَنْ حَمَلَ جَنَازَۃً اَرْبَعِیْنَ خُطْوَۃً ــــ جو آدمی کسی (مسلمان کے) جنازے کو

کَفَّرَتْ عَنْہُ اَرْبَعِیْنَ کَبِیْرَۃً ــــ چالیس قدم اٹھائے، تو وہ اس کے

ــــ چالیس کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن جائیگے۔ [۱]

اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو ایک سوال ان لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ مرنے والے سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ــــ یہاں تو حدیث کے مطابق کبیرہ گناہوں کے کفارہ کا مرنے والا موجب بن رہا ہے ــ منبرِ رسول پر بیٹھ کر احادیثِ رسول سے اتنی بے اعتنائی اہلِ علم کا وتیرہ تو نہ تھا ــ پتہ نہیں ان کو کیا ہو گیا کہ رفتہ رفتہ حدیث کا دامن چھوڑتے جا رہے ہیں

زیارتِ قبور: قبروں کی زیارت کے بارے میں بھی بہت شور مچایا جاتا ہے۔

[۱]: الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۲ ص ۵۱۱ مطبوعہ دارالفکر ؎

اور ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے پیروکار ہیں ——

آیئے دیکھتے ہیں کہ سنتِ رسولؐ کی پیروی کرنے والے کون لوگ ہیں ——

مفسرِ قرآن ڈاکٹر زحیلی لکھتے —— کہ حنفیوں کے نزدیک زیارتِ قبور مستحب ہے۔

تَندُبُ زِیَارَۃُ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ —— مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں

وَالنِّسَاءِ عَلَی الْاَصَحِّ [۱] —— طور پر زیارتِ قبور مستحب ہے۔

خود کو حنفی کہنے والے ذرا غور فرمائیں تاکہ انہیں نظریۂ احناف سے آگاہی ہو سکے۔

سنتِ رسولؐ :

امام بخاری کے استاد —— امام ابن ابی شیبہ نے مندرجہ ذیل حدیث شریف کو روایت کیا ہے ——

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم —— ہر سال شہدائے اُحد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ —— صبر کی وجہ سے تم پر سلامتی ہو

فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ [۲] —— اور دارِ آخرت بہت اچھی ہو

لکھتے ہیں —— کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال کر جانے والوں کی زیارت کے لئے جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے —— اور فرماتے ——

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ —— سلام ہو تم پر اے مومنوں کے

مُؤْمِنِیْنَ [۳] —— گھر میں رہنے والو!

آگے فرماتے ہیں —— انشاء اللہ ہم بھی تم لوگوں سے ملنے والے ہیں —— اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت وخیریت اور بھلائی کا سوال

---

[۱] : الفقہ الاسلامی ج ۲ ص ۵۴۰ [۲] ایضاً [۳] ایضاً

کرتا ہوں ـــــ اور ساتھ یہ بھی فرمایا۔

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْمَقْبُوْرِ
فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تَذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ [1]

کہ (اس سے پہلے) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا اب (اجازت ہے) تم زیارت کر لیا کرو، کیونکہ قبروں کی زیارت تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے۔

قبر پر ٹھہرنا : امام ابوداؤد اور امام بیہقی نے جید اسناد کیساتھ روایت کیا ہے ـــ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو کچھ دیر کے لئے وہاں ٹھہرتے ـــ اور صحابہ کرام کو فرماتے۔

اَسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْأَلُوْا اللّٰهَ
لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْأَلُ [2]

کہ تم اپنے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو۔ اور اس سے اپنے بھائی کی ثابت قدمی کے لئے سوال کرو کیونکہ یقیناً وہ ابھی سوال کیا جائیگا۔ یعنی اس سے فرشتے سوال کریں گے ـــ دعا کرو کہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے سکے۔

ایصالِ ثواب : اس پُر فتن دور میں بہت زیادہ مسائل میں تحریف ترخیم کا سلسلہ جاری ہے اور نہایت بے زیب انداز میں پیش کیا جا رہا ہے ـــ دینِ اسلام سے اہلِ دین و ایمان کو دُور لے جانے کی دانستہ کوششیں جاری ہیں ـــ نت نئے مسائل اُبھر کر سامنے آ رہے ہیں ـــ اُن میں سے

---

[1] : ایضاً [2] : ایضاً ص ۵۳۴

ایک ایصالِ ثواب کا بڑے زور شور سے انکار کیا جا رہا ہے ــــ معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں بعد معتزلہ کی پوری جماعت بھیس بدل کر نئے نام کے ساتھ پھر دوبارہ اپنے لاؤ لشکر کیساتھ میدان میں نکل آئی ہے ــــ ایصالِ ثواب متفقہ مسئلہ تھا ــــ جس کو اختلاف کی نظر کر کے بعض نام نہاد علمائے امت ہیں فرقہ بندی ــــ اور فتنہ و فساد کی فضا پیدا کی ــــ اور آتش نفرت کو ہوا دی۔

آئیے مخبرِ صادق سے پوچھتے ہیں ــــ کہ عالمِ برزخ میں رہنے والوں کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

مَا الْمَيِّتُ فِي قَبْرِهٖ اِلَّا شَبَهُ ــــ میت کی حالت قبر میں

الْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ ــــ ڈوبتے ہوئے فریاد کرنیوالے کیطرح ہوتی ہے

يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ ــــ وہ انتظار کرتا ہے اُس دعا کی جو پہنچے اس کو

مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ ــــ اسکے ماں، باپ اور بھائی

اَوْ اَخٍ، اَوْ صَدِيْقٍ ــــ یا دوست کی طرف سے

فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ ــــ جب اسکو کسی کی دُعا پہنچتی ہے تو وہ

اَحَبَّ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا ــــ دُعا کا پہنچنا اسکو دنیا و فیہا سے

وَمَا فِيْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ــــ محبوب تر ہوتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ

لَيُدْخِلُ اِلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ ــــ قبروں والوں کو

مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ ــــ اہلِ زمین کی دُعا سے

اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ ــــ پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے

هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ ــــ بیشک زندوں کا تحفہ فوت شدگان

اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ ـــــ کیطرف یہی ہے۔ کہ استغفار کریں
لَهُمْ [1] ـــــ اُن کیلئے (یعنی بخشش کی دُعا مانگیں۔

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

يَتْبَعُ الرَّجُلَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ
اَمْثَالُ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اَنّٰى هٰذَا ؟
فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ [2]

قیامت کے دن پہاڑوں کی مانند نیکیاں انسان کے (اعمال سے) لاحق ہوں گی تو وُہ کہے گا، یہ کہاں سے ہیں؟ ـــــ تو اُسے فرمایا جائے گا یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لئے کیا گیا۔

حدیث مبارکہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــــ کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔

فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذَا ـــــ تو وُہ عرض کرتا ہے اے میرے ربّ
ـــــ میرا درجہ کیونکر بلند ہوا
فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ ـــــ ارشاد ہُوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے
وَلَدِكَ لَكَ [3] ـــــ بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے

اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور بیہقی نے سُنن کبریٰ میں نقل کیا ہے۔

---

[1] : شرح الصدور ص ۱۳۲ مطبوعہ مدینہ منورہ سن اشاعت ۱۹۸۳ء

[2] : ایضاً۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط اور بیہقی نے سنن میں نقل کیا ہے۔

[3] : شرح الصدور ص ۱۳۲ مطبوعہ مطابع الرشید مدینہ منورہ

ان تمام احادیث سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کیلئے دعائے بخشش کی جائے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے ــــ اور اس کے درجے بلند ہو جاتے ہیں۔

حدیث مقدسہ : امام ابوالقاسم طبرانی نے "اوسط" میں اپنی سند کیساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے ــــ

حضورؐ نے فرمایا ــــ

اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرُھَا بِذُنُوْبِھَا

وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَا ذُنُوْبَ عَلَیْھَا

تَمَحَّصَ عَنْھَا بِاِسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ [۱]

"میری اُمّت، اُمّت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کیساتھ داخل ہوں گی، اور جب قبروں سے نکلے گی، اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک کر دے گا۔"

سورۂ یٰسین : جناب علامہ ڈاکٹر وحبۃ الزحیلی نے الفقہ الاسلامی میں۔ امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ــــ جب کوئی قبرستان میں داخل ہو تو

فَقَرَأَ یٰسٓ ــــ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرے۔"

اور اصحابِ قبور کو اس کا ثواب کا ہدیہ پیش کرے، تو اللہ تعالیٰ اس دن اُن "قبروں والوں" کے عذاب میں تخفیف کر دے گا۔ اور پڑھنے والے کو بھی

[۱] : ایضاً ص ۱۳۳ " " " " ۔

اصحابِ قبور کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملیں گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِقْرَؤُوْا عَلٰی مَوْتَاکُمْ یٰسٓ

اپنے فوت شدگان پر سورۂ یٰسین پڑھو۔

(شرح الصدور ص ۱۳۵ - الفقہ الاسلامی ج ۲ ص ۵۴۰)

سورۂ اخلاص:

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ — کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَ قَرَأَ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰی عَشَرَةَ

مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ

اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

(دارِ قطنی - شرح الصدور ص ۱۳۵)

جو شخص قبرستان سے گزرا اور اس نے سورۂ اخلاص (قل شریف) گیارہ مرتبہ پڑھی اور پھر اس کا ثواب میتوں کو بخشا تو اس کو قبرستان میں مدفون لوگوں کی تعداد کے برابر اَجر و ثواب ملے گا۔

تین سو تین:

ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے "فوائد" میں ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے۔ — فرماتے ہیں — رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا —

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ

كَلَّمَكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(شرح الصدور ایضاً)

جو شخص قبرستان میں جائے پھر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) اور قُل شریف (سورۂ اخلاص) سورۂ الھاکم التکاثر پڑھ کر کہے کہ اے اللہ کریم! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اس کا ثواب، میں نے ان قبروں والے مومنین و مؤمنات کو بخشا۔ تو وُہ تمام قبروں والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گے۔

ثواب کی تقسیم: قاضی ابوبکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت بیان کی ـــــ وُہ کہتے ہیں کہ مجھے حمادؔ مکیؔ نے بتایا ـــــ کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کیطرف چلا گیا ـــــ اور ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا ـــــ تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں ـــــ میں نے اُن سے دریافت کیا۔

قَامَتِ الْقِيَامَةُ ـــــ کہ کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟

انہوں نے کہا نہیں، ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا ہے۔

فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهٗ مُنْذُ سَنَةٍ ـــــ تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(ایضاً)

نوری طباق: امام طبرانی نے "معجم اوسط" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ـــــ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جب کوئی شخص صاحبِ قبر کو ایصالِ ثواب

کرتا ہے ــــ تو حضرتِ جبریل علیہ السلام اُسے نوری طباق (تھالی) میں رکھ کر قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں ــــ اور کہتے ہیں ــــ

يَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ ــــ اے قبر والے! یہ ہدیہ تیرے گھر والے

هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ ــــ نے بھیجا ہے

فَاقْبَلْهَا ــــ اسے قبول کر

یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوتا ہے ــــ اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں ــــ (شرح الصدور ص ۱۳۳)

تین اعمال: امام بخاری اور امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی ــــ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ــــ کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں ــــ سوائے تین اعمال کے

صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ ــــ صدقۂ جاریہ

اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ ــــ علم نافع

اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ ــــ اور نیک اولاد

يَدْعُوْلَهٗ ــــ جو والدین کے لئے دُعا کرتی ہے۔

(شرح الصدور ص ۱۳۱)

قیامت تک اجر: حافظ ابن عساکر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کی کہ ــــ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک آیت پڑھی یا علمِ دین کا کوئی باب پڑھا

اَنْمَى اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ــــ تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک بڑھائے گا۔ ــــ (ایضاً ص ۱۳۱/۱۳۴)

چند چیزوں کا ثواب: امام ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے ___ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ___ کہ چند چیزیں ہیں جن کا ثواب قبر میں انسان کو پہنچتا ہے۔

عِلْمًا نَشَرَهُ ___ ایک علم جو لوگوں میں پھیلایا

اَوْ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ ___ نیک اولاد جو اس نے دُنیا میں چھوڑا

اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهُ ___ قرآن پاک (کا نسخہ) جو وراثت میں چھوڑ گیا

اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ ___ (زندگی میں) کوئی مسجد بنائی

اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ ___ یا (اللہ) کے راستے میں نکلنے والے کیلئے کوئی گھر بنایا

اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ ___ یا کوئی نہر کو جاری کیا

اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ ___ یا صحت کی حالت میں اپنے مال سے

فِيْ صِحَّتِهِ تُلْحِقُهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ___ کوئی صدقہ کیا جو موت کے بعد اسکا صلہ میت کو ملنے والا ہے،

(شرح الصدور ص ۱۳۲)

حج کا ثواب: امام طبرانی نے "اوسط" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ فَلِلَّذِيْ ___ کہ جس نے میت کی طرف سے حج کیا تو

حَجَّ عَنْهُ مِثْلُ اَجْرِهِ ___ حج کرنے والے کو اور جس کی طرف سے حج

(ایضاً ص ۱۳۴) ___ کیا دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔

اوپر بیان کردہ احادیث و روایات سے یہ بات پایۂ نبوت کو پہنچی کہ انتقال کر جانے والے مسلمانوں کو ایصالِ ثواب بحکمِ حدیث ضروری ہے ___ اس کے لئے قرآن شریف کی تلاوت ___ اُن کے نام کا صدقہ کرنا اُن کے لئے حج کرنا ___ اُن کے لئے خیرات کرنا ___ یہ سب جائز ہے ___ آج وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں سے مسلمانوں کو دُور لے جانا چاہتے ہیں، اُن کے دامن میں کچھ بھی نہیں،

چونکہ اُن کے نظریات خوارج و معتزلہ کے خیالات کا چربہ ہیں، اس لئے وُہ وعظ کے نام پر شور مچا رہے ہیں — اُن کے فاسد و ناقص مسلک کا نہ تو قرآنِ مجید ساتھ دیتا ہے اور نہ ہی حدیث شریف۔

وُہ بے چارے عناد کے مارے صرف اس آیت کو ہر روز پڑھ کر لوگوں کو فریب دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

وہ آیت یہ ہے —

—— وَاَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ——

کہ انسان کو اس کی کوشش کا بدلہ ملے گا ——

— اُن علمی طور پر غربت کے ماروں کو — یہ تک پتہ نہیں کہ یہ آیت — اس آیت سے منسوخ ہے —

—— وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ ——

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کے بعد اُن کی ذریت آئی۔

(۲) دُوسری بات بقولِ حضرت عکرمہ یہ ہے — کہ یہ آیت قوم ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، لیکن یہ امت مرحومہ! — تو — اُسے وُہ بھی ملے گا جو خود کرے اور وُہ بھی جو اُس کے لئے کیا جائے۔

(۳) جناب ربیع بن اُنس فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مُراد کافر ہے اور مومن اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(۴) حسین بن فضل کا قول ہے کہ — یہ قانونِ عدل ہے — اور دوسرے کے کئے سے فائدہ کا پہنچنا اس کا فضل ہے۔

(۵) یہاں لام بہ معنیٰ علیٰ ہے کہ انسان کو ضرر اُن کے کئے ہوئے گناہ کا ہوگا نہ دُوسرے کا۔

ثواب کے پہنچنے کے قائل حضرات کا دعویٰ یہ ہے ۔۔ کہ جب یہ حج ۔ صدقہ ۔ وقف ۔ دُعا ۔ قرأت ۔ کا ثواب پہنچ سکتا ہے ۔ تو پھر دُوسری عبادات کا بھی ثواب پہنچ سکتا ہے ۔

خیال رہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے اس سے بڑھ کر اور کیا دشمنی ہو سکتی ہے کہ ایصالِ ثواب کے خلاف ناروا باتیں کی جائیں ۔۔ اور مسلمانوں کو اس امر سے روکا جائے ۔

قبر کی بے حرمتی کرنا گناہ ہے :

امام ابن ابی شیبہ اور امام حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر صحابیٔ رسولؐ سے روایت بیان کی ہے کہ وُہ فرماتے تھے ۔۔ "کہ میں انگاروں یا تلوار کی دھار پر چلنا پسند کروں گا ۔۔ مگر کسی مسلمان کی قبر رُوندنا پسند نہ کروں گا"

جن لوگوں نے طاغوت کو خوش کرنے کے لئے صحابۂ کرام ۔۔ اہلبیت عظام کی قبروں پر کدال چلائے ان کو مسمار کیا ۔۔ اور ابرار کی مقابر پر گندگی پھینکی ۔۔ اُن کو کیا نام دیا جائے ۔ آج جن شکنجوں میں اُن کو جکڑا جا رہا ہے ۔ شائد یہ اُن کو بزرگوں کی قبروں کی بے حرمتی کرنے کی سزا مل رہی ہے ۔

فرشتے مومنوں کی قبروں پر :

حافظ ابُو نعُیم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ۔ وُہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ۔ آپ فرماتے تھے ۔۔ کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی رُوح قبض فرمالیتا ہے ۔۔ تو اُس کے فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں ۔۔ اور عرض کرتے ہیں ۔۔ اے ہمارے رب تُو نے ہم کو اپنے بندے کے اعمال لکھنے پر مقرر فرمایا تھا ۔۔ اب تُو نے اس کی رُوح کو قبض کر لیا ہے ۔۔ تو اب ہم کو اجازت عطا فرما کہ ہم آسمان پر اقامت کریں ۔۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آسمان پر میری تسبیح و تقدیس کے نغمے گانے والے فرشتوں سے پُر ہے ۔۔ تو وُہ عرض کریں گے

کہ پھر ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت ہو ــــ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ــــ میری زمین میری تسبیح کرنے والی مخلوق سے بھری پڑی ہے ــــ لیکن تم میرے اسی بندے کی قبر پر جاکر کھڑے ہو جاؤ ــــ اور میری حمد و ثنا، تسبیح و تہلیل اور بڑائی بیان کرو ــــ اور قیامت تک ایسا ہی کرتے رہو ــــ

وَاکْتُبَاہُ لِعَبْدِیْ [۱] ــــ اور یہ سب میرے بندے کے نامۂ اعمال میں لکھو!

● بیہقی نے شعب الایمان میں ــــ ابن ابی دنیا نے اُنسؓ سے ــــ ابن جوزی نے موضوعات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا ہے ــــ کہ جب کافر مرجاتا ہے ــــ تو اس کے فرشتوں کو حکم ملتا ہے کہ اس کی قبر پر واپس کرو ــــ وَالعناہ ــــ اور اس پر لعنت کرو۔ [۲]

ایمان والو! یہ تمام روشن دلائل آپ کے یقین میں اضافہ کے لئے بہت ہیں ــــ اُن لوگوں کی باتیں سُننے کی ضرورت نہیں جن کے ایمان و یقین کا جنازہ اندھیری راتوں میں نکلے ہوئے ایک مدت بیت چکی۔

ــــ مرمر کے جینے کا گُر ــــ صرف صُوفیاء کے آستانوں سے ملتا ہے ــــ رسولِ خُدا کو خاک کا ڈھیر کہنے والوں کے مُنہ میں خاک ــــ اُن کے آنگن میں خاک کے سوا کچھ نہیں ــــ اُن کی عزت خاک میں مل گئی ہے ــــ وُہ وعظ نہیں کرتے۔ اسلام کی خاک اڑا رہے ہیں ــــ وہ خود ــــ خاک نہ دھول، بکائن کے پھول ــــ خاکش بدھن ــــ اُن آتشبازوں کے پاس بیٹھنے والا بھی خاکستر بن جاتا ہے ــــ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قریبی کے فریب سے محفوظ فرمائے! آمین!

بجاہِ نبیِّ الامین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ۞

---

[۱] [۲] شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور (امام سیوطی) ص ۱۳۰

اعجازِ نبوّت

قرآن کی روشنی میں

یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ انبیاءِ علیہم السّلام کے معجزات ہوں ــــ یا اولیاء اللہ کی کرامات، ان میں قدرتِ خُداوندی کارفرما ہوتی ہے ــ یہی وجہ ہے کہ ــ اللہ والوں کے اشاروں پر ــــ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے ایسے ایسے محیّر العقول واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں، جو ادراکِ انسانی کی دسترس سے باہر ہیں۔

اور عقل و خرد ان کا سُراغ لگانے سے قاصر ہے ــــ جب ایسا ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وُہ ایسے واقعات کا صرف اس وجہ سے انکار کردے کہ یہ اسکی عقل و دانش کی کسوٹی پر پورے نہیں اُترتے۔

آئیے! ان امُور کے بارے میں قرآنِ عزیز سے دریافت کریں، تاکہ یقین کی دولتِ بے پایاں نصیب ہو۔

آیت نمبر ۱: ــــــــ اعجازِ عیسیٰ علیہ السّلام:

اللہ ربّ العزّت نے قرآنِ مجید میں حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا ۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَ اُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی

بِاِذْنِ اللّٰہِ

(پارہ ۳ سورۂ آلِ عمران آیت ۴۹)

ترجمہ: "میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اُس (بے جان صورت) میں تو وُہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے' اور میں تندرست کر دیتا ہوں، مادرزاد اندھے اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے"۔

مندرجہ بالا آیتِ مُبارکہ میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا ذکر ہے۔ ــــ آپ نے بنی اسرائیل کے سامنے اعلان فرمایا کہ میں گیلی مٹی سے پرندے کی سی شکل وصُورت بناتا ہوں ــــ اور پھر اس میں پھونکتا ہوں تو وُہ پرندہ بن کر اُڑ جاتی ہے ــــ اور میں اللہ کے اِذن سے مُردے زندہ کرتا ہوں۔

مفسرِ قرآن علامہ سید محمد نعیم الدین مُراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کے عرض کرنے پر مٹی چمگادڑ کی صُورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وُہ اُڑنے لگی ــــ چمگادڑ کی خصُوصیت یہ ہے کہ وُہ اُڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے ــــ اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ ــــ کیوں کہ وُہ بغیر پَر کے اُڑتی ہے ــــ اور دانت رکھتی ہے ــــ ہنستی ہے ــــ اور اس کی مادہ کے چھاتی ہوتی ہے ــــ اور بچہ جنتی ہے' باوجودیکہ اُڑنے والے جانوروں میں یہ باتیں نہیں ہیں [۱]

مُردے زندہ کرنا: درجِ بالا آیت میں مُردوں کو زندہ کرنے کا ذکر بھی موجود ہے ــــ اس بارے میں سند المفسّرین حضرت

[۱] : تفسیر خزائن العرفان ص ۸۲ تفسیر نور العرفان ص ۸۸ تفسیر الحسنات جلد اوّل ص ۵۳۱ ؎

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ــــ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار مُردے زندہ کئے ــــ ایک عازر جس کو آپ کے ساتھ عقیدت تھی، جب اُسکی حالت غیر ہوئی تو اُس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی۔ ــــ مگر وُہ آپ سے تین روز کی مُسافت کے فاصلے پر تھا ــــ جب آپ تین روز میں وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اُس کے انتقال کو تین روز ہو چکے ہیں ــــ آپ نے اس کی بہن سے فرمایا، ہمیں اس کی قبر پر لے چل، وُہ لے گئی ــــ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، عازر باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا ــــ اور مدّت تک زندہ رہا اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔

(۲) دوسرا ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ حضرت کے سامنے جا رہا تھا۔ ــــ آپ نے اس کے لئے دُعا فرمائی وُہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھوں سے اُتر پڑا ــــ کپڑے پہنے، گھر آیا، زندہ رہا اور اولاد ہوئی۔

(۳) ایک عاشر (چُنگی محصول والے) کی لڑکی شام کو مری ــــ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے اُسے زندہ فرمایا۔

(۴) چوتھے حضرت سام بن نوح علیہ السلام ہیں ــــ جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے ــــ لوگوں نے خواہش کی کہ آپ اُن کو زندہ کریں ــــ آپ اُن کی نشان دہی سے اُن کی قبر پر پہنچے ــــ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی ــــ حضرت سام نے "زندہ ہوتے ہوئے" سُنا کوئی کہنے والا کہتا ہے ــــ اَجِبْ رُوحَ اللّٰہِ ــــ (عیسیٰ رُوح اللہ کا جواب دو) ــــ یہ سُنتے ہی وُہ مرعوب اور خوف زدہ اُٹھ کھڑے ہوئے ــــ اور اُنہیں گمان ہوا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے ــــ اس ہول سے اُن کا نصف سر سفید ہو گیا ــــ پھر وُہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ــــ اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ

انہیں سکراتِ موت تکلیف نہ ہو — اور انہیں واپس کیا جائے — چنانچہ اسی وقت اُن کا انتقال ہوگیا [۱]

ارشادِ باری ہے

آیت نمبر ۲ :

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ

(پارہ ۷، سورۂ مائدہ آیت ۱۱۰)

ترجمہ: "اور جب تو زندہ کر کے نکالا کرتا تھا مُردوں کو میرے اذن سے"

علامہ ابنِ کثیر اس آیت کے ضمن میں یوں رقمطراز ہیں۔

تَدْعُوْهُمْ فَیَقُوْمُوْنَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ

بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَاِرَادَتِهٖ

وَمَشِیْئَتِهٖ [۲]

ترجمہ: تم مردوں کو بلاتے تھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی قدرت و ارادے اور اس کی مشیت سے اپنی قبروں سے کھڑے ہو جاتے۔

اُوپر درج آیات کی تفسیر سے یہ اَمر واضح ہو گیا کہ موت کے بعد حیات کے فلسفے پر قرآن شاہد ہے — جس کا انکار علامتِ نفاق کے سوا کچھ نہیں — اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کی جنبشِ لب سے مردوں کو زندگی ملتی ہے — اور پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بعد از وصال مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو جائیں۔

خاک منہ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین، مِلی خاک میں عزّت تیری

---

[۱] : تفسیر خزائن العرفان ص ۸۲ تفسیر مظہری ج ۲ ص ۵۲ تفسیر الحسنات ج اوّل ص ۵۳۲ نور العرفان ص ۸۸

[۲] : تفسیر ابنِ کثیر ج ۲ ص ۱۱۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان سن اشاعت ۱۹۸۱ء

آیت نمبر ۳ : ——— اعجازِ خلیل اللہ علیہ السلام :

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام
نے بارگاہِ ایزدی میں سوال کیا جس کو اللہ ربّ العزّت نے اپنی پاک کتاب میں یُوں ارشاد فرمایا ہے ۔

——— وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ———

(پارہ ۳ ۔ سورہ بقرہ آیت ۲۶۰)

ترجمہ : " اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیمؑ نے ، اے میرے پروردگار دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ کرتا ہے مُردوں کو "

مفسّرین عظام فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے ایک نعش پڑی ہوئی ہے ——— جب پانی چڑھتا تو اس نعش کو مچھلیاں وغیرہ کھاتیں ——— اور جب پانی اُترتا تو اُسے جنگل کے درندے کھاتے ——— حضرت خلیلؑ اللہ نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ مُردے زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں ——— تب آپ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا ۔

ابنِ جُبیرؒ : حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا خلیل بنا لیا ——— " اور عالم بالا میں اعلان فرمایا ——— وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ؂ ——— تو حضرت ملک الموت اللہ تعالیٰ سے اِذن لے کر آپ کو بشارت سُنانے آئے ——— آپ نے بشارت سُن کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی ۔ اور ملک الموت سے

؂ : پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۱۲۵ - ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا گہرا دوست بنایا ؛

فرمایا کہ اس بات کی علامت کیا ہے؟ ـــــ فرشتے نے عرض کیا۔

ـــــ اِنَّ اللّٰهَ يُجِيبُ دُعَاءَكَ وَيُحْيِ الْمَوْتٰى بِسُؤَالِكَ[1] ـــــ

"کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دُعا قبول فرمائے گا اور آپ کے سوال پر مُردے زندہ کرے گا"

ـــــ تو اس پر آپ نے مذکورہ بالا سوال کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ سوال کیا تو خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا۔

اے ابراہیم ـــــ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ[2] ـــــ کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ[3]

یقین تو ہے لیکن (یہ سوال اس لئے کر رہا ہوں) تاکہ مطمئن ہو جائے میرا دل ـــــ

مقصدِ سوال: یہ امر اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْس ہے کہ اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے اس کو ابراہیم علیہ السلام کے کمالِ ایمان و یقین کا علم تھا

ـــــ باوجود اس کے یہ ارشاد فرمانا ـــــ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ـــــ کیا تجھے یقین نہیں ـــــ

محض اسلئے تھا کہ سامعین کو سوال کا مقصد معلوم ہو جائے ـــــ اور وہ جان لیں کہ یہ سوال

کسی شک و شبہ کی بنا پر نہ تھا ـــــ بلکہ ـــــ عِلْمُ الْيَقِيْن ـــــ سے ترقی کر کے ـــــ

عَيْنُ الْيَقِيْن ـــــ کا درجہ حاصل کرنا مقصود تھا[4]

صاحبِ تفسیرِ مظہری لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ پاک ہے۔

ـــــ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ ـــــ

ـــــ کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہوتی ـــــ

---

[1]: تفسیر مظہری ج اوّل ص ۳۷۰ تفسیر خازن ج اوّل ص ۲۰۴

[2]: پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۰۔ [3]: ایضاً

[4]: خزائن العرفان، تفسیر الحسنات بحوالہ بیضاوی و جمل

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا — تو رب السموٰت والارضین نے ارشاد فرمایا — اے ابراہیمؑ —

فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت ۲۶۰)

ترجمہ: "تو پکڑ چار پرندے پھر مانوس کر لے انہیں اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا، پھر بلا اُنہیں، چلے آئیں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔"

● حضرت مجاہد — جناب عطاء بن رباح — اور ابن جریج رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ وہ چار پرندے یہ تھے — مور — مرغ — کبوتر — کوا — (مظہری ج ۱ ص ۳۷۲)

● مندرجہ بالا آیت کے ضمن میں ضیاء الامتؒ یوں رقمطراز ہیں — کہ — اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ کرانے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندے لیں اور اُنہیں ذبح کرکے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کریں — اور پھر انہیں آپس میں ملا دیں۔

— — پھر ان ملی جلی بوٹیوں کے چار حصّے کرلیں — اور ایک ایک حصّہ ایک ایک پہاڑی پر رکھیں — پھر ان کو اپنی طرف بلائیں اور اپنے رب کی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ کریں — حضرتِ خلیلؑ نے ایسا کرکے ان پرندوں کو بلایا تو آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ متفرق بوٹیاں اکٹھی ہوئیں — بکھرے ہوئے پر جمع ہو گئے — اور وہ پرندے پھڑپھڑاتے ہوئے جلدی جلدی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ، اپنے محبوبوں کی زبان میں اعلیٰ ترین تاثیر پیدا فرما دیتا ہے۔ کہ ان کے پکارنے سے مردہ جسموں میں زندگی لوٹ آتی ہے، اور واقعہ مذکور حیات بعد الموت کی روشن ترین دلیل ہے ــــ منکرینِ حیاتِ مُقبلاں ان امور پر بار بار غور کریں اور سوچیں کہ مُخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم سے وہ کس قدر دُور جا چکے ہیں۔

حضرت عُزیر علیہ السلام : بنی اسرائیل کی نافرمانیاں ــــ پیغمبروں کی گُستاخیاں ــــ اور بے اعتدالیاں، جب حد سے تجاوز کر گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر ذلّت کا عذاب نازل فرمایا کہ بُخت نصر بابلی کو اُن پر مسلط فرمایا ــــ بُخت نصر نے بیتُ المقدس پر لاکھوں کی تعداد میں فوج لے کر چڑھائی کر دی ــــ اور بنی اسرائیل کو تہہ تیغ کیا باقی ماندہ کو قیدی بنا کر ساتھ لے گیا ــــ اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔

جب عُزیر علیہ السلام وہاں سے گزرے تمام شہر میں پھرے اور آپ کو کوئی آدمی نظر نہ آیا ــــ عمارتیں منہدم ہو چکی تھیں ــــ اور ہر سو ویرانی کی حکمرانی تھی، تو آپ نے تعجب سے کہا۔

آیت نمبر ۴ : ــــ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ــــ

کیونکہ زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک ہونے کے بعد۔

ــــ حضرت عُزیر علیہ السلام کا جب اس اُجڑے ہوئے شہر پر گزر ہوا تو آپ کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس برباد و ویران اور تاخت و تاراج شدہ شہر کو اللہ تعالیٰ کیونکر از سرِ نو آباد فرمائے گا۔

— آپ درازگوش (گدھا) پر سوار تھے — آپ کے پاس ایک برتن میں کچھ کھجوریں — اور ایک پیالہ میں انگور کا رس تھا — آپ نے شہر سے باہر نکل کر ایک جگہ آرام فرمانے کا ارادہ فرمایا — درازگوش کو ایک جگہ باندھ کر کھانا اور پانی اپنے قریب رکھ کر بغرضِ استراحت لیٹ گئے — اور اسی حالت میں آپ کی رُوح قبض کر لی گئی — اور اسی حالت میں پورے سو سال گزر گئے۔

آپ کی رُوح قبض ہونے کے ستّر سال بعد اللہ تعالیٰ نے شاہانِ فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلّط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیتُ المقدّس پہنچا — اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا — اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے — اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا — اور بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد برابر بڑھتی رہی — اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عُزیر علیہ السّلام کو دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا — اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا — اور جب آپ کی وفات کو ۱۰۰ سال گزر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رُوح واپس لوٹائی — اور آپ سے پوچھا۔

قَالَ کَمْ لَبِثْتَ ط — فرمایا کتنی مُدّت تو یہاں ٹھہرا رہا۔

قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ط — آپ نے جواب میں عرض کیا میں ٹھہرا رہا ہوں گا ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ۔

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ — اللہ تعالیٰ نے فرمایا' نہیں بلکہ ٹھہرا رہا ہے تو سو سال

فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ — اب (ذرا) دیکھ اپنے کھانے

وَشَرَابِکَ — اور پینے (کے سامان) کی طرف

لَمْ یَتَسَنَّہْ ــــــــ یہ باسی نہیں ہوا

وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ ــــــــ اور دیکھ اپنے گدھے کی طرف

وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ ــــــــ اور یہ سب اسلیئے کہ ہم بنائیں تجھے نشان لوگوں کے لئے

وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا ــــــــ اور دیکھ (اپنے گدھے) کی اُن ہڈیوں کو کہ ہم کیسے جوڑتے ہیں انہیں

ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا ــــــــ پھر (کیسے) پہناتے ہیں انہیں گوشت

(پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت ۱۵۹)

ــــ خیال رہے کہ یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا ــــ اور جب آپ سوئے تو صبح کا وقت تھا ــــ اسلیئے آپ نے اندازاً ــــ یَوْمًا اَوْبَعْدَ یَوْمٍ ــــ (ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ) فرمایا۔

ــــ جب آپ نے کھانے اور پانی کیطرف دیکھا تو وُہ بالکل تازہ تھا ــــ حالانکہ یہ چیزیں عام طور پر چند گھنٹے گزر جانے کے بعد بدبودار ہو جاتی ہیں۔

ــــ جب آپ نے اپنے گدھے کی طرف دیکھا تو وُہ مَر چکا تھا ــــ اور اس کا گوشت پوست گل سڑ گیا تھا ــــ اور اس کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں ــــ پھر آپ کی نگاہ کے سامنے اِس کے اعضاء جمع ہوئے ــــ آنِ واحد میں اُن سفید ہڈیوں پر گوشت چڑھا ــــ گوشت پر کھال آئی ــــ اور کھال پر بال نکلے ــــ پھر اس میں روح پھونکی ــــ وُہ اُٹھ کھڑا ہوا ــــ اور آواز کرنے لگا۔

ــــ حضرت عزیر علیہ السلام نے جب ان تمام اُمور کا بچشمِ خود مشاہدہ فرمایا اور عین الیقین کا مقام حاصل کیا ــــ تو کہنے لگے ــــ

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ــــــــ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب

—— کچھ جانتا ہے۔

—— اوپر درج آیت مقدسہ کی تفسیر سے یہ امر واضح ہو گیا —— کہ زمین انبیاء کے جسموں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی —— اور بنی اسرائیل جب دوبارہ بیت المقدس میں آکر آباد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے —— حضرت عزیر علیہ السلام کو اُن کی نظروں سے پوشیدہ رکھا۔

قابلِ غور امر یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت جناب عزیر علیہ السلام کو اُنکی فوج سے پوشیدہ رکھ سکتا ہے —— تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو —— اور آپ کے برگزیدہ اُمتیوں کو حیاتِ برزخ عطا فرمانے کے بعد ہماری نگاہوں سے کیوں پوشیدہ نہیں رکھ سکتا —— معلوم یہ ہوتا ہے کہ منکرینِ حیاتِ اہلُ اللہ کا ایمان کے ساتھ ساتھ عقل وخرد کا جنازہ بھی نکل چکا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام : حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں عامیل نامی ایک شخص جو بہت زیادہ مالدار تھا —— اس کے چچا زاد بھائی نے مال ودولت اور وراثت کے لالچ میں آکر اُسے قتل کر دیا —— اور اس کی لاش کو اٹھا کر دُوسری بستی کے دروازے پر پھینک آیا —— اور صبح کو خود ہی اس کے خون کا مدّعی بنا —— وہاں کے لوگوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقتِ حال ظاہر فرمائے[۱] قرآنِ مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ یوں ہے۔

آیت نمبر ۵ :

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا ؕ —— اور یاد کرو کہ جب قتل کر ڈالا تھا تم نے
وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ —— ایک شخص کو پھر تم ایک دوسرے پر قتل کا

(پارہ اوّل سورۂ بقرہ آیت ۷۲) ـــــ الزام لگانے لگے، اور اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے ـــــ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ـــــ

آیت نمبر ۶ :
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ ـــــ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ
تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً ؕ ـــــ ذبح کرو ایک گائے۔

یہ سُن کر انہوں نے جناب کلیم اللہ علیہ السلام پر طرح طرح کے سوالات کیے کہ وُہ گائے کیسی ہے ہو ـــــ کس عُمر کی ہو ـــــ کس رنگ کی ہو ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کو اس گائے کے اوصاف بتاتے گئے ـــــ اور اُن کے لئے پابندیاں بڑھتی گئیں ـــــ حدیث شریف میں ہے کہ اگر بنی اسرائیل بحث نہ کرتے تو جو بھی گائے ذبح کر دیتے کافی ہو جاتی۔

ایک یتیم کی گائے : مفسّرین نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نیکو کار آدمی تھا۔ اس کا ایک معصوم بچّہ تھا ـــــ اور اس کے پاس ایک بچھیا تھی ـــــ جب وُہ فوت ہونے لگا تو اُس نے دُعا کی ـــــ اَے بارِالٰہ اس ننھے بچے کے لئے میں یہ بچھیا تیرے پاس امانت رکھتا ہوں ـــــ اور اس بچّے کو تیرے سپُرد کرتا ہوں ـــــ پھر اس بچھیا کو جنگل میں چھوڑ دیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نیک بندے کی عرض کو قبول فرمایا ـــــ اور بچھیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پلتی رہی ـــــ جب یہ بچّہ جوان ہو گیا تو اس جنگل میں گیا جہاں وُہ گائے چرا کرتی تھی ـــــ اپنے مالک کی آواز سُنتے ہی وُہ گائے اس کے پاس آگئی ـــــ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مخصوص حلیہ والی گائے کی تلاش

لہ : خزائن العرفان

شروع کی تو ان تمام صفات سے متصف صرف وُہی گائے ملی جو اس نیک بندے کے لڑکے کے پاس تھی ۔۔۔

۔۔۔ بنی اسرائیل نے اُس سے مُنہ مانگی قیمت اَدا کی اور وُہ گائے خرید کی (ضیاء القرآن)

۔۔۔ ارشادِ خداوندی ہے ۔۔۔

آیت ۷ : فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۔۔۔ "تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو
كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۔۔۔ گائے کے کسی ٹکڑے سے (دیکھا) یوں
وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔۔۔ زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور
(پارہ اوّل بقرہ آیت ۷۳) ۔۔۔ دکھاتا ہے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں
۔۔۔ کہ شاید تم سمجھ جاؤ"

۔۔۔ بنی اسرائیل نے وہ گائے ذبح کر کے اس کے کسی عضو سے مُردہ کو مارا وہ بحکمِ الٰہی زندہ ہو گیا ۔۔۔ اس کے حلق سے خُون کے فوارے جاری تھے ۔۔۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی کو اپنا قاتل بتایا ۔۔۔ اب اس کو بھی اقرار کرنا پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصاص کا حکم فرمایا [1]

۔۔۔ اس قرآنی واقعہ ۔۔۔ جو قدرتِ خداوندی کا کرشمہ اور موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے، اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ جس چیز کا تعلّق بندگانِ خدا سے ہوتا ہے اُس کی قدر و منزلت کا اندازہ ان کی ہم مثل چیزوں سے نہیں لگایا جا سکتا۔ ۔۔۔ اگر ذبیحہ گائے کے جسم کے ٹکڑوں سے مُردے زندہ ہو جایا کرتے تو آج کرۂ ارض پر کوئی قبرستان نہ ہوتا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے اپنی قدرتِ کاملہ کی لوگوں کو ایک روشن ترین نشانی دکھائی ۔۔۔ کہ خدا تعالیٰ ہر چیز

---

[1] : خزائن العرفان ۔

پر قادر ہے ___ اور وہ ربِ قدیر اس پر بھی قادر ہے کہ اپنے بندوں کو برزخی زندگی میں آنے، جانے ___ اور دیکھنے سُننے کی قوت بھی عطا فرمائے۔

___ حیرت اس بات پر ہے کہ مُعاندین کو ان مسائل میں اس قدر "ضد" اور کد کیوں ہے؟ ___ ہم تو انہیں صرف یہی مشورہ دے سکتے ہیں ___ کہ بھلے مانسو! قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کو غور سے پڑھو! اور سمجھنے کی کوشش کرو ___ اور آتشِ عناد سے اپنے دل و دماغ کو جلانے کی بجائے ___ اپنے اندر عقیدت اور محبتِ رسولؐ پیدا کرو! تاکہ قلب و نظر میں ہمیشہ ٹھنڈک رہے ___ اور اطمینان و سکون کی دولت نصیب ہو ___

آخری رسولؐ کا اعجاز

لب زُلالِ چشمۂ کُن میں گندھے وقتِ خمیر
مُردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دُشوار ہے

علامہ ابن شاہین نے — "الناسخ والمنسوخ" میں — حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے — "السابق واللاحق" میں — امام دارقطنی اور امام ابن عساکر کا کلام — "غرائب مالک" — میں — ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ آخری حج کیا — اور آپ حجون کی گھاٹی سے نہایت غمزدہ حالت میں تشریف لاکر میرے پاس سے گزرے — اور پھر آپ نیچے اُتر کر طویل وقت تک وہاں قیام پذیر رہے — اور پھر جب آپ وہاں سے لوٹ کر واپس میرے پاس تشریف لائے تو آپ نہایت شادمان و شگفتہ خاطر تھے — اور آپ کے پاک ہونٹوں پر تبسم کھیل رہا تھا — فرماتی ہیں میں نے آپ سے اس خوشی و انبساط کے متعلق دریافت کیا — تو آپ نے فرمایا —

ذَهَبْتُ لِقَبْرِ اُمِّي فَسَأَلْتُ اللّٰهَ — کہ میں اپنی والدہ ماجدہ (جناب آمنہؓ) کی اَنْ يُحْيِيَهَا فَاَحْيَاهَا فَاٰمَنَتْ لِي — قبر پر جاکر اللہ تعالیٰ سے ان کو زندہ کرنے کی وَرَدَّهَا اللّٰهُ۔ — دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا

مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ صفحہ ۲۹ امام جلال الدین سیوطی } ـــــ اور وہ مجھ پر ایمان لے آئیں پھر اللہ ـــــ نے انہیں واپس بلا لیا۔

حضورؐ کی خاطر: علامہ ناصر الدین بن منیر مالکی ـــــ "المقتفی فی شرف المصطفیٰ" ـــــ میں رقمطراز ہیں۔

قَدْ وَقَعَ لِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ـــــ کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے
اَحْیَاءُ الْمَوْتیٰ نَظِیْرُ مَا وَقَعَ لِعِیْسَی ابْنِ ـــــ مُردوں کو زندہ کیا گیا، جیسا کہ حضرت
مَرْیَمَ (ایضاً) ـــــ عیسیٰ بن مریم کے لیے کیا گیا تھا۔

علامہ ابن منیرؒ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر لکھتے ہیں ـــــ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضورؐ میں دُعا کی ـــــ کہ میرے والدین کو زندہ کیا جائے۔

فَاَحْیَاھُمَا لَہٗ فَاٰمَنَا بِہٖ ـــــ تو اللہ تعالیٰ نے آپکی خاطر آپکے والدین کریمین کو زندہ
وَصَدَّقَا وَمَاتَا مُؤْمِنِیْنَ ـــــ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور
(مسالک الحنفاء ص ۳۹) ـــــ حالتِ ایمان میں دارِ بقا کیطرف منتقل ہوئے۔

امام قرطبی: جناب امام ابو عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا اپنے قاتل کے متعلق اطلاع دینے کا ذکر موجود ہے ـــــ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مُردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے ـــــ اور اسی طرح ـــــ

اَحْیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ جَمَاعَۃً مِّنَ الْمَوْتیٰ ـــــ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ص ۳۰) ـــــ کے ہاتھوں پر مُردوں کی ایک جماعت کو
ـــــ زندہ فرمایا۔

حافظ شمس دمشقی: حضرت حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب — مورد الصادی فی مولد الہادی" — میں — اشعار کی زبان میں یوں رقمطراز ہیں۔

حَبَا اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ
عَلٰی فَضْلٍ وَّ کَانَ بِہٖ رَءُوْفًا

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مزید فضل وکرم فرمائے، وہ آپ پر بڑا مہربان ہے۔

فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبُوْہُ
لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَّطِیْفًا

اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں یہ اس کا آپ پر بڑا ہی لطیف فضل ہے۔

ابن قدامہ حنبلی: حضرت امام مُوَفَّق الدین بن قُدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ قَذَفَ اُمَّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قُتِلَ مُسْلِمًا کَانَ اَوْ کَافِرًا۔ (ایضًا)

جو شخص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ پر شرک وغیرہ کی اتہام تراشی کرتا ہے اُسے قتل کیا جائے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

— حضرات! ابن شاہینؒ — خطیب بغدادیؒ — امام دار قطنیؒ — امام ابن عساکرؒ — ابن منیر مالکیؒ — امام قرطبیؒ — حافظ شمس الدینؒ دمشقی — ابن قدامہ حنبلی کی تحقیق کے سامنے والدین رسولؐ کو کافر ومشرک کہنے والوں کی کیا حیثیت ہے — "چہ نسبت خاک رابعالم پاک" — ان لوگوں کو کافر ومشرک کہنے

کے لئے دو ہی ہستیاں ملی ہیں — ایک نبی پاک کا والد — ایک علی شہباز کا والد — کفر و شرک کی دنیا آباد کرنے والے — سنتوں کو بدعتیں کہنے والے — ایمان و یقین اور عشق و محبت کی دنیا سے بہت دور جا چکے ہیں — ان کی دنیا میں دنگا، فساد — لڑائی مار کٹائی — شور و شغب — ہنگامہ، بلوا — غل غپاڑہ کے سوا کچھ نہیں —

ہر وہ بات جس میں سرکار کی عظمتوں کے نشان ہوں — اس کا انکار کرنا ان کے مسلک کی جان ہے —

ماں — باپ — اور چچا :

حضرت شیخ الاسلام امام شہاب الدین احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۹۷۴ھ) — اپنی عظیم الشان

کتاب — "اَلنِّعْمَةُ الْكُبْرٰى عَلَى الْعَالَمِ فِيْ مَوْلِدِ سَيِّدِ وُلْدِ آدَمَ" — میں قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں ۔

وَمِنْ مُعْجِزَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَاءُ الْمَوْتٰى وَكَلَامُهُمْ مَعَهٗ فِي الْخَبَرِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْيٰى لَهٗ اَبَوَيْهِ وَعَمَّهٗ اَبَا طَالِبٍ فَاٰمَنَا بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — (وَذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي التَّذْكِرَةِ)

ترجمہ: حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات میں مردوں کے زندہ کرنا اور ان کا آپ سے کلام کرنا بھی شامل ہے — حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اور چچا ابو طالب کو حضور کی بدولت زندہ کر دیا گیا اور آپ پر ایمان لائے ۔

(امام قرطبی نے تذکرہ میں اس کا ذکر کیا ہے) — (النعمۃ الکبریٰ ص ۱۹)

— مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ امر مکمل طور پر واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے پیارے پیغمبروں کو ایسے ایسے معجزات سے نوازا ہے کہ ان کی معمولی توجہ سے مُردوں کو زندگی عطا ہوتی ہے ـــــ اور جس کے الطاف و التفات سے بے جان جسموں میں جان آجائے ـــــ جن کے اشارۂ اُبرو سے ایک پوری جماعت موت کے بعد زندگی حاصل کرے ـــــ ان کے پاک اجساد و اجسام کو مٹی کے ڈھیر سے تعبیر کرنا پرلے درجے کی منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔

خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
مِٹ گیا دین، ملی خاک میں عزت تیری

آیت نمبر ۸ : ـــــ پیغمبروں سے پوچھئے:

مندرجہ ذیل آیتِ مبارکہ پر نہایت توجہ سے نظر ڈالیں۔ کئی مسائل خود بخود حل ہوجائیں گے ـــــ ارشادِ کبریا ہے۔ ـــــ

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ
اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۔

(پارہ ۲۵ سورۂ زخرف آیت ۴۵)

ترجمہ: " اور آپ پوچھئے اُن (تمام) پیغمبروں سے جنہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے، کیا ہم نے بنائے ہیں (خدائے) رحمٰن کے علاوہ اور خدا تا کہ اُنکی پوجا کی جائے۔"

ـــــ یعنی اے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ـــــ خدائے ذُوالمنن، واحد و لاشریک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ـــــ اور نہ ہی کوئی ایسا معزز کیا گیا ہے، کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے ـــــ اور یہ بات اُن تمام انبیاء علیہم السلام سے پوچھ لو! جو آپ سے پہلے مبعوث کئے گئے ہیں۔

—— برادرانِ اسلام ! —— اس آیتِ مبارکہ اور اس کے ترجمہ پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالیں —— اور غور فرمائیں تو آپ پر یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جائے گی کہ انبیائے کرام علیہم السلام عالمِ برزخ میں زندہ نہ ہوتے —— تو سننے اور جواب دینے کی قدرت نہ رکھتے ہوتے، تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب —— سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبیوں اور رسولوں سے دریافت کرنے کا حکم نہ فرماتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و رُسل اپنے مراقد میں زندہ ہیں —— اور قدرت سماع وفہم اور جواب دینے کی استطاعت بھی رکھتے ہیں ۔

حضورؑ نے فرمایا :

مذکورہ بالا آیت کے ضمن میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کا خلاصہ یوں ہے کہ ——

شبِ معراج سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور جب حضور نماز سے فارغ ہوئے —— تو جبریلِ امین نے عرض کیا —— اے سرورِ عالم ! اپنے سے پہلے نبیوں سے دریافت فرمایئے —— کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کی عبادت کی اجازت فرمائی —— تو آپ نے فرمایا ۔

لَا اَسْئَلُ لِاَنِّیْ لَسْتُ شَاکًا فِیْہِ —— (اس اَمر کے بارے) میں نہیں پوچھتا —— کیونکہ مجھے اس میں کوئی کسی قسم کا شک نہیں (تفسیر خازن)

—— صاحب نور العرفان حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ —— اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سُنتے ہیں —— بلکہ جواب بھی دیتے ہیں —— کیونکہ حضور سے فرمایا گیا کہ آپ اپنے پہلے انبیاء سے پوچھیں —— اور پوچھا اسی سے جاتا ہے —— جو سُنے اور جواب دے —— یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء بعد وفات، عالم کی سیر کرتے اور ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں —— نہ وہ مُردہ ہیں —— اور نہ وہ اپنی قبروں میں نظر بند ہیں ۔ (نور العرفان ص ۷۸۵)

آیت نمبر ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ : اللہ پاک فرماتا ہے :

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ

{ پارہ ۳۰ سورۃ النّٰزعات آیت ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ }

ترجمہ : "قسم ہے اُن (نفوس قدسیہ) کی کہ سختی سے جان کھینچیں، اور نرمی سے بند کھولیں، اور آسانی سے تیریں، پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں، پھر کام کی تدبیر کریں"

—— مفسّرینِ کرام نے مذکورہ صفات کو فرشتوں کے علاوہ نفوس کاملہ اور ارواح فاضلہ پر بھی منطبق فرمایا ہے —— اور اُن کے لئے موت وحیات، ہر دو حالت میں مخلوق کے اُمور کی تدبیر کا منصب تسلیم کیا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ نفوس قدسہ کو جبریل —— عزرائیل —— میکائیل —— اسرافیل علیہم السلام کی مانند کائنات پر اطلاع بھی ہے —— اور اُن میں —— باذنِ باری —— تدبیر و تصرُّف کی قدرت بھی ہے ——

شاہ عبدالعزیزؒ :

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ —— وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا —— سے مراد اہلِ سلوک کے دل ہیں —— جو اپنے سرکش اور امّارہ نفوس کو —— "جو خواہشات کی اتباع میں مستغرق رہتے ہیں" —— زبردستی کھینچ کر اتباعِ شرع اور راہِ سلوک پر گامزن کرتے ہیں ——

وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا —— سے مراد بھی بارگاہِ خداوندی کے وصول و حصول کی خواہش و آرزو رکھنے والے مقدّس دل ہیں۔

وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ـــــ سے مراد بھی دریائے معرفت میں شناوری کرنیوالے دل ہیں۔

وَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ـــــ سے مراد بھی واصلین کے دل ہیں، جو سلوک کی منزلوں کو طے کر کے قرب و وصول کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں اور قرب و وصول کے میدانوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے درپے ہیں۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ـــــ سے مراد کامل و مکمل دل ہیں ـــ جو مرتبۂ وصول تک رسائی حاصل کرنے کے بعد اور فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ سے مشرف ہو کر مخلوق کو خالق سے ملانے ـــ اور انہیں پستی سے بلندی کیطرف لیجانے کے درپے ہوتے ہیں

(جلاء الصدور ص ۷۶ (بحوالہ) فتح العزیز پارہ ۳۰ ص ۲۳)

علامہ آلوسی : حضرت علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیات کے ضمن میں اپنی معرکۃ الآرا تفسیر روح المعانی میں ارقام فرماتے ہیں ـــ کہ نفوس کاملہ کے بعد از وفات اس جہان میں مختلف آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔

فَقَدْ یَرَی الْمَرْءُ شَیْخَہٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ ـــــ جیسا کہ کبھی ایک شخص اپنے شیخ کو وصال فَیُرْشِدُہٗ یَھُمُّہٗ ـــــ کے بعد دیکھتا ہے کہ وہ اُس کو اہم امور میں رہنمائی فرما رہے ہیں۔

جالینوس : جالینوس سے منقول ہے کہ اُسے ایک ایسا مرض لاحق ہوگیا ـــ جس سے تمام حکماء و اطباء عاجز آگئے۔

فَوَصَفَ لَہٗ فِیْ مَنَامِہٖ عِلَاجَہٗ ـــــ تو اُسے خواب میں علاج بتا دیا گیا، جب بیدار فَاَفَاقَ وَفَعَلَہٗ فَاَفَاقَ۔ ـــــ ہوا تو اُس نے وہ علاج کر کے صحت پائی۔

امام غزالی : امام آلوسی بغدادی ـــ امام غزالی کے حوالے سے رقمطراز ہیں ـــ فرماتے ہیں ـــ جیساکہ کہا گیا ہے۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ [1] ـــ کہ جب تم مشکلات میں گھر جاؤ ـــ اور راہِ نجات نہ پاؤ تو اہلِ قبور (یعنی ـــ فوت شدہ بزرگانِ دین) کے پاس جاؤ ـــ اور اُن سے پاؤ۔

ـــ فرماتے ہیں۔

وَلَاشَکَّ فِیْ اَنَّہٗ یَحْصُلُ لِزَائِرِہِمْ مَدَدٌ رُوْحَانِیٌّ بِبَرَکَتِہِمْ۔ ـــ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن کی بارگاہ ـــ میں حاضری دینے والوں کو اُنکی روحانی ـــ امداد نصیب ہوتی ہے۔

وَکَثِیْرًا مَّا تَنْحَلُّ عُقَدُ الْاُمُوْرِ بِاَنَامِلِ التَّوَسُّلِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِحُرْمَتِہِمْ۔ ـــ بسا اوقات بارگاہِ خداوندی میں اُنکی ـــ حرمت و عزت کا واسطہ دینا مشکل کشائی ـــ کا موجب بن جاتا ہے۔

ابدی حیات : بعض مفسرینِ کرام کے نزدیک وہ زندہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے ـــ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ـــ (مرجاؤ اِس سے پہلے کہ تمہیں موت آجائے) پر عمل کرکے اپنے آپ کو ارادی اور اختیاری موت سے مار کر ابدی اور غیر فانی حیات حاصل کرلی ہے۔

وصال کے بعد : سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ آلوسی آگے آگے چل کر فرماتے ہیں۔

---

[1] : بعد علماء نے اس کو حدیث کہا ہے مگر آلوسی فرماتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے ؛

لَا یَنْبَغِی التَّوَقُّفُ فِی — اس بات میں توقف و تردد کی کوئی گنجائش نہیں

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَدْ یُکْرِمُ — کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو وصال کے بعد بھی

مَنْ شَاءَ مِنْ اَوْلِیَاءِہٖ — کرامتوں سے نوازتا ہے

بَعْدَ الْمَوْتِ کَمَا یُکْرِمُہٗ — جیسا کہ (ظاہری) حالتِ حیات میں

قَبْلَہٗ بِمَا شَاءَ۔ — جس طرح چاہتا ہے

اور کبھی —

فَیُبْرِیُٔ سُبْحَانَہُ الْمَرِیْضَ — اور کبھی مریض کو ان کے ہاتھ پر بطور کرامت شفا بخشتا ہے

وَ یُنْقِذُ الْغَرِیْقَ — اور کبھی کسی کو غرق ہونے سے بچاتا ہے

وَ یَنْصُرُ عَلَی الْعَدُوِّ — اور کبھی دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے

وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ — تو کبھی ان کے عرض کرنے پر بارش برساتا ہے

(روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۸)

مندرجہ بالا آیات کی تفسیر سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی — کہ انبیاء و شہداء اور اولیاء اللہ کی برزخی زندگی میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں — اور اللہ تعالیٰ اُن کو بعد از انتقال بھی کرامتوں سے ایسے ہی نوازتا ہے جیسے حیات ناسوتی میں۔

جناب تھانوی صاحب: جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنے مختصر رسالے — "المولد البرزخی"[۱] — میں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں — کہ —

[۱]: المولد البرزخی — ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو کتاب نور الصدور۔ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی کے آخر میں صفحہ نمبر ۱۶۳ سے صفحہ نمبر ۱۷۳ تک ہے ؛

اِنتقالُ مِنْ عالَمٍ اِلیٰ عالَمٍ ـــــ ایک عالم سے دوسرے عالم کیطرف
ـــــ مُنتقل ہونے کو موت کہتے ہیں۔

ـــــ لکھتے ہیں ـــ کہ موت کے بعد عقل وغیرہ سب کامل ہوتی ہے ـــــ

توصاحب ان تمام شواہد کی موجودگی میں اگر کوئی عناد کا مارا ـــــ
اجسادِ انبیاء کو خاک کے ڈھیر کہتا پھرے ـــــ تو اس بدبخت کا بھی کہیں
ٹھکانا ہے۔

ہماری حق بات اگر کڑوی محسوس ہو تو اپنے پیشوا تھانوی صاحب
کی بات پر ہی غور کرنے پر زحمت گوارا فرمالیں۔

وُہ تو ایک جہان سے دوسرے جہان کیطرف منتقل ہونے کو موت کا نام
دے رہے ہیں ـــــ اور ان کے نزدیک موت کے بعد عقل کامل ہوتی ہے ـــــ
اور آپ لوگوں کی عقل تو اس دُنیا میں بھی مکمل طور پر ناقص دکھائی دیتی ہے
ـــــ عقل وشعور کی دُنیا سے کوسوں دُور کھڑے ہو کر گلا پھاڑ پھاڑ کر ـــــ خاک
کے ڈھیر کی رٹ لگائے جارہے ہیں ـــــ
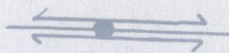
حیاتِ رسولؐ اور علماءِ دیوبند

آج کے اس دورِ پُر فتن میں زیادہ تر دیوبندی حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کا بڑے دُھوم دھڑلے سے انکار کر رہے ہیں ــــ اور قرآنی آیات کے اپنی طرف سے غلط سلط معانی پیدا کر کے سادہ لوح مسلمانوں کے جذبۂ عقیدت سے کھیلنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ذیل میں دیوبندیوں کی معتبر کتابوں سے کچھ حوالے ــــ اور چند قصّے نقل کر رہا ہوں ــــ جن سے ظاہر ہو گا ع

کہ آپ اپنے دام میں صیّاد آ گئے

بانئ دارالعلوم دیوبند: بانئ دارالعلوم دیوبند جناب "مولانا" محمد قاسم صاحب نانوتوی نے مسئلہ حیات النبیؐ کے موضوع پر "آبِ حیات" نامی کتاب لکھی ہے گزشتہ اوراق میں اسی کتاب کے دو۲ حوالے بیان ہو چکے ہیں ــــ انہوں نے منکرِ حیاتِ رسولؐ کو ایسا گمراہ لکھا ہے، جسکو راہِ راست پر لانے کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔

تھانوی صاحب: مسلکِ دیوبند کے مجدّد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بیان کرتے ہیں کہ ــــ ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ ہمارے جنازہ کے ساتھ ــــ کوئی خوش آواز پڑھتا ہوا چلے ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

ترجمہ: مفلس و نادار دریوزہ گری کے لئے آپ کے درِ دولت پر حاضر

ہوئے ہیں۔ اپنے جمالِ جہاں آرا کی بھیک عطا فرمایئے، اور حُسنِ جہاں تاب کا دیدار بخشئے۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما
آفریں بردست و بر بازوئے تو

ہمارے کاسۂ گدائی کیطرف دستِ کرم دراز کیجئے، ہم آپ کے دستِ سخا پیشہ اور سراپا کرم ہستی کو تحسین و آفرین کے پھُول پیش کرتے ہیں۔ جنابِ تھانوی صاحب سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

سُلطان جی: کہ حضرت سلطان جی (خواجہ نظام الدین اولیاء) رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کے ساتھ اُن کے مُریدنے ولولہ میں یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ؎

سَروِ سیمینا بصحرا مے رَوی
سخت بے مہری کہ بے ما مے روی
اے تماشا گاہِ عَالَم رُوئے تو
تو کُجا بہرِ تماشا مے رَوی

ترجمہ: اے میرے سَرو قامت، محشر خرام محبوب! تم بیابان کی طرف رواں دواں ہو، کتنی بے مروتی کی بات ہے کہ ہمارے بغیر ہی جارہے ہو۔ — ساری کائنات کی نگاہیں تمہارے جمالِ جہاں آرا پر مرکوز ہیں۔ پھر کس حسین منظر کی تلاش میں، تم کہاں جارہے ہو۔

(تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ) حضرت سلطان جی کا کفن سے باہر ہاتھ نکل آیا سماع ایسا ہو کہ مرنے کے بعد بھی سماں (لطف) دکھادے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۳ ملفوظ نمبر ۲۵۲)

تھانوی صاحب کا یہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ اولیاءِ کرام کی حیات بعد الموت کے قائل تھے ـــ اور حضرت سلطان المشائخ ـــ محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا اشعار سُن کر کیفیت کے عالم میں کفن سے ہاتھ باہر نکالنا اس امر کی بیّن دلیل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے وفات کے بعد بھی سُنتے ہیں ـــ اور اُن کی برزخی زندگی ناسوتی زندگی سے بہتر اور افضل و اعلیٰ ہے۔

تھانوی صاحب کے پردادا کا قبر سے نکل کر گھر آنا:

کتاب "اشرف السوانح" میں تھانوی صاحب کے پردادا جناب محمد فرید صاحب کی وفات کا تذکرہ یُوں ہے کہ وُہ کسی بارات میں تشریف لے جارہے تھے ـــ کہ ڈاکوؤں نے آکر بارات پر حملہ کیا ـــ ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے، انہوں نے ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کئے ـــ چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر سے بے سرو سامانی تھی ـــ یہ مقابلہ میں شہید ہوگئے ـــ لکھا ہے ـــ

شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہُوا ـــ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے ـــ اور اپنے گھر والوں (بیوی صاحبہ) کو مٹھائی لاکر دی ـــ اور فرمایا اگر تم کسی سے ظاہر نہ کروگی تو اس طرح سے روز آیا کریںگے ـــ لیکن اُن کے گھر کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچّوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شُبہ کریں گے۔ ـــ اسلئے ظاہر کردیا ـــ اور آپ تشریف نہیں لائے۔

(اشرف السوانح ج اوّل ص ۱۲ بحوالہ زلزلہ ص ۹۸)

قارئین حضرات! یہ ایک عجیب واقعہ ہے ـــ اس پر علامہ ارشد القادری کا تبصرہ

پیشِ خدمت ہے ـــ دیکھئے ـــ اور برِصغیر کے حکاک کی قلم زنی کے جوہر ملاحظہ فرمایئے ـــ لکھتے ہیں ـــ

اللہ اکبر ـــ ہم اگر مرسلین و انبیاء ـــ شہداء ـــ مقربین اور اولیائے کاملین کی صرف رُوحوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھ لیں ـــ کہ خدائے قدیر نے انہیں عالمِ برزخ میں زندوں کی طرح ـــ حیات اور تصرّف کی قدرت بخشی ہے ـــ تو بدعت و شرک ـــ مُردہ پرستی ـــ اور جاہلیّت کے طعنوں سے ہمارا جینا دُوبھر کر دیا جاتا ہے ـــ دارالافتاء بادل کی طرح گرجنے اور برسنے لگتے ہیں لیکن تھانوی صاحب کے جدِّ مقتول کے متعلق اس واقعہ کی اشاعت پر کہ وُہ زندوں کی طرح گھر پلٹ کر واپس آئے دُو بدُو باتیں کیں ـــ مٹھائی پیش کی ـــ اور اسی شان سے ہر روز آنے کا مشروط وعدہ کیا ـــ اور جب شرط کی خلاف ورزی کی گئی تو آنا بند کر دیا۔ ان تمام باتوں پر بھی کوئی گریبان نہیں تھامتا ـــ کوئی بھی ان چیزوں کو شرک نہیں ٹھہراتا ـــ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ اُن کی لحد میں مٹھائی کی دوکان کس نے کھولی ـــ اور قرآن و حدیث میں اس طرح اختیارات کی دلیل کہاں سے ہے ـــ نیز ـــ یہ بات اُن تک کس طرح پہنچی کہ اُن کے گھر والی نے اُن کے آنے کا راز فاش کر دیا ـــ اور انہوں نے آنا بند کر دیا۔

ہے کوئی دیانت و انصاف کا حامی ـــ جو دیوبندی علماء سے جا کر پوچھے کہ جو عقیدہ رسول و نبیؐ ـــ غوث و خواجہ ـــ اور مخدوم و قطب کی بابت شرک ہے وہی تھانوی صاحب کے پردادا کی بابت کیونکہ ایمان و اسلام بن گیا ہے ـــ آنکھوں میں دھول جھونک کر توحید پرستی کا یہ سوانگ آخر کب تک رچایا جائیگا۔

جس زمانے میں بانی دارالعلوم دیوبند کا مَرنے کے بعد قبر سے نکل کر آنا : مولوی رفیع الدین

صاحب دار العلوم دیوبند کے مہتمم تھے ــــ دار العلوم کے مدرسین کے درمیان جھگڑا ہوا ــــ نزع چھڑ گئی ــــ اور دو گروہ بن گئے ــــ اور دار العلوم کے صدر مدرس مولوی محمود الحسن صاحب بھی اس ہنگامے میں شریک ہو گئے ــــ اور واقعہ طول پکڑ گیا ــــ لکھا ہے کہ ــــ

اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نمازِ فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دار العلوم دیوبند میں ہے) مولانا حاضر ہوئے ــــ اور بند حجرہ کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے ــــ موسم سخت سردی کا تھا ــــ مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو ــــ مولانا نے دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا ــــ فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسدِ عنصری کیساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے ــــ جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا ــــ اور میرا لبادہ تر بتر ہو گیا ــــ اور فرمایا یہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے بس میں نے یہ کہنے کے لئے بُلایا ہے ــــ

مولانا محمود الحسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۲۲۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی مرتبہ تھانوی صاحب)

دیوبندی حضرات جو اجسادِ انبیاء کو خاک کا ڈھیر کہتے نہیں تھکتے ذرا مذکورہ بالا واقعہ کو غور سے دیکھیں ــــ کہ اس واقعہ کے ساتھ کیسے کیسے عقیدے لپٹے ہوئے ہیں۔

پہلا عقیدہ یہ کہ بانیٔ دار العلوم دیوبند قبر میں زندہ ہیں ــــ اور جب چاہیں ــــ جہاں چاہیں ــــ اپنے جسد عنصری کے ساتھ آ، جا سکتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ اُن کے حق میں علم غیب بھی تسلیم کر لیا گیا ہے ــــ اس واقعہ

سے تو ظاہر ہو رہا ہے ـــــ اگر نہیں ہے تو نانوتوی صاحب کو عالم برزخ میں کیسے معلوم ہو گیا کہ مدرسۂ دیوبند میں مدرسین کے درمیان سخت ہنگامہ ہو گیا ـــــ اور مدرسہ کے مدرس بھی اس لڑائی میں شامل ہو گئے ہیں ـــــ اور چل کر انہیں منع کر دیا جائے۔

ان حالات میں ایک صحیح الدماغ آدمی یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ روح کے جو تصرفات و اختیارات ـــــ اور غیبی علم و ادراک کی جو قوتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـــــ اور ان کے مقربین کے حق میں تسلیم کرنا یہ حضرات کفر و شرک سمجھتے ہیں ـــــ وہی اپنے "مولانا" کے حق میں کیونکہ اسلام و ایمان بن گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کے یہاں کفر و شرک کی یہ تمام بحثیں اسلئے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کی حرمتوں کے خلاف جنگ کرنے کیلئے انہیں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جائے [1]

دیوبندی جماعت میں ہے کوئی کسی ماں کا لال جو کفر و شرک اُگلنے والی توپ کا رُخ مدرسۂ دیوبند کے اس حجرے کیطرف کر دے جس میں قبر سے نکل کر نانوتوی صاحب تشریف لائے تھے۔

بھلے مانسو! اگر یہ تسلیم کرتے ہو کہ نانوتوی صاحب نے قبر سے نکل کر فتنہ و فساد میں گرفتار مدرسین کی اس انداز سے امداد کی ہے ـــــ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی تنگ دلی کا مظاہرہ کیوں؟

اِس پر حاشیہ : مسلکِ دیوبند کے پیشواء جناب "مولانا" اشرف علی صاحب تھانوی نے مذکورہ بالا واقعہ پر حاشیہ آرائی فرمائی

---

[1] : ماخوذ از زلزلہ

دیکھئے اور حیرت کی وادیوں میں کھو جائیے — جناب تھانوی صاحب اس واقعہ کی توثیق فرماتے ہوئے یُوں رقمطراز ہیں کہ —

یہ واقعہ رُوح کا تمثیل (مشابہ یا مطابق) تھا — اور اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں — ایک یہ کہ جسد (جسم) مثالی تھا مگر مشابہ جسدِ عنصری کے — دُوسری یہ کہ روح نے خود عناصر میں تصرّف کر کے جسدِ عنصری تیار کر لیا ہو. مگر وقت گزر جانے پر پھر اس مرکّب کو تحلیل کر دیا جاتا ہے۔

(اَرواح ثلاثہ ص : ۲۲۲)

ناظرین! اس حاشیہ آرائی پر ذرا غور فرمائیں — دیکھیں — اور — سوچیں یہ — کہ تھانوی صاحب کیا بیان فرما رہے ہیں — کہ بانی دارالعلوم دیوبند نانوتوی صاحب کی رُوح کی قوتِ تصرُّف کا یہ عالم ہے کہ اس جہانِ خاکی میں دوبارہ آنے کیلئے — اس نے خود ہی مٹی، پانی، آگ، ہوا کا ایک انسانی جسم تیار کیا اور خود ہی اس میں داخل ہو کر زندگی کے آثار — اور نقل و حرکت کی قوتِ ارادی سے مسلح ہوئی — اور لحد سے نکل کر سیدھے دیوبند کے مدرسہ میں چلی آئی — (الضاً)

خیال رہے کہ یہی الفاظ شاہِؒ بغداد — یا — سلطانِؒ اجمیر کے بارے میں کسی اور کے منہ سے نکل جائیں تو کفر و شرک کے فتوے جاری ہو جاتے ہیں — اور چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے — اور ہر طرف چلّانے کا شور سنائی دینے لگتا ہے۔

— یارو — افسوس اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ دیوبندی حضرات اپنے علماء کی قوتِ تصرّف کو تو بڑے مزے سے چٹخارے لے لے کر بیان کرتے ہیں — لیکن سرورِ کون و مکاں — رحمتِ ہر انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد پاک کو مٹی کے ڈھیر سے تعبیر کرتے ہیں — دیانت و انصاف کا خون بہانے

والے آج بھی اسی راستے پر گامزن ہیں ۔۔ جسے انہوں نے آج سے تقریباً سو سال پہلے اختیار کیا تھا ۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُو لہبی

ایک حیرت انگیز قصہ: مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی (جنکو بالاکوٹ کے مقام پر قتل کردیا گیا) نے سید احمد بریلوی صاحب سے متعلق اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" میں ایک نہایت لرزہ خیز قصہ بیان کیا ہے ۔۔ لکھتے ہیں کہ ۔۔ جنابِ غوث الثقلین ۔۔۔ اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی رُوحِ مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں ۔۔۔ اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازع رہا ۔۔۔ کیونکہ ہر ایک اُن دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس اَمر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بنامہ اپنی طرف جذب کرے ۔۔۔ تاآنکہ تنازعہ کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صُلح کے واقع ہونے کے بعد ۔۔۔ ایک دن ہر دو مقدس رُوحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں ۔۔۔ اور تقریباً ایک پہر کے عرصہ تک وُہ دونوں امام آپ کے نفسِ نفیس پر توجہ قوی اور پرزور اثر ڈالتے رہے ۔۔۔ پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ (قادریہ اور نقشبندیہ) کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی ۔

(صراطِ مستقیم اردو ص ۲۸۳ مطبوعہ نذیر پریس لاہور طابع ملک سراج الدین تاریخِ اشاعت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء)

قطبُ الاقطاب کی قبر پر: مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں ۔۔۔ کہ ایک دن آپ (سید احمد بریلوی) حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطبُ الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مرقدِ منوّر کیطرف تشریف لے گئے ۔۔۔ اور اُن کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے ۔۔۔ اسی اثناء میں اُن کی

رُوح پرُفتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی ـــ اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجّہ کے سبب سے ابتداء حصول نسبتِ چشتیہ کا باعث ہوگیا۔

(صراطِ مستقیم ص ۲۸۳)

قارئین! کیا سمجھے آپ؟ یہی نا کہ سیّد احمد بریلوی صاحب جو دیوبندیوں کے پیشوا ہیں کہ برتری ـــ اور عظمت ثابت کرنے کے لئے جناب مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے وُہ تمام اُمور بیان کر دیئے ہیں ـــ جو ان کے نزدیک شرک و بدعت ہیں۔

ـــ اگر ہم کہہ دیں کہ غوث الثقلین ـــ خواجہ سیّد بہاؤالدین نقشبندی ـــ سیّدی قطب الاقطاب ـــ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں ـــ اور عالمِ ناسُوت والوں کو اپنی رُوحانی توجّہ سے باذن اللہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں ـــ تو علمائے دیوبند ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کفر و شرک اور بدعت کے ایسے ایسے فتوے صادر فرمائیں گے ـــ جن سے رُوحِ اسلام بھی کانپ اُٹھے ـــ اور اگر یہی باتیں اُن کے اپنے علماء بیان کریں، تو اُن پر ایسی پُرفریب خاموشی طاری ہو جائے گی ـــ جیسے ساری دُنیائے دیوبند کو سانپ سونگھ گیا ہو ـــ

ـــ خیال رہے کہ مولوی صاحب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث الثقلین لکھا ہے ـــ اور غوث کا معنیٰ ہے فریاد کو پہنچنے والا ـــ مددگار ـــ غوث الثقلین یعنی دونوں جہانوں میں ـــ جن و انس کی مدد کرنے والا ـــ

ـــ اور پھر اوپر درج دونوں قصوں سے جو چیز کھل کر سامنے آئی وُہ یہ ہے ـــ کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک ـــ اولیاء اللہ عالمِ برزخ میں زندہ ہیں توجّہ فرماتے ہیں فائدہ پہنچاتے ہیں سلوک کی منزلیں طے کراتے ہیں

— اور یہ بھی معلوم ہوا — کہ اللہ کے ———— برگزیدہ بندوں کے مزارات پر حاضر ہو کر مراقبہ کرنا جائز اور باعثِ برکت ہے۔

— دیوبندی جماعت کے اکابر و اصاغر کے دلوں میں اگر کوئی دیانت و انصاف کی رمق باقی رہ گئی ہے — تو پھر حضرات انبیائے کرام اور اولیائے کرام کی برزخی زندگی کا دل سے اقرار کریں — قبورِ اولیاء پر جا کر مراقبہ کرنے کو جائز سمجھیں — اور اپنے ناقص و فاسد نظریات سے توبہ کریں۔

— یا پھر سید احمد بریلوی — اور مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب پر بھی کفر و شرک اور بدعت کا فتویٰ لگا کر اپنی تحریروں میں برملا اعلان کریں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں؛

— اور اگر ایسا نہ ہوا تو دنیا یہ سوچنے اور کہنے میں حق بجانب ہو گی — کہ توحید کے نام پر مسلمانوں کو فریب دیا جا رہا ہے — عداوت و تعصّب اور فرقہ پرستی کو ہوا دی جا رہی ہے — اور معصوم ذہنوں میں زہر گھولا جا رہا ہے — مسلمانوں کے دلوں میں شیطانی عصبیت اور نفاق کا بیج بویا جا رہا ہے۔

کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوزِ دروں (اقبالؒ)

قبر میں دل لگی: مولانا اشرف علی تھانوی — اپنی جماعت کے ایک بزرگ جناب حافظ محمد ضامن صاحب تھانوی کا ایک نہایت دلچسپ قصہ بیان کرتے ہوئے — لکھتے ہیں —

— ایک صاحبِ کشف حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے — بعد فاتحہ کہنے لگے — کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں؟ — بڑے دل لگی باز ہیں — جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے — کہ جاؤ کسی مردہ پر پڑھو۔ یہاں زندوں پر پڑھنے آئے ہو —

(اَرواحِ ثلاثہ ص ۱۸۸ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ؛)

— ٹھہریئے ! — اِس قصّہ کو ایک مرتبہ پھر پڑھیئے — اور غور فرمائیے — کہ دیوبندی جماعت کے بہت بڑے لیڈر جن کو اشرف المشائخ اور مجدّد کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے — کیا بیان فرما رہے ہیں ۔

— کہ حافظ محمد ضامن صاحب اپنی قبر سے فاتحہ پڑھنے والے کیساتھ کیسے دل لگی بازی سے پیش آرہے ہیں — اور فاتحہ خوان اُن کی یہ بات سُن رہے ہیں — کہ جاؤ کسی مُردہ پر پڑھیو ! — یہاں زندوں پر پڑھنے آئے ہو ۔

— اس قصّے کو بیان کرنے سے تھانوی صاحب کا مقصد اور کیا ہوسکتا ہے کہ حافظ ضامن صاحب اپنی قبر میں زندہ ہیں — اور قبر پر آکر فاتحہ پڑھنے والوں کو دیکھتے ہیں — اور ان سے گفتگو بھی کرتے ہیں — اور فاتحہ پڑھنے والے اربابِ کشف — ان کی بات سُن بھی سکتے ہیں — اور اللہ والوں کی نظروں کے سامنے مٹی اور قبر کی دیواروں کے دبیز پردے حائل نہیں ہوتے —

— دیوبندی مبلّغین کے دلوں میں اگر حمیّت نام کی کوئی چیز باقی رہ گئی ہے — تو نصف صدی سے کفر و شرک کے گولے اُگلنے والی توپوں کا رُخ ذرا تھوڑی دیر کے لئے تھانہ بھون کیطرف بھی کردیں تاکہ عدل و انصاف کے چرچے دُور دُور تک پھیلیں ۔

— افسوس ہے انصاف کے اُن بے رحم قاتلوں پر جو اپنے مرے ہوئے بزرگوں کے یہاں تک قائل ہیں — کہ وہ قبر میں لیٹے ہوئے عالمِ ناسُوت کا مشاہدہ کرلیتے ہیں — مگر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں — کہ آپ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے ۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب
(اقبالؒ)

ایک کہانی جو حیرت ناک بھی ہے :

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا بیان ہے کہ مولانا اسمٰعیل دہلوی کے قافلے میں ایک شخص شہید ہو گئے۔ جن کا نام بیدار بخت تھا ـــ یہ مجاہد دیوبند کے رہنے والے تھے ـــ انکی شہادت کی خبر آچکی ہے ـــ ان کے والد حشمت علی خان صاحب حسب معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات تہجّد کی نماز کے لئے اُٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی ـــ انہوں نے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ان کے بیٹے بیدار بخت ہیں ـــ بہت حیرانگی بڑھی کہ یہ تو بالا کوٹ میں شہید ہو گئے تھے، یہاں کیسے آگئے؟

ـــ بیدار بخت نے کہا جلدی کوئی دری وغیرہ بچھائیے ـــ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب اور سید (احمد) صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں ـــ حشمت خان نے فوراً ایک بڑی چٹائی بچھا دی ـــ اتنے میں سید صاحب اور مولانا شہید اور چند دُوسرے رُفقاء بھی آگئے ـــ حشمت خاں صاحب نے محبت پدری کی وجہ سے سوال کیا تمہارے کہاں تلوار لگی تھی؟

ـــ بیدار بخت نے سر سے اپنا ڈھانٹا کھولا ـــ اور اپنا نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی ـــ حشمت خان نے کہا یہ ڈھانٹا پھر سے باندھ لو ـــ مجھ سے یہ نظارہ نہیں دیکھا جاتا ـــ

ـــ تھوڑی دیر بعد یہ تمام حضرات واپس تشریف لے گئے صبح کو حشمت خان کو شبہ ہُوا کہ یہ کہیں خواب تو نہیں تھا ـــ مگر چٹائی کو غور سے دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے ـــ یہ وُہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے

اس کے والد نے دیکھے تھے — ان قطروں کو دیکھ کر حشمت خان سمجھ گئے کہ بیداری کا واقعہ ہے — خواب نہیں۔

(ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی ص ۹۰۴ مطبوعہ پاکستان، ہفت روزہ چٹان ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء بحوالہ زلزلہ ص ۹۹)

یہ افسانہ اسلئے بیان کیا گیا کہ صوبۂ سرحد میں بالاکوٹ کے مقام پر جنگ کی گئی تھی — وُہ مسلمانوں کے ساتھ تھی — اور مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا گیا تھا — اور اُن پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے تھے، جس کی ہر طرف سے مذمّت کی گئی تھی — چونکہ یہ بھی ایک انگریز کی چال تھی — لہٰذا اس خجالت و شرمندگی اور ندامت سے بچنے کیلئے — اور اس بہت بڑی ہزیمت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس قسم کے درجنوں افسانے گھڑے گئے تھے جن کا حقیقت کیساتھ کوئی تعلق نہیں — یہ ایک علیٰحدہ موضوع ہے — اس پر پھر کبھی گفتگو ہو گی — — فی الحال مذکور الفوق واقعہ ہے جو چیز سامنے آئی وُہ یہ ہے — کہ علمائے دیو بند کے نزدیک عالمِ برزخ کیطرف منتقل ہونے والے جسم ظاہری کیساتھ تھوڑی دیر کے لئے اپنے گھروں میں واپس آ، جا سکتے ہیں — اگر ایسا نہ ہو سکتا ہوتا تو تھانوی صاحب اسے اس انداز میں بیان نہ فرماتے —

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے دُنیائے تحریر کے — تاجور حضرت علاّمہ ارشد القادری یوں رقمطراز ہیں کہ — دیو بندی ذہن کی بوالعجمی بھی قابلِ دید ہے کہ قدرت و اختیار کی جو بات وُہ اپنے ایک سیاسی مقتول کے لئے بے چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں — اسی کو ہم اگر حسنین و کربلا کے شہیدوں کیلئے جان لیں تو ہمیں مشرک ٹھہرایا جاتا ہے اور اُن کے عقیدۂ توحید کی اجارہ داری میں کوئی فرق نہیں پڑتا —

جسدِ مثالی: جنابِ تھانوی صاحب پر — ایک آدمی نے سوال کیا کہ عالمِ برزخ میں، اس جسدِ عنصری پر عذاب وغیرہ ہوگا یا (جسد) مثالی پر — فرمایا مثالی جسد پر — باقی دوزخ میں اس ہی جسدِ عنصری پر عذاب ہوگا — عرض کیا — کہ جنّت میں بھی جسدِ عنصری ہوگا یا مثالی جسد ہوگا — فرمایا کہ یہی جسدِ عنصری ہوگا —

— عرض کیا کہ جنّت و دوزخ میں مثالی جسد نہ ہوگا، صرف عنصری یہی ہوگا؟ فرمایا کہ مثالی بھی ہوگا — اور اب دُنیا میں بھی ہے —

— چنانچہ جس وقت رُوح نکلتی ہے تو وہ مع مثالی جسد کے نکلتی ہے —

— اس کی مثال ایسی ہے، جیسے موتی ایک ڈبّہ میں — اور ڈبہ صندوق میں ہے تو موتی کو جس وقت نکالا جاتا ہے تو ڈبہ اور موتی دونوں ساتھ ہوتے ہیں اسی روح اور مثالی جسد (جسم) کو اس جسد سے معاً نکال لیا جاتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۸۵ ملفوظ نمبر ۲۱۳ مطبوعہ ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

یہاں اس اَمر سے قطع نظر کہ جمہور علماء کا اس مسئلہ میں کیا مسلک ہے، یہ بتانا مقصود ہے کہ تھانوی صاحب کے نزدیک جسدِ مثالی (جو جسدِ عنصری سے لطیف ہے) بھی کوئی چیز ہے — اور اس کی قوت بھی تسلیم ہے۔

اگر ہم یہ کہیں کہ فلاں بزرگ جسدِ مثالی کے ساتھ یہاں اس عالمِ دنیا میں تشریف لائے — اور بیداری کے عالم میں کسی سے ملاقات کی تو صاحب ہر طرف سے کفرو شرک کے تیر برسنا شروع ہو جائیں گے — اور دارالافتاء کے بڑے بڑے نامور پہلوان میدانِ جنگ میں کُود پڑیں گے۔

— مگر تھانوی صاحب کے بارے میں پُراسرار خاموشی! —

ع کس سے پوچھیں، کس پہ اپنا حالِ دل ظاہر کریں

— ہے کوئی جو اس سوال کا جواب دے ! — ہے کوئی علامہ فہامہ ہے کوئی ہے فہمیدہ و دانا جو ہمیں اس بارے بتا سکے — دنیائے دیوبند میں اگر کوئی علمی عقل و شعور کا وارث ہو تو اس گتھی کو سلجھانے میں ہماری مدد کرے۔

شہدائے اُحد : ایک صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے جناب تھانوی صاحب بیان کرتے ہیں — کہ ایک مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ عرصہ ہوا ——— ایک مرتبہ مدینہ (منورہ) کے پہاڑوں میں پانی جمع ہو کر سیلاب کی صورت میں ایک دم چڑھ آیا — اور اس نے بہت سے مقامات کو کاٹ ڈالا — منجملہ اور مقامات کے شہدائے احد کی قبریں بھی اس سیلاب سے کٹ گئیں — کثرت سے لاشیں دیکھی گئیں — ان میں کوئی تغیر نہ تھا — یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ہی دفن کی گئی ہیں — ہزاروں مخلوق نے دیکھا ذرہ برابر لاشوں میں تغیر نہ ہوا تھا — فرمایا شہید کو ان ہی کپڑوں میں دفن کیا جاتا ہے — وہ لباس بجنسہ موجود تھا کہتے تھے موٹا کپڑا تھا — اس قدر موٹا کپڑا آج کل دیکھنے میں نہیں آتا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۶۹ ملفوظ نمبر ۲۵ مطبوعہ ملتان پاکستان)

— حیات بعد الموت کے مسئلہ پر دیوبندیوں کو تو مجال انکار نہیں — اس لئے کہ انکے پیشوا جناب تھانوی صاحب مذکور الفوق واقعہ پر اعتماد کرتے ہوئے بیان فرما رہے ہیں کہ ان کے جسموں میں کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا بلکہ شہدائے اُحد کے موٹے کپڑے بھی اسی طرح ہی تھے — جیسے سینکڑوں سال پہلے تھے۔

— دیوبندی حضرات ہماری نہ سہی اپنے حکیم الامت — اور مذہبی پیشواء کی بات ہی تسلیم کر لیں — تھانوی صاحب کا مذکور الفوق بیان — اگر موجودہ دور کے دیوبندیوں کے مزاج و طبیعت — اور عقیدہ و نظریہ کے خلاف ہے تو پھر کم از کم ترک

کا ایک آدھ فتویٰ اُن پر بھی لگا کر شرک شناسی کا ثبوت دیں ۔۔ ورنہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ ۔۔۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حُسن کہلائی
وُہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں ہے

قبر میں زندہ ہیں: بانیٔ دار العلوم دیوبند و مسلکِ دیوبند ۔۔۔ جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب اپنی کتاب "آب حیات" میں لکھتے ہیں ۔۔۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں ۔۔۔ اور مثل گوشہ نشینوں ۔۔۔ چلّہ کشوں کے عُزلت گزین ہیں ۔۔۔ جیسے ان کا مال قابلِ اجرائے حکمِ میراث نہیں ہوتا ۔۔۔ ایسے ہی آپ کا مال بھی محلِّ تورِیت نہیں ۔

(آبِ حیات ص ۴۲ مطبوعہ ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان پاکستان)

مندرجہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خلوت گزینوں ۔۔۔ اور گوشہ نشینوں کا مال ناقابلِ تقسیم ہوتا ہے ۔۔۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال کو وراثتاً تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ اسلئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔۔۔ اپنی قبر شریف میں گوشہ نشینوں کی مانند زندہ ہیں ۔

۔۔۔ ناظرین ! ۔۔۔ اگر آپ انصاف کے حامی و طرفدار ہیں تو جا کر پوچھئے موجودہ دَور کے علمائے دیوبند سے کہ حیات بعد الموت کا عقیدہ اگر مشرکانہ ہے تو پھر مدرسۂ دیوبند کے بانی نانوتوی صاحب کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔۔۔

عُلمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ: جب علماءِ دیوبند کی کفریہ عبارات اور عقائد فاسدہ پر علمائے عرب و عجم بالخصوص علمائے حرمین شریفین نے کُفر کا فتویٰ لگایا ۔۔۔ اور ان کے عقائد کو اسلامی نظریات سے بغاوت قرار دیا ۔۔۔ تو جھنجھلاہٹ کے عالم میں اکابر علماء دیوبند نے مِل کر متفقہ

طور پر اپنے عقائد کے بارے میں بطورِ صفائی ۔

۔ اور عالمی بدنامی سے بچنے کے لئے گھبرا کر ایک کتاب لکھی ۔ جس کا نام "المُہنّد" ہے ۔ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اس کتاب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔ لکھا ہے :۔

عِندَنَا وَعِندَ مَشَائِخِنَا حَضرَتُ الرِّسَالتِ صَلَّی اللہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِی قَبرِہٖ شَرِیفِ وَحَیَاتُہٗ
صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ دُنیَوِیَّۃٌ مِن
غَیرِ تَکلُّفٍ فَتبعت لِھٰذا اَنَّ
حَیَاتَہٗ دُنیَوِیَّۃٌ بَرزَخِیَّۃٌ
لِکَونِھَا فِی عَالَمِ البَرزَخِ

{المہنّد ص ۱۳
بحوالہ نجم الھدیٰ}

ترجمہ : " ہمارا اور ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں ، اور آپ کی حیات اس دُنیا والے جسمِ اطہر میں ہونے کے اعتبار سے دنیاوی ہے ، آپ اس میں مکلّف بالاحکام نہیں آپ کی اس طرح دُنیاوی ، اور عالمِ برزخ میں ہونے کے لحاظ سے برزخی ہے "۔

۔ علماءِ دیوبند کے عقائد کی متفقّہ کتاب " المہنّد " کے مطابق تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں دنیاوی جسمِ اطہر کے ساتھ زندہ ہیں ۔ مگر عصرِ حاضر کے دیوبندیوں کے نزدیک تو حیات النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائل قابلِ گردن زدنی ہے ۔ یہ تو واقعی پریشانی کی بات ہے ۔

۔ لیجئے صاحب ہم اس کا حل پیش کرتے ہیں ۔ دیوبندی عوام یا تو بلاچون وچرا

آقا علیہ السلام کی برزخی حیات کو تسلیم کر لیں ـــــ یا پھر ـــ کتاب المہند کو چوراہے میں رکھ کر آگ دکھا دیں ـــــ اگر یہ دونوں کام ممکن نہیں تو پھر اپنی اپنی مسجدوں کے مولویوں کے گریبان تھام کر ان سے پوچھیں ـــــ بتاؤ اس کا جواب کیا ہے۔

جناب انور شاہ صاحب کشمیری :

دیوبندی فرقہ کے بہت بڑے شیخ اور محدّث کبیر انور شاہ صاحب کشمیری

خیال رہے ـــــ کہ جناب مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری کو دیوبندی حضرات محدّث کبیر ـــ خاتم المحدثین ـــــ اور بخاری ہند ـــــ جیسے بڑے بڑے القاب و خطابات سے یاد کرتے ہیں ـــــ اور اپنا عظیم ترین رہنما تصور کرتے ہیں ـــــ ـــــ ایک زمانہ میں شاہ صاحب کشمیری دار العلوم دیوبند میں صدر مدرس کے عہدے پر بھی فائز رہے ہیں ـــــ

شاہ صاحب کشمیری رقمطراز ہیں۔

ثُمَّ السُّوَالُ عِنْدِیْ یَکُوْنُ ـــــ میرے نزدیک میت سے سوال جسم اور روح
بِالْجَسَدِ مَعَ الرُّوْحِ کَمَا اَشَارَ ـــــ دونوں کیساتھ ہوتا ہے جیسا کہ صاحب
اِلَیْہِ صَاحِبُ الْھِدَایَۃِ۔ ـــــ ہدایہ کے نزدیک ہے۔

(فیض الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۸۲ بحوالہ رحمت کائنات ص ۹۶)

ـــــ جناب شاہ صاحب کشمیری کے فارسی اشعار ـــــ لکھتے ہیں ـــــ

قبر کہ بُود داورے سُوئے جہانِ دیگرے
غیب شوُد شہود از دیدہ بدیدہ رُو برُو

قبر ایک مستقل جہان ہے، جو چیزیں یہاں نظر نہیں آتیں وہ وہاں سامنے اور روبرو نظر آجاتی ہیں۔

منکشف آں جہاں شود گرچہ دریں جہاں بود
زندگی دگر چنو ذرّہ بذرّہ —— مُو بمُو!

بظاہر انسان کی قبر اسی جہانِ دُنیا میں نظر آتی ہے، مگر اسے قبر میں دُوسرا جہان نظر آتا ہے —— بالکل اِس جہان کی طرح اُس جہان کی بھی زندگی ہوتی ہے

مُردنِ ایں طرف بُود زیستنِ دیگر بُود
روزنِ بازدیدۂ طبقہ بطبقہ — تُو بتُو

جونہی ایک انسان اِدھر مرتا ہے —— اُدھر زندہ ہو جاتا ہے، اس کو ملنے والی جزا یا سزا کے لئے اس کی قبر میں دریچہ کھول دیا جاتا ہے۔

(رحمتِ کائنات میں ۹۷ مرتبہ قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دیوبندی)

—— شاہ صاحب کشمیری کے کلام و اشعار سے یہ اَمر آفتابِ نیمروز کی طرح عیاں ہو گیا —— کہ —— حیات بعد الموت برحق ہے —— جو چیزیں یہاں نظر نہیں آتیں وُہ قبر میں سامنے نظر آجاتی ہیں۔

—— جہانِ دنیا کی طرح، جہاں برزخ کی بھی زندگی ہوتی ہے —— انسان اِدھر مرتا ہے اُدھر زندہ ہو جاتا ہے ——

—— بات بات پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگانے والے —— کہاں ہیں وہ مفتیانِ دیوبند —— زبانیں کیوں گنگ ہو گئیں ہیں خطبائے دیوبند کی —— لاؤڈ سپیکروں میں توحید کے نام پر منافرت پھیلانے والے —— فتویٰ بازوں کو کیا ہو گیا —— کہ وہ آج تک شاہ صاحب کشمیری پر شرک و بدعت کا فتویٰ صادر فرمانے میں کیوں ناکام رہے ——

—— ہے کوئی انصاف کا حامی —— ہے کوئی دیانت کا کوہِ گراں —— ہے کوئی عدل کے چنستان کی آبیاری کرنے والا —— جو اِن مفتیانِ دیوبند سے پوچھے کہ جو عقیدہ

دوسروں کے لئے شرک و بدعت ہے — وہ شاہ صاحب کشمیری کے حق میں کیوں کر اسلام بن گیا۔

تصویر کا دوسرا رُخ — قرآن کی لفظی تحریف کے قائل:

— ناظرین کرام! — آیئے — تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھئے — اور ماتم کیجئے اُن کی قبروں پر کھڑے ہو — جنہوں نے اپنے مدرسوں کو تماشا گاہ — اور اشاعتِ اسلام کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔

— اُوپر ذکر ہو رہا تھا جناب محمد انور شاہ صاحب کشمیری کا — جسکو ہند کا امام بخاری — استاذ الکل — اور — محدثِ کبیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے — یہ وُہ پہلے محدثِ دیوبند ہیں — جو قرآنِ مجید کی لفظی تحریف کے قائل ہیں — لکھتے ہیں — کہ

— ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ قرآن میں لفظی تحریف بالکل نہیں — اور قرآن میں تمام کی تمام تحریف معنوں میں ہے — فرماتے ہیں —

قُلْتُ يَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا الْمَذْهَبِ اَنْ يَّكُوْنَ الْقُرْاٰنُ اَيْضًا مُحَرَّفًا فَاِنَّ التَّحْرِيْفَ الْمَعْنَوِيَّ غَيْرُ قَلِيْلٍ فِيْهِ اَيْضًا، وَالَّذِيْ تَحَقَّقَ عِنْدِيْ اَنَّ التَّحْرِيْفَ فِيْهِ لَفْظِيٌّ اَيْضًا اِمَّا اِنَّهٗ عَنْ عَمَدٍ مِّنْهُمْ اَوْ بِغَلْطَةٍ۔

(فیض الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۳۹۵ مطبوعہ)

ترجمہ: "میں کہتا ہوں کہ اس مذہب پر لازم آتا ہے کہ قرآن بھی محرّف (تحریف کیا گیا) ہو — کیونکہ تحریف معنوی قرآن میں کم نہیں ہے — اور وہ چیز جو میرے نزدیک ثابت ہے، وُہ یہ ہے کہ یقیناً قرآن میں لفظی تحریف بھی ہے — یا تو جان بوجھ

کر یا غلطی سے "۔

—— کیوں جناب بات کچھ سمجھ میں آئی —— کہ علمائے دیوبند کے سب سے بڑے پیشوا کیا ارشاد فرما رہے ہیں۔

—— یہی نا کہ قرآن میں لفظی تحریف یقیناً کی گئی ہے، خواہ جان بوجھ کر یا غلطی سے آنجناب کی تحقیق کے مطابق قرآن میں تحریف ضروری ہے۔

—— ناظرین! آپ کو پتہ ہے کہ تحریف کسے کہتے ہیں —— یہی کہ لفظوں کو بدل کر کچھ کا کچھ کر دینا —— الفاظ حذف کر دینا —— آیات کے کچھ حصّے نکال دینا —— اور ترمیم و ترخیم کرنا —— ردّ و بدل کرنا ——

—— یاد رہے کہ قرآن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ لے رکھی ہے۔

اعلانِ خداوندی: قرآن کی حفاظت کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(پارہ ۱۴ سورۂ حجر آیت ۹)

ترجمہ: "بے شک ہم ہی نے اُتارا ہے ذکر" قرآن مجید" کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

—— آیت مُبارکہ کے ترجمہ پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ کس قدر زوردار الفاظ میں کفّار کے اس اعتراض کا بطلان کیا جا رہا ہے کہ قرآن کلام الٰہی نہیں —— فرمایا "بلا شبہ ہم ہی نے اتارا ہے اسے" —— تین مرتبہ ضمیر متکلّم کا بیک وقت تکرار (اِنَّا —— نَحْنُ —— نَزَّلْنَا) جس تاکید بالائے تاکید پر دلالت کر رہا ہے، وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں —— اور ضمیریں بھی جمع متکلّم کی استعمال ہوئیں جو نازل کرنے والے کی عظمت و کبریائی کا اظہار کر رہی ہیں —— یعنی ہم جو سارے جہانوں کے خالق و مالک ہیں —— ہم نے اِسکو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں —— اس

ہیں کسی قسم کی تحریف یا کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں [1]

● جناب مفتی محمد شفیع صاحب خلیفۂ مجاز جناب تھانوی صاحب — اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں — اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ — "یعنی ہم ہی اس کے محافظ ہیں" — اس کی حفاظت حق تعالیٰ نے خود فرمائی دشمنوں کی ہزاروں کوششوں کے باوجود اس کے ایک نقطہ اور ایک زیروزبر میں فرق نہ آسکا — سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آگے چل کر مفتی صاحب لکھتے ہیں — تمام اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ صرف الفاظِ قرآنی کا نام ہے — نہ صرف معانی قرآن کا — بلکہ دونوں کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے'

— فرماتے ہیں — کہ قرآن صرف اس مصحفِ ربّانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں — لکھتے ہیں کہ — حفاظتِ قرآن کے وعدے میں حفاظتِ حدیث بھی داخل ہے — اور یہ بھی کہ — مطلقاً احادیثِ رسولؐ کو غیر محفوظ کہنے والا درحقیقت قرآن کو غیر محفوظ کہتا ہے [2]

● صدرالافاضل لکھتے ہیں — کہ تحریف وتبدیل وزیادتی، کمی سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں — تمام جنّ وانس اور ساری خلق کے مقدور میں نہیں ہے کہ اس میں ایک حرف کی کمی بیشی کرے یا تغیّر وتبدیل کرسکے — اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، اسلئے یہ خصوصیت صرف قرآنِ کریم ہی کی ہے، دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسّر نہیں — یہ حفاظت کئی طرح پر ہے — ایک یہ کہ قرآنِ کریم کو معجزہ بنایا کہ بشر کا کلام اس میں مل ہی نہ سکے — ایک یہ کہ اس کو معارضے اور مقابلے سے محفوظ کیا کہ کوئی اس کی مثل کلام بنانے پر قادر

---

[1]: ماخوذ از ضیاء القرآن [2]: ماخوذ از معارف القرآن

نہ ہو — ایک یہ کہ ساری خلق کو اس کے نیست و نابود اور معلوم کرنے سے عاجز کر دیا۔
کہ کفّار باوجود کمال عداوت کے اس کتاب مقدس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

(خزائن العرفان)

— ناظرین کرام! حقیقت آپ کے سامنے آشکارا ہو گئی کہ یہ عُجُوبہ فرقہ جنم دن سے لے کر آج تک تضادات کا مجموعہ چلا آتا ہے — آج تک اپنے عقائد میں ٹھہراؤ پیدا نہ کر سکے — کوئی کچھ کہتا ہے — کوئی کچھ — بلکہ ہر مولوی کا اپنا ایک علیحدہ فرقہ ہے —

— برادران اسلام! خارج از موضوع یہ چند سطوُر لکھنے پر معذرت خواہ ہوں۔ یوں ہی چلتے چلتے — دیوبند کے محدّث کبیر — اور بخاری ہند کا تذکرہ آگیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ شاہ صاحب کشمیری کا قرآن کے بارے میں عقیدہ بھی بیان کر دیا جائے — تاکہ قرآن کی تحریف کے قائل کو کافر کہنے والوں کی معلومات میں اضافہ ہو — اور یہ اس امید پر کہ دیوبند کے دارالافتاء کے آنگن میں نصب فتووں کی مشین گن کا کوئی گولہ حضرت انور شاہ صاحب کشمیری کی تُربت پر آکر گرے تو راقم بھی اس دیانت وانصاف پر داد و تحسین پیش کر سکے — پر ایسا ہو گا نہیں کیونکہ وہاں کا سارا علمی بارُود صرف اولیائے کرام اہلبیتِ عظام کے لئے ہے — اپنے گھر کے بزرگوں کے لئے نہیں —

— علمائے دیوبند کی خدمت میں دردمندانہ گزارش ہے — کہ شاہ جی صاحب کی فیض الباری میں درج اس عبارت کا کچھ کریں — کسی تاویل کا سہارا لیں — یا کوئی اس کا حل پیش کریں — یا پھر اس عبارت کو باطل قرار دیتے ہوئے فیض الباری سے نکال دیں — کہیں ایسا نہ ہو کہ آنے والی نسلیں اپنا یہ عقیدہ بنالیں کہ قرآن مجید تحریف شدہ ہے — جبکہ قرآن میں اللہ پاک کا ارشاد

ہے کہ قرآنی آیات میں ردّ و بدل ناممکن ہے ۔۔۔ امید ہے کہ میری اس دردمندانہ اپیل پر علمائے دیوبند ضرور غور کریں گے اور مل بیٹھ کر اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالیں گے۔

۔۔۔ دیوبندی مکتب فکر کے مفسّر جناب مفتی محمّد شفیع صاحب کے نزدیک قرآن صرف اس مصحفِ ربّانی کا نام ہے۔ جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں ۔۔۔ اور یہ بھی کہ حفاظتِ قرآن کے وعدے میں حفاظتِ حدیث بھی داخل ہے۔

حیاتِ رسولؐ اور علمائے اہلحدیث

عقیدۂ حیاتِ رسول کے بارے میں مختلف فرقوں کے مابین تناسب اور مطابقت کچھ اس طرح سے ہے — سو فی صد علماء اہلسنّت عقیدہ حیاتِ رسول پر ایمان رکھتے — اہل تشیّع ایضاً — علمائے دیوبند تقریباً چالیس فیصد — علماء اہلِ حدیث تقریباً پانچ فی صد —

مندرجہ بالا عنوان کے تحت چند علماء اہلِ حدیث کے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں — اس امید پر کہ شائد موجودہ دور کے اہلِ حدیث کے دل و دماغ میں یہ بات آجائے کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضۂ اطہر میں اپنے جسدِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں۔

قاضی شوکانی: جناب قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی فرقۂ اہلِ حدیث کے بہت بڑے پیشواء اور امام ہیں — آپ اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں لکھتے ہیں — کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ (وآلہٖ) وسلم پر جمعہ کے دن درود شریف زیادہ پڑھا جائے — اور یہ بھی احادیث میں ہے وَ اِنَّهَا تَعْرَضُ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اِنَّهٗ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ — کہ آپؐ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔

لکھتے ہیں کہ ابنِ ماجہ نے جیّد اسناد کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ — بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے زمین

اَنۡ تَاکُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِیَاءِ ـــــ پر کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔

نیز: لکھتے ہیں کہ طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ تو وُہ مجھ تک پہنچتا ہے ـــ صحابہ نے عرض کیا ـــ حضرت آپ کی وفات کے بعد بھی پہنچتا ہے ـــ تو آپ نے فرمایا ـــ کہ ہاں میرے اس دنیا سے ظاہر چلے جانے کے بعد بھی ـــ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الۡاَرۡضِ ـــ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام

اَنۡ تَاکُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِیَاءِ ـــ کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھاتے

"سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں"

وَقَدۡ ذَھَبَ جَمَاعَۃٌ مِنَ الۡمُحَقِّقِیۡنَ اِلٰی اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعۡدَ وَفَاتِہٖ وَاِنَّہٗ یُسَرُّ بِطَاعَاتِ اُمَّتِہٖ کَمَا وَرَدَ النَّصُّ فِیۡ کِتَابِ اللّٰہِ فِیۡ حَقِّ الشُّھَدَاءِ اِنَّھُمۡ اَحۡیَاءٌ یُرۡزَقُوۡنَ وَاِنَّ الۡحَیَاتَ فِیۡھِمۡ مُتَعَلِّقَۃٌ بِالۡجَسَدِ فَکَیۡفَ بِالۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ۔

(نیل الاوطار ج ۳ ص ۱۲۴ بحوالہ رحمتِ کائنات ص ۲۹۹)

مُحَقّقینِ علماء کی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کے بعد زندہ ہیں، اور وُہ اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ جب قرآنِ کریم میں شہداء کے متعلق ہے کہ وُہ زندہ ہیں اُن کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی زندگی جسم کے ساتھ ہے تو پھر انبیاء و مُرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ـــ کا انکار کس طرح کیا جا سکتا ہے۔

رُوح جسم سے جُدا نہیں: قاضی شوکانی یمنی "تحفۃ الذاکرین" میں اس طرح ارقام فرماتے ہیں۔

اَیْ رُوْحُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ (وَآلِہٖ) وَسَلَّمَ لَا تُفَارِقُہٗ لِمَا صَحَّ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ۔
تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین الشوکانی ص ۲۸
(بحوالہ نجم الہدیٰ)

— یعنی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی روح مبارک اپنے جسم اطہر سے جدا نہیں ہوتی — کیونکہ یہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

— اگر ارباب اہل حدیث کے دلوں میں قاضی شوکانی کا کوئی مقام و احترام ہے تو اُن کو چاہیئے کہ وہ جناب شوکانی کی تقلید میں سرِ تسلیم خم کر دیں — اپنے عقائد میں عقیدۂ حیاتِ رسول بھی شامل کر لیں۔

دائمی طور پر زندہ : ظاہری اور شدید العداوت فرقوں کے بہت بڑے لیڈر اور بانی، مبانی اور شیخ نجدی کے بیٹے، عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْ نَعْتَقِدُ اَنَّ رُتْبَۃَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلٰی مَرَاتِبِ الْمَخْلُوْقِیْنَ عَلَی الْاِطْلَاقِ وَاَنَّہٗ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ حَیٰوۃً مُسْتَقِرَّۃً اَبْلَغُ مِنْ حَیَاتِ الشُّہَدَاءِ الْمَنْصُوْصِ عَلَیْہَا فِی التَّنْزِیْلِ اِذْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنْہُمْ بِلَا رَیْبٍ وَاَنَّہٗ یَسْمَعُ مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْہِ۔

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوق سے علی الاطلاق اعلیٰ و افضل ہے، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں، اور آپ کی حیات شہیدوں کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے بہت ہی بالا ہے — کیونکہ آپ بلا ریب اُن سے افضل ہیں، اور آپ اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں، اور آپ کی حیات شہیدوں کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے بہت ہی بالا ہے — کیونکہ آپ بلا ریب ان سے افضل ہیں، اور آپ اپنی

قبر شریف میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام خود سُنتے ہیں۔

(اِتحَافُ اِنبلاءِ ص ۱۴۵ مطبوعہ کان پور بحوالہ نجم الہُدیٰ)

— خیال رہے کہ انبیائے کرام اور شہدائے عظام کی برزخی حیات سے متعلق اتنی کثرت سے احادیث وارد ہیں کہ بڑے سے بڑا خارجی اور ظواہر قرآن وحدیث کی بنیاد ڈالنے والوں میں سے کوئی نامور اور بھاری بھرکم قسم کا پہلوان بھی حیات بعد الموت کا انکار نہیں کر سکتا۔

— دلوں کے بھید خدا جانتا ہے لیکن تقریری اور تحریری طور پر یہ لوگ اس اُمر پر مجبور ہو گئے ہیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برزخی زندگی کا اقرار کریں — البتہ آج کل کے کچھ خارجیوں نے احادیثِ رسولؐ سے آنکھیں بند کر کے اُودھم مچا رکھا ہے — اور نہایت ڈھٹائی سے اپنے خُبثِ باطن اور بغض و عناد کا اظہار کر رہے ہیں — جس سے ان کی باطل پرستی کی نشاندہی ہوتی ہے۔

نواب صاحب بھوپالی لکھتے ہیں:

اہلحدیث — غیر مقلدین حضرات کے بہت بڑے پیشواء مفسر جناب نواب محمد صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب — اَلشَّمَامَۃُ العَنبَرِیَّۃِ مِن مَولِدِ خَیرِ البَرِیَّۃِ — میں رقمطراز ہیں — فرماتے ہیں —

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان اور اقامت کیساتھ وَکَذٰلِکَ الاَنبِیَاءُ — ولہٰذا یہ بات کہی ہے کہ آپ کی ازواج پر عدت نہیں ہے اور آپ کی قبر پر فرشتہ مقرر ہے جو صلوٰۃ مُصلّین آپ کو پہنچاتا ہے —

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اعمال امت کے آپ پر عرض کئے جاتے ہیں۔ آپ امت کے

لئے استغفار کرتے ہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ ص ۵۲)

—— نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی فرقہ اہلِ حدیث کے عظیم رہنما گزرے ہیں —— اور آپ کئی کتب کے مصنف اور مفسرِ قرآن ہیں —— برِ صغیر میں غیر مقلدین انہیں اپنے فرقے کا سربراہ تسلیم کرتے ہیں —— نواب صاحب نے جو اپنا عقیدہ بیان کیا ہے —— وہ تمام غیر مقلدین کے نزدیک ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔

—— لہٰذا موجودہ دور کے غیر مقلدین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برزخی حیات کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار نہیں ہونا چاہیئے —— وگرنہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ تمام ظاہری فرقوں کے عقائد تضادات کا مجموعہ ہیں۔

فرقہ اہلِ حدیث کے ایک محدّث لکھتے ہیں:

جماعت اہلِ حدیث ہندیہ کے امام اور محدّثِ اعظم جناب میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔

اور حضرات انبیاء کرام (علیہم السّلام) اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر (قبر کے نزدیک) دُرود بھیجتا ہے۔ میں سُنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہے، چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے لیکن کیفیّت حیات کی —— اللہ تعالیٰ جانتا ہے اَوروں کو یہ کیفیت بخوبی معلوم نہیں۔

(ضمیمہ فتاویٰ نذیریہ ص ۵۵ بحوالہ رحمتِ کائنات ص ۳۰۰)

شارح ابوداؤد: سنن ابوداؤد کے شارح جناب شرف الحق عظیم آبادی نے ابوداؤد کی شرح "عون المعبود" میں علامہ جلال الدین سیوطی کے رسالہ "انتباہ الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء" — اور محدث کبیر علامہ امام بیہقی کے رسالہ "حیاۃ الانبیاء" — اور — "کتاب الاعتقاد" — سے اسناد کرتے ہوئے — انبیاء کرام اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔
وَھُوَ حَیٌّ دَائِمًا — کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔

(رحمتِ کائنات ص ۳۰۲)

نواب صاحب کے نزدیک: برصغیر میں وہابیوں کے مرشد اول جناب نواب صدیق حسن خان صاحب کے بارے میں (رحمتِ کائنات کے صفحہ نمبر ۳۰۳) پر لکھا ہے کہ — نواب صدیق حسن خان مرحوم خود دربارِ — نبوت میں حاضر ہوئے — اور شرف سلام سے مشرف ہوئے — اپنے سفر کے حالات کو اپنی مشہور کتاب —
— "رحلۃ الصدیق" کے صفحہ نمبر ۴ تا ۶ پر ذکر فرمایا — مرحوم علامہ عبدالحمید الخطیب شیخ الحرم وسابق رکن مجلسِ شوریٰ حکومتِ سعودیہ فرماتے ہیں کہ —

جب میں مسجد حرام میں مدرس تھا تو مجھ سے شام کے حاجی
نے آکر شکایت کی کہ میں بیت اللہ شریف کے مطاف میں

— اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ —

کہہ رہا تھا کہ ایک عالم نے جو اپنے آپ کو نجدی ظاہر کرتا ہے روک دیا، میں نے جناب شیخ ابنِ مانع اور جناب شیخ عبدالظاہر امام مسجد حرام سے پوچھا، توان دونوں نے فرمایا — کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں — مگر جس نے روکا ہے وہ اُن کے خلاف بُرا بھلا کہہ رہا ہے (گالیاں دے رہا ہوگا) — یہ بات اس قسم کی دوسری

باتیں لوگوں کی نظر میں وہابیہ نجدیہ کی حقارت کا باعث بنی ہوئی ہیں ــــ کیا واقعی علمائے نجدیہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ــــ

ــــ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ ــــ

کہنا حرام ہے ــــ تو میں نے اُس کو جواب دیا کہ تمام اسلافِ وہابیہ اسی سلام کو جائز قرار دیتے ہیں ــــ بعض لوگ خواہ مخواہ اپنے غلط عقائد کو وہابیہ کے ساتھ خلط ملط کر کے وہابیہ کو بدنام کر رہے ہیں۔

(رحمتِ کائنات ص ۳۰۳)

ــــ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلِ حدیث بیچ اس مسئلہ کے کہ ــــ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ ــــ کہنا جائز ہے کہ نہیں ؟ ــــ اگر جائز ہے تو پھر آپ وہابیہ ہیں ــــ اور اگر حرام ہے تو پھر آپ کیا ہیں ؟ ــــ کیونکہ تمام اسلافِ وہابیہ نے اس سلام کو جائز قرار دیا ہے ــــ اگر آپ کا تعلق وہابیہ سے ہے ــــ تو پھر اپنی اپنی مسجدوں میں لاؤڈ سپیکروں پر بُلند آواز کے ساتھ ــــ

ــــ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ ــــ پڑھا کرو ــــ اور اپنے اسلاف کی پیروی کرو ــــ آپ کے لفظی شدائد اب تو برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں ــــ ملّتِ اسلامیہ پر رحم کرو ــــ اور جس ڈگر پر چلنے کی اب تیاری فرما رہے ہو وُہ رستہ سیدھا خانہ جنگی کیطرف جاتا ہے ــــ ہوسکتا ہے ابتدائی طور پر اپنے منصوبے میں تھوڑی دیر کے لئے ایک آدھ کامیابی حاصل ہو جائے ــــ مگر اسکے بعد جو منظر دیکھنے کو ملے گا، وہ اس قدر ہولناک اور تباہ کُن ہو گا ــــ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ــــ بقولِ حکماء جنونی کیفیّت کا دوسرا نام تباہی اور بربادی ہے۔

ــــ یاد رہے کہ آنے والے حالات پر نظر رکھنے والوں کی نظر اس کوہِ آتش فشاں کے دہانے پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہے ــــ جس سے جلد یا بدیر آتشیں سیّال بہنے والا ہے۔

—— اور وہ ہر قسم کے شدائد کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں —— بلکہ انکی کوشش ہے کہ مذہبی —— علمی —— فقہی —— اور فروعی اختلافات کو علمی مباحث تک محدود رکھا جائے —— اور علمی مناظرہ کو مجادلہ کی شکل میں تبدیل ہونے سے حتی المقدور روکا جائے —— حالانکہ انہیں مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وُہ تمام فرامین یاد ہیں —— جن میں سرکار علیہ السلام نے اپنی امت کو اُن خطرات سے آگاہ فرمایا ہے —— اور اُن حوادث کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اُن میں سے صرف ایک حدیث شریف قارئین کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔

حدیث شریف: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے —— فرماتے ہیں کہ —— حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یمن میں تھے —— تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں کچھ ایسا سونا بھیجا جو ابھی مٹی سے الگ ہونا باقی تھا سرکارؐ نے اسے چند آدمیوں کے درمیان تقسیم فرمایا —— اُن کے نام یہ ہیں —— اُقرَع بن حابس حنظلی —— عُتیبَہ بن بدر فزاری —— عَلقمَہ بن عُلاثہ عامری —— پھر بنو کلاب کے ایک شخص زید طائی —— پھر بنو نبھان کے ایک آدمی کو عطا فرمایا ——

—— حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تقسیم پر قریش نے مکدر ہو کر عرض کیا —— یارسول اللہ
تُعطِي صَنادِيدَ نجدٍ وَتَدَعُنا قالَ —— آپ نجد کے سرداروں کو عطا فرمارہے
اِنَّمَا فعلتُ ذَالِكَ لِاَتَاَ لَّفَهُمْ۔ —— ہو اور ہمیں چھوڑ رہے ہو؟[1] آپ صلی اللہ
—— علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں نے یہ اسلئے
—— کیا ہے تاکہ مانوس کروں اُن کو"
(مطلب یہ کہ —— یہ سب کچھ ان کی تالیف قلبی کے لئے ہے —— ان کی دلجوئی ——

---

[1]: قریش کا یہ عرض کرنا اس بنا پر تھا کہ اہلِ نجد کئی مرتبہ اہلِ اسلام کیساتھ دھوکہ اور فریب سے پیش آئے۔

ان کو مائل اور مانوس کرنے کیلئے ہے ۔ سرکار کی زبان سے نکلا ہوا لفظ اپنے اندر درجنوں معانی رکھتا ہے ۔

فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ — پھر (تھوڑی دیر بعد) ایک ایسا شخص آیا جس کی داڑھی گھنی تھی۔ —

مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ — اسکے رخسارے اٹھے ہوئے تھے

غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ — آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں

نَاتِئُ الْجَبِيْنِ — اور ماتھا ابھرا ہوا تھا

مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ — سر منڈا ہوا تھا

فَقَالَ — پھر وہ (بدبخت) کہنے لگا

اِتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ سے ڈر

قَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ عَصَيْتُهٗ اَيَاْمَنُنِيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ

آپ نے فرمایا اگر میں اللہ عزّ وجلّ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کی اطاعت کرنے والا دوسرا کون ہو سکتا ہے ؟ کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر امین نہیں بنایا ؟ اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے ؟

ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ — پھر وہ پیٹھ دے کر چل دیا

فَاسْتَاْذَنَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فِيْ قَتْلِهٖ — ایک آدمی نے اسکے قتل کرنے کی اجازت طلب کی

يَرَوْنَ اَنَّهٗ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ — صحابہؓ کا گمان یہ ہے کہ وہ خالد بن ولید تھے

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا — اسکی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہو گی

يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ — جو قرآن پڑھیں گے

لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ — "اور قرآن" انکے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا

یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ	ـــــ	وہ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے
وَیَدَعُوْنَ اَھْلَ الْاَوْثَانِ	ـــــ	اور انہیں وہ بت پرست سمجھتے ہیں
یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ	ـــــ	وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے
کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ	ـــــ	جیسے نکل جاتا ہے تیر
مِنَ الرَّمِیَّۃِ	ـــــ	شکار سے
لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ	ـــــ	البتہ اگر میں نے انکو پالیا تو ہلاک کردونگا انہیں
لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ	ـــــ	قوم عاد کی ہلاکت کی طرح

(سنن نسائی ج اول ص ۳۵۹/۳۶۰ مطبوعہ المطبع المجتبائی دہلی)

قارئین! مندرجہ بالا حدیثِ مبارکہ کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور غور کریں ـــ حضورؐ نے جس قوم کی نشان دہی فرمائی ہے ـــ وہ قوم آپ کے اِرد گرد وافر مقدار میں موجود ہے۔ حضورؐ کے فرمان کے مطابق وہ اسلام میں داخل ہو کر اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے ـــ یہ تشبیہ اُن کے عقائد کی پوری پوری عکاسی کر رہی ہے ـــ وُہ قرآنِ مجید کی تلاوت ضرور کریں گے مگر قرآن اُن کے حلقوم سے تجاوز نہیں کرے گا ـــ وہ مُسلمانوں کو قتل کریں گے، اور انہیں بت پرست تصور کرینگے۔ حالانکہ انکے ایمان کی گواہی اسی حدیث میں خود رسولِ کریمؐ دے رہے ہیں جیسے کہ یَقْتُلُوْنَ اَھْلَ الْاِسْلَامِ۔

وُہ اتنے بُرے اور ظالم ہیں کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــ کہ اگر میں اُنہیں پاؤں تو قوم عاد کیطرح قتل کر دوں۔

حضرات گرامی! ـــ وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں؟ ـــ حدیث رسولؐ کے تیور بتا رہے ہیں کہ وہ ستم گر کچھ زیادہ ہی بدنصیب ہیں ـــ اُن کی ہیئت کذائی بھی حدیث میں بیان ہوئی ہے اُن کی داڑھی گھنی اور اُلجھی ہوئی ـــ رُخساروں کی ہڈیاں

اُبھری ہوئیں ——— آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں ——— ماتھا باہر کی طرف نکلا ہوا ——— سَر منڈا ہوا ——— اور لہجے میں گستاخی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ——— آپ جب اپنے اردگرد غور سے دیکھیں گے تو اس قسم کی شکلیں آپ کو ضرور نظر آئیں گی ——— نسائی شریف کا حاشیہ دیکھنے پر ساری صورتِ حال واضح ہو گی۔

مولانا محمّد تھانوی محشّیٔ نسائی کی نشاندہی :

مولانا حافظ محمد محدّث تھانوی نے نسائی شریف پر حاشیہ لکھا ہے۔ وُہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے اُستاد بھی ہیں۔ انہوں نے اس حدیث شریف کے تحت لکھا ہے ——— کہ ———

——— اس سے مراد خارجی لوگ ہیں جو کہ اصُول وفروع میں (ابن) عبدالوہاب نجدی کے پیروکار تھے ——— اور جن کا گمان تھا کہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنا شرک ہے۔

وَمَنْ خَالَفَهُمْ هُمُ الْمُشْرِكُوْنَ،
وَيَسْتَبِيْحُوْنَ قَتْلَنَا اَهْلَ السُّنَّةِ

اور جو لوگ مذہباً اُن کے خلاف ہوں وُہ مشرک ہیں۔ اور ہمارا اہلِ سنّت کا قتل کرنا مباح سمجھتے تھے اور لکھتے ہیں ——— کہ علامہ شامیؒ نے بھی ردالمختار میں تصریح فرمائی ہے ——— مولانا محمد تھانوی لکھتے ہیں :

وَيُدْعَوْنَ فِيْ بِلَادِنَا بِاسْمِ الْوَهَّابِيِّيْنَ وَغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

اور اُن کو ہمارے شہروں میں وہابی اور غیر مقلّد کے نام سے پکارا جاتا ہے

(نسائی ج اوّل حاشیہ ص ۳۶۰ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

حضرات گرامی! آج نہیں تو کل آپ لوگ اُن کے مظالم کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ آج بھی اُن کی ریشہ دوانیاں عروج پر ہیں ——— لیکن کچھ حصہ اُن کا خفیہ ہے

زبان آگ اُگل رہی ہے ــــ کلام اس قدر گستاخانہ کہ انسانیت پناہ مانگے ــــ قلم سے نکلنے والے زہریلے الفاظ خانہ جنگی اور تباہی کا پیش خیمہ نظر آتے ہیں ــــ

ــــ ارباب وبست وکشاد کو چاہیئے کہ وہ فوراً ان امُور کی طرف توجہ مبذول کریں ــــ اور خفیہ نگاہیں اُن پر مرکوز کریں ــــ بصُورتِ دیگر انہیں پچھتاوے کا وقت بھی نہ مِل سکے گا ۔

ــــ اُن کی قلم وزبان کا نشانہ جُملہ انبیاء ــــ بالخصوص رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ــــ اصحابِ رسول رضؓ ــــ اہلبیتِ رسولؐ ــــ بزرگانِ دین ــــ اولیائے کرام صُوفیائے عِظام ــــ علمائے اہلسنت ــــ مزاراتِ مقبولانِ خُدا ــــ اور آئمہ اربعہ

ــــ بالخصوص امام المسلمین حضرت امام ابو حنیفہ رضؓ ــــ اور اُمتِ مسلمہ کے متفقہ فقہی مسائل ہیں ــــ انکا سارا زورِ قلم تفرقہ بازی ــــ فرقہ واریّت کو ہوا دینے پر صرف ہورہا ہے

ــــ دہشت گردی کا لاوا اُگلنے والا دہانہ صرف ایک ہے جس سے اہلِ شعور بخوبی واقف ہیں ــــ اور دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والے ممالک کو بھی اربابِ بَست وکشاد پوری طرح جانتے ہیں ــــ پھر بھی پتہ نہیں کن مصلحتوں کی بنا پر ان اہم ترین انتظامی امور کی طرف سے آنکھیں بند کیئے ہوئے ہیں ۔ محبِّ وطن دانشوران امور کے سربستہ رازوں کی دَرک لگانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں ــــ کہ وُہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنا پر ایسا ہو رہا ہے ــــ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے اصل وارثوں کی زبان سے اِحتجاج کی صُورت میں لیکن مدھم آواز میں صدائیں بلند ہو رہی ہیں ــــ اور ان صداؤں میں دن بدن تیزی آتی جا رہی ہے ــــ اسلیئے اقتدار کی ناپائیدار کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو پہلی فرصت میں دہشت گرد تنظیموں کو غیر مسلح کرنا کرنا ہوگا ــــ زمامِ حکومت ہاتھوں میں تھامنا بہت آسان ہے لیکن اس منہ زور شہوار کو راہِ راست پر چلانا ذرا مشکل ہے ــــ اربابِ اقتدار ! ــــ اگر تمہارے اذہان مکمل

طور پر شل نہیں —— ہوئے تو اس تلخ حقیقت کو اپنے ذہن کے کسی کار آمد خانے میں بٹھا لیں کہ جو مصطفےٰ کریم کا وفادار نہیں وُہ تمہارا اور ملک کا کبھی بھی وفادار نہیں ہو سکتا وہ اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے —— تمہیں ڈسنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرے گا —— جیسے تم لوگوں سے پہلے لوگوں کی حکومتوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکتا رہا ہے —— اربابِ اقتدار ! اگر تمہارے دلوں میں ذرّہ برابر بھی حُبُ الوطنی کا نور موجود ہے —— تو اپنے پیارے مُلک —— اور اپنی عظیم ملّت کے دُشمنوں سے ہوشیار رہیئے —— وگرنہ تاریخ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

—— ساری مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ہمّت اور جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نارِ نمرود کو بھڑکنے سے پہلے ہی دریائے حُبُ الوطنی کے پانی سے بُجھا دیں —— اور مذہبی جنونیوں سے آتشیں درس لینے کی بجائے —— دلوں میں اپنے پیارے رسولؐ کی محبّت کے گلشن سجائیں۔

خضر کی تقلید میں ہر گز نہ جانا چاہیئے
آدمی کو اپنا رستہ خود بنانا چاہیئے
عشق کی توہین سے اندیشۂ سُود و زیاں
آستانہ بُرق کی زَد میں بنایا چاہیئے!

مُتفرّقات

○

ظاہری شکل وصورت میں :

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآرا کتاب " انفاس العارفین " میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

—— کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں —— کہ میرے والد شہید۔ شہادت کے بعد کبھی کبھار ظاہری شکل وصورت میں مجسّم ہو کر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے —— اور حال ومستقبل کی خبریں سُنایا کرتے تھے —— ایک دفعہ مخدومی برادر گرامی کی دُختر کریمہ بیمار ہوگئی —— اس کی بیماری نے طول پکڑا ، انہی ایام میں ایک دن تن تنہا میں اپنے حجرے میں سو رہا تھا کہ اچانک والد شہید تشریف لائے —— اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو ایک نظر دیکھ لوں —— لیکن اس وقت گھر میں بہت سی مستورات آئی ہوئی ہیں، انکی موجودگی میں وہاں جانا طبیعت پر گراں گزرتا ہے، تم ان مستورات کو ایک طرف کردو، تاکہ میں کریمہ کو دیکھ لوں ——

—— چونکہ اس وقت ان مستورات کا وہاں سے اٹھنا خلاف مصلحت تھا اسلئے میں نے ان اور کریمہ کے درمیان پردہ لٹکا دیا —— اس کے بعد وہ اس طرح ظاہر ہوئے —— کہ کریمہ اور میرے علاوہ انہیں کوئی نہ دیکھ رہا تھا —— کریمہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا —— عجب بات ہے لوگ تو انہیں شہید کہتے ہیں —— حالانکہ یہ زندہ ہیں۔

—— فرمانے لگے اس بات کو چھوڑو! —— تم نے بیماری میں کافی تکلیف برداشت کی ہے انشاء اللہ کل صبح کی اذان کے وقت تمہیں مکمل نجات مل جائیگی —— یہ بات

فرما کر اٹھے اور دروازے کے راستے باہر نکلے ـــــ میں بھی اُن کے پیچھے روانہ ہُوا ـــــ فرمایا تم ٹھہرو ـــــ اور پھر غائب ہو گئے ـــــ دوسرے روز اذان کے وقت کریہ کی رُوح پرواز کر گئی ـــــ اور اس نے ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کر لی۔

(انفاس العارفین اردو ص ۱۱۵)

ـــــ برزخی حیات کے منکر بھی بڑے دبنگ انداز میں یہ نعرہ بلند کرتے ہیں ـــــ کہ جی ہم تو حضرت ولی اللہ صاحب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ـــــ حالانکہ اُن کی یہ بات سراسر فریب ہے ـــــ اگر وہ اپنے اس دعویٰ میں سچے ہوتے تو پھر اُن کی موجودہ رفتار و گفتار میں اتنی لرزش اور تھرتھراہٹ نہ ہوتی ـــــ میرے خیال کے مطابق یہ لوگ کسی کے پیروکار نہیں ـــــ یہ فقط طاغوت کے فرماں بردار ہیں۔

قطبُ الاقطاب اور شاہ عبدالرحیمؒ :

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت قطب الاقطاب "شیخ المشائخ حضرت خواجہ" شیخ قطبُ الدین بختیار آوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے گیا ـــــ آپ کی رُوح مبارک ظاہر ہوئی ـــــ اور مجھے فرمایا کہ تمہیں ایک فرزند ملے گا ـــــ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا ـــــ اس وقت میری زوجہ عُمر کے اس حصّہ میں پہنچ چکی تھیں، جس میں اولاد کا پیدا ہونا ناممکن ہوتا ہے ـــــ

ـــــ میں نے سوچا کہ شائد اس سے مراد بیٹے کا فرزند یعنی پوتا ہے ـــــ میرے اس وہم پر آپ فوراً مطلع ہو گئے ـــــ اور فرمایا میرا مقصد یہ نہیں ـــــ بلکہ یہ فرزند (جس کی بشارت دی گئی) خود تمہاری صُلب سے ہوگا ـــــ کچھ عرصہ بعد دوسرے عقد کا خیال پیدا ہوا (شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں)

ـــــ اسی سے کاتب الحروف پیدا ہوا ـــــ "فرماتے ہیں کہ" میری پیدائش کے وقت والد صاحب کے ذہن سے یہ واقعہ اُتر گیا ـــــ اس لئے انہوں نے ولی اللہ نام رکھ

دیا۔۔۔ کچھ عرصہ بعد جب انہیں یہ واقعہ یاد آیا تو انہوں نے میرا دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

(انفاس العارفین مترجم مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۱۱۰)

شاہ ولی اللہ صاحب" یعنی قطب الدین احمد" محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے والے شاہ ولی اللہ کی کتاب انفاس العارفین کا مطالعہ کریں۔۔۔ اور پھر اپنے اُول، جلول عقائد پر غور فرمائیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نورِ صداقت کی کوئی ایک کرن دل کے کسی خانے میں پھینک کر تاریکیوں کو اُجالوں میں تبدیل کر دے۔

شاہ عبدالرحیم" صاحب کے قول کے مطابق قطب الاقطاب جیسی عظیم ہستی۔۔۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے امام کی شان یہ ہے کہ بعد از وفات بھی اس تصرف کے مالک ہیں۔ کہ دل میں ایک لمحہ کے لئے پیدا ہونے والے خیال کو بھی جان لیتے ہیں۔

بعد از وفات تصرف :

۔۔۔ حضرت شاہ عبدالرحیم۔۔۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے والد گرامی فرماتے ہیں کہ۔۔۔

۔۔۔ اکبر آباد میں میں مرزا محمد زاہد سے تعلیم کے دوران۔۔۔ ایک دفعہ درس سے واپسی پر میرا ایک لمبے کوچے سے گزر ہوا۔۔۔ اس وقت میں خوب ذوق میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار گنگنا رہا تھا۔۔۔ (شعر یہ ہیں)۔۔۔

جز یادِ دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سرِ عشق ہر چہ بخوبی بطالت است
سعدی بشوی لوحِ دل از نقشِ غیر حق
علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است

"فرماتے ہیں"۔۔۔ اتفاق کی بات کہ چوتھا مصرعہ میرے ذہن سے اُتر گیا۔۔۔ ہر چند کہ ذہن پر زور دیا لیکن یاد نہ آیا۔

۔۔۔ اس تار کے ٹوٹنے سے میرے دل میں سخت اضطراب۔۔۔ اور بے ذوقی کی

کیفیت پیدا ہوئی ـــ کہ اچانک ـــ ایک فقیر منش ـــ ملیح چہرہ ـــ دراز زلف ـــ پیر مرد نمودار ہوا ـــ اس نے مجھے لُقمہ دیا۔

"علمے کہ راہِ حق نہ نماید جہالت است"

ـــ فرماتے ہیں ـــ میں نے کہا جزاک اللہ خیرالجزاء ـــ آپ نے مجھے کتنی پریشانی سے نجات دلائی ہے ـــ اور میں نے ان کی خدمت میں کچھ پان پیش کئے ـــ انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا ـــ کہ بھُولا ہُوا مصرعہ یاد دلانے کی مزدوری ہے؟ ـــ میں نے عرض کیا نہیں یہ بطورِ ہدیہ اور شکریہ پیش کر رہا ہوں ـــ انہوں نے فرمایا میں پان استعمال نہیں کیا کرتا، میں نے عرض کیا پان کے استعمال میں کوئی شرعی پابندی ہے ـــ یا طریقت کی رُکاوٹ؟ اگر کوئی ایسی بات ہے تو مجھے بھی بتائیے تاکہ میں بھی اس سے احتراز کروں۔

ـــ انہوں نے فرمایا ایسی کوئی بات نہیں ـــ البتہ میں پان کھایا نہیں کرتا ـــ پھر فرمانے لگے ـــ مجھے جلدی جانا چاہیئے ـــ میں نے کہا میں بھی جلدی چلوں گا ـــ انہوں نے فرمایا میں جلد تر جانا چاہتا ہوں ـــ یہ کہہ کر انہوں نے قدم اٹھایا اور کوُچے کے آخر میں رکھا ـــ میں نے جان لیا کہ کسی اہلِ اللہ کی رُوح مُبارک انسانی شکل میں جلوہ گر ہے ـــ

ـــ میں نے آواز دی کہ اپنے نام سے تو اطلاع دیتے جائیے ـــ تاکہ فاتحہ خوانی تو پڑھ لیا کریں ـــ فرمایا فقیر کو سعدی کہتے ہیں ـــ (گفت سعدی ہمیں فقیر است)

(انفاس العارفین ص ١١١)

ـــ اُوپر درج واقعات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآرا کتاب "انفاس العارفین" سے لئے گئے ہیں ـــ جن سے حیات بعد الموت کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے۔

ـــ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے انتقال فرمانے کے بعد

بھی باذن اللہ تصرف فرماتے ہیں ـــ اور اپنی ظاہری شکل و صورت میں اس عالمِ دنیا میں آسکتے ہیں ـــ

ـــ بیماروں کی تیمار داری کر سکتے ہیں ـــ اور بھولا ہوا سبق بتا سکتے ہیں ـــ

ـــ منکرین حیاتِ رسولؐ اگر شاہ صاحب کی تعلیمات سے مخلص ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ وُہ اپنے آلودۂ باطل نظریات سے توبہ کریں ـــ اور فتنہ و فساد کی روش کو ترک کر دیں۔

ـــ قارئینِ کرام ـــ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ـــ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظرِ عنایت کا نتیجہ و نشان ہے کہ مجھ جیسے ناتواں ـــ اور بے مایہ و بے بضاعت انسان میں کچھ لکھنے کا حوصلہ پیدا ہوا ـــ اور یہ اسی قادر و قدیر ـــ اور خالق و مالک کی کرم نوازیاں ہیں کہ آج یہ مختصر سی کتاب "حیاتِ رسولؐ" آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ـــ دُعا ہے کہ اللہ ربّ العزّت ہم سب پر کرم و فضل کی بارش فرمائے ـــ اور اُمّتِ مُسلمہ کو ہر قسم کے نفاق و اختلاف ـــ اور انتشار و خلفشار سے محفوظ فرمائے ـــ

(آمین)

نعت

انبیاء کے تاجور، اے شافعِ روزِ حساب
نُورِ حق، فلکِ رسالت کے درخشاں آفتاب

گلشنوں میں بانٹتے پھرتے ہیں خوشبو چارسو
بھیک لیکر تجھ سے کستوری و عنبر اور گُلاب

آج بھی ہے تُو حیاتِ سرمدی سے سرفراز
آج بھی ہے ہر دُعائے پاک تیری مُستجاب

چل رہے ہیں آج کل کچھ لوگ شیطانوں کی چال
مُردہ کہتے ہیں تجھے وُہ بے دفتر، خانہ خراب

کر رہے ہیں جو، بھی انکارِ حیاتِ مصطفےٰ
کٹ گئی اُن سب کے ایمانوں کے خیموں کی طناب

شرک کہتا ہے جو تعظیمِ نبیؐ کو — برملا
بے حیا، بے دین ہے ابلیس کا وُہ ہمرکاب

روک لے اپنی زباں اے مُنکرِ وصفِ نبیؐ
سوچ ناداں، آگیا ہے سر پہ یومِ احتساب

روک لے تُو بھی خضرؔ یہ اپنا کلکِ شعلہ بار
ہیں بھڑک اُٹھے ترے اشعار مثلِ التہاب

اپنی پلکوں سے درِ احمدؐ کی چوکھٹ چُوم لے
اِک نظر سے دُور کر دیں گے ترا ہر اضطراب

یا نبیؐ، یا مصطفےٰؐ، یا رَحمتَ للعٰلمین،
ہو کرم کی اِک نظر مجھ پر طفیلِ بُوترابؓ

(خضرؔ)

☆

دعوتِ فکر و عمل

اک نئی دنیا، نیا رنگِ جہاں پیدا کریں
اس دلِ کمزور میں عزمِ جواں پیدا کریں

لمحہ لمحہ اُٹھ رہا جس سے نیا طوفان ہو
اپنے سینے میں وہ بحرِ بیکراں پیدا کریں

پتے پتے میں ہو جنکے جھومتی تازہ بہار
ان بیابانوں میں ایسے گلستاں پیدا کریں

چیر کر افلاک کو جائے جو عرشِ پاک پر
ایسی میرے ہم نوا طرزِ فغاں پیدا کریں

جن سے ہو کیف و محبت، سوز و مستی آشکار
جام کچھ ایسے بھی اے پیرِ مغاں پیدا کریں

خضر

کتاب "حیاتِ رسول" کچھ تھوڑے سے اضافے کے ساتھ مکمل ہوئی —— اِس میں وہ تمام امور موجود ہیں، جو ایک مسلمان کے صحیح عقائد و نظریات کیلیے نہایت ضروری ہیں —— چونکہ تمام عبادات کا دارومدار صحیح اور درست عقائد پر ہے اس لئے ضروری تھا کہ ان مسائل پر کچھ نہ کچھ ملتِ اسلامیہ کے سامنے پیش کر دیا جائے، تاکہ مسلمان اس قسم کے پروپیگنڈے سے محفوظ رہیں کہ حیاتِ برزخی کوئی چیز نہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا محبوب اور آخری رسولؐ بھی قبر میں جاکر خاک کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکا ہے —— نہایت سلیس انداز میں ان تمام اعتراضات کا جواب لکھ دیا ہے جو ظاہری فرقوں کے علماء کیطرف سے اٹھائے گئے ہیں ——

لیکن یہاں مندرجہ بالا عنوان کے تحت اُن مسائل کی طرف اشارہ کرنا مقصود

ہے جو مستقبل قریب میں رُونما ہونے والے ہیں ـــــ ملکِ خداداد پاکستان جن آفتوں میں گِھرا ہُوا ہے ـــــ اور جو آفتیں جبڑے کھولے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہی ہیں اُن کا سدِّ باب کرنے کے لئے اہلِ پاکستان اور تمام اہلِ اسلام کو کمربستہ رہنے کے لئے مستعد، آمادہ اور بیدار کرنا مقصود ہے۔

اہلسنّت : اہلسنّت وجماعت ہی وہ مذہبِ مہذّب ہے اور اس کے پیروکار افراد ہی ایسے لوگ ہیں جو صداقتوں کے امین اور دینِ حقّہ کا علَم اٹھائے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں ـــــ اسی جماعت کے علمائے کرام ہی اس قابل ہیں کہ وہ قرآنِ مجید کی سچّی تفسیر اور احادیثِ نبوی کی صحیح تعبیر سے مسلمانوں کی دینی اور مذہبی رہنمائی فرما سکتے ہیں ـــــ ان کی خدمت میں چند معروضات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ وہ آنے والے حالات پر نظریں جما کر قوم کو بیدار کرنے کا فریضہ اَدا فرمائیں ـــــ

ـــــ علماء و مشائخ اور عوام اہلسنّت کیا؟ آپ کو ان سازشوں کا علم ہے جو آپکو تباہ و برباد کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر ہو رہی ہیں ـــــ آپ کے دین کو مٹانے کے لئے کروڑوں ڈالر روزانہ خرچ ہو رہے ہیں ـــــ کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ کے بزرگوں اور اولیائے کرام کے مزارات کو عنقریب منہدم کیا جائیگا؟

ـــــ اور اُن مزارات پر حاضری دینے اور فاتحہ خوانی کرنے والوں کے سینوں پر بندوق کی نالی رکھ کر جبراً روکا جائے گا ـــــ

ـــــ کیا آپ اس بات سے آگاہ ہیں کہ آپ کے مدارس پر ناگہانی آفتیں ٹوٹنے والی ہیں؟ ـــــ کیا آپ ان اُمور سے واقف ہیں کہ علماء و مشائخ کو آتشیں اسلحہ کے زور پر اس پاک دھرتی سے مٹانے کی منصوبہ بندی مکمل ہو چکی ہے؟

ـــــ اور وقت کا تعیُّن بھی کیا جا چکا ہے ـــــ اگر نہیں جانتے تو جان لیں ـــــ

— اور اگر جانتے ہیں تو پھر مذہب حقہ کو بچانے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں — سوادِ اعظم کو ان تمام آلام سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو منظم کریں —

— اپنے ان سیاسی لیڈروں (جو آج تک آپ کے کام نہ آسکے) کو چھوڑ کر اپنی صفوں سے کار آمد قیادت کو تلاش کریں — ذاتی اور مالی منفعت کی خاطر جماعتی مصلحت کا نام لے کر تن پروری کرنے والے نام نہاد سیاسی لیڈروں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں، جو لیڈر صاحبان خود لسانی عصبیت کا شکار ہیں وُہ دوسروں کو کیا راہ دکھائیں گے — ایسے لیڈروں کا کیا فائدہ جو قوم کو آلام کی چکّی میں پستا ہوًا دیکھ کر جُگالی کرنے لگیں — ان حقیقتوں کا وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو پرلے درجے کا بے شعورا اور اپنی ذات کے سوا کچھ بھی سوچنے کے قابل نہ ہو —

— اس قسم کے لیڈر ملّتِ اسلامیہ کی سفید چادر پر بدنما داغ ہیں — یہ ایسی ڈھیٹ قسم کی تارکول کے داغ ہیں جن کو دھونے اور صاف کرنے کیلئے ایک مدّت درکار ہے — ان لوگوں نے ملّت کو ایک گرداب میں پھنسا دیا ہے جس سے نکلنے کی کوئی سبیل و تدبیر نظر نہیں آرہی — ان کی ذاتی انا اور باہم لڑائیوں نے قوم کو مایوسیوں کی دُلدل میں دھکیل دیا ہے — ان کے دامن میں تمہارے لئے کچھ نہیں — لہٰذا ان سے دامن چھڑا کر آگے بڑھو — اور سنگین دیواروں کو توڑ کر اپنا رستہ خود تلاش کرو۔

— جہادِ کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لو — تمہارے دِلوں کے چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی — اور تمہیں مٹانے کے لئے جو اسلحہ جمع ہو رہا ہے اس کا رُخ طاغوت کیطرف موڑنے کے لئے کمر باندھ لو — اور ان مٹھی بھر شر پسندوں اور دہشت گردوں کی غلاظت سے اپنے پاک وطن کو پاک کر دو — اور جو لوگ جہاد کے نام پر

دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اُن کو جہاد کا صحیح رستہ دکھا دو ۔۔۔

فرقہ وارانہ دہشت گردی :

فرقہ وارانہ دہشت گردی کے عفریت نے ملّتِ بیضا اور امتِ مسلمہ کو برباد کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا ۔۔۔ اسی دہشت گردی کے باعث آج قومِ رسولِ ہاشمی بندوقوں اور سنگینوں کے سائے تلے نمازیں اَدا کرنے پر مجبُور ہو گئی ہے ۔۔۔ علماء کا رُوپ دھار کر چند جاہلوں ۔۔۔ دہشت گردوں ۔۔۔ اور شر پسندوں ۔۔۔ ملک دُشمنوں ۔۔۔ اور ملّت فروشوں ۔۔۔ دین کے سوداگروں ۔۔۔ اور وطنِ عزیز کی پاکیزہ مٹّی کو چند ناکارہ سکوں کے عوض گروی رکھ کر اپنا مطلب نکالنے والوں نے علمائے کرام کے تقدس و مرتبت ۔۔۔ عزّت و وقار کو خاک میں ملا دیا ہے ۔۔۔ یہ علماء نہیں بھیڑیے ہیں ۔۔۔ جنہیں طاغوت نے سستے داموں خرید کر اپنا آلۂ کار بنا رکھا ہے ۔۔۔ یہ ایسے جنونی قاتل ہیں جن کا علاج کسی طاقت ور حکومت کے پاس بھی نہیں ۔۔۔ انہوں نے اپنے چہروں پر ایسے ایسے خول چڑھا رکھے ہیں جو سرکاری خوردبینوں سے بھی نظر نہیں آ سکتے ۔۔۔ یا پھر اس کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے ۔ کہ سرکاری کرسیوں پر براجمان ان کے سرپرست اربابِ بست و کشاد کی آنکھوں میں ہر بار دُھول جھونکنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں حکُومتی حلقوں کو چاہیئے کہ اپنے اردگرد کا جائزہ لیں ۔۔۔ یہ بات سچ ہے کہ حکومتوں بلکہ پختہ اور مضبوط حکومتوں کی شکست و ریخت ۔۔۔ ٹوٹ پھوٹ ۔۔۔ اگھاڑ بگاڑ ۔۔۔ کا موجب یہی لوگ ہیں ۔۔۔ اور ان امُور میں زیادہ اور اہم ترین کردار ۔ یہی لوگ ادا کرتے ہیں ۔۔۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ حکومتی کرسیوں کے گرد حلقہ باندھ کر ۔۔۔ خوشامد اور چاپلوسی کو مذہبی مصلحت کا نام دے کر سب سے زیادہ فوائد بھی یہی لوگ حاصل کرتے ہیں ۔۔۔ اور عقل کے دشمن حکمران یہ سمجھ بیٹھتے ہیں ۔۔۔ کہ یہ لوگ ہی ہمارے وفادار

ہیں ___ اور ان عقل کے اندھوں کو یہ تک معلوم نہیں کہ جو رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار نہیں وُہ ہمارے اور ملک و ملت کے وفادار کس طرح ہو سکتے ہیں ___

ہم ہر قسم کی حکومتوں کو حقیقت پر مبنی یہ بات بتانا ضروری اور اپنا فرض سمجھتے ہیں ___ کہ اگر تم اپنے پیارے وطن پاکستان کے خیر خواہ ہو ___ اور اگر تم اس کو بچانا چاہتے ہو تو ان مذہب کے نام پر دہشت گردی پھیلانے والوں کا مکمل طور پر قلع قمع کر دو ___ اور پھر دیکھنا کہ آپ کو دُور سے بھی ترقی کی شاہراہیں نظر آنے لگیں گی ___ اگر تم نے حکومتی مصلحتوں کے پیشِ نظر ان مذہبی بھیڑیوں کو کھلی چھٹی دے دی تو پھر وطنِ عزیز کا خُدا حافظ۔

فرقہ واریّت : اس بے آئین وقانون ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اس کے ہر ادارے میں فرقہ پرستی کے عفریت دندناتے پھرتے ہیں ___ مسجدیں ہوں یا مدارس ___ تعلیمی ادارے ہوں یا ثقافتی دفاتر ___ نشریاتی مقامات ہوں یا صحافتی دفاتر ___ کارخانے ہوں یا ملیں ___ ہر جگہ فرقہ واریّت کے جراثیم پائے جاتے ہیں ___ یہاں تک کہ افواجِ پاکستان کے مختلف محکمے بھی ان زہریلے جراثیم سے پاک نہیں ___ بلکہ یہ کہنا ناروا نہ ہوگا کہ سب سے زیادہ اور مضبوط فرقہ پرستی فوج ہی میں پائی جاتی ہے ___ ایک فرقے کی کتابیں فوجی خرچے پر شائع فرما کر مفت یا معمولی قیمت پر تقسیم کرنا ایسی فرقہ واریّت ہے جس کی مثال دوسرے اداروں میں بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ___ علماء کو فوج میں بطورِ امام خطیب بھرتی کرتے وقت قابلیت دیکھنے کی بجائے اپنے تصوراتی اور ذاتی نظریات کو مقدم رکھنا اور اختلافی مسائل کو چھیڑنا فرقہ پرستی اور فرقہ واریّت نہیں تو پھر کس چیز کا نام فرقہ واریّت ہے ___ یہ تمام باتیں عرصہ علم کے شہسواروں کو زیب دیتی ہیں ___ جو لوگ اُردو زبان کے صحیح تلفظ پر قدرت نہیں

رکھتے وُہ بھلا علمِ کلام کے اسرار و رموز ـــ اور عقائد کے حقائق و دقائق کو کس طرح حل کرنے کا یارا رکھتے ہیں ـــ وُہ بے چارے کیا جانیں کہ عقائد کے وسیع ترین سمندر کی تہہ میں چھپے ہوئے حقیقت کے تابناک موتیوں کو کس طرح نکالا جاتا ہے ـــ علم کے بحرِ بے کنار کے مدّو جزر کی کیفیتوں کو وُہ لوگ کیا جانیں جو گندے اور غلیظ تالاب کی گندی مچھلیوں کو کنارے پر بیٹھ کر خمیدہ کانٹے کی مدد سے پکڑنے کے عادی ہوں ۔

ـــ علمی گتھلیاں سلجھانا، صرف اہلِ علم و دانش کا حصّہ ہے ـــ ہر ایرے، غیرے نتھو خیرے کے بس کا روگ نہیں ـــ

ـــ اسلام میں مشاورت سنّتِ مصطفوی ؐ ہے ـــ لہٰذا مشورۃً عرض گزار ہوں کہ ـــ "جس کا کام اُسی کو ساجے اور کرے تو ٹھینگا باجے" ـــ کی کہاوت کے مطابق آپ اپنے کام سے کام رکھیں مفسّرِ قرآن بننے کی کوشش نہ فرمایا کریں ـــ

ـــ میرے اور میری جماعت ـــ اہلِ سنّت و جماعت کے نزدیک افواجِ پاکستان ـــ اور اسلام کا ہر مجاہد ـــ ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا ہر محافظ قابلِ قدر ـــ

ـــ اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہر محبِّ وطن کی آنکھ کا تارا اور دل کا سُرور ہے ـــ مندرجہ بالا سطور صرف اربابِ حلّ و عقد کی قلبی توجّہ ان خطرناک قسم کے امور کی جانب مبذول کرانے کے لئے سپردِ قلم کیں تاکہ فرقہ واریّت کے بھوت کو ذہنوں پر سوار نہ ہونے دیا جائے ـــ اور اتحاد و یگانگت کی فضا ہموار کرنے میں اختیاری کرسیوں پر جلوہ افروز لوگ مثبت کردار ادا کرنے میں ہماری مدد کریں ۔ اور گندی سیاست کی عفونت سے مشامِ دماغ کو بچا سکیں ـــ

طاغوت کا دام ہمرنگِ زمین : طاغوت ـــ طاغوتی ـــ اور طاغی کے معانی لغت کی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں ـــ ہم اس عنوانِ بالا کے ضمن میں صرف استعاروں کی زبان میں ـــ اور کہیں کہیں واضح الفاظ میں بھی بات کریں گے تاکہ اہلِ اسلام پر ٹوٹنے والی بلاؤں سے بچنے کی تدابیر کی جا سکیں ۔

خیال رہے کہ اسلام میں فرقہ واریّت کی ابتداء بھی طاغوتی اور اسلام دشمن طاقتوں نے کی تھی اور اب اُسے شدّت کے انتہائی عروج پر پہنچانے کا کام بھی طاغوتی اور اسلام دشمن طاقتیں ہی سرانجام دے رہی ہیں ـــ اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت وسطوت کو روکنے اور اہلِ اسلام کو افتراق وانتشار میں مبتلا کرنے کا آغاز ابنِ سبا یہودی نے کیا تھا ـــ اور اب بھی اس کی ذرّیت نہایت چالاکی کے ساتھ عیسائیت کو آلۂ کار بنا کر امّتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے ۔

جن ممالک میں مسلمانوں کی قلّت ہے وہاں پر ان لوگوں کا حربہ اُتنا کارگر نہیں ہوتا جتنا اُن ممالک میں کام دیتا ہے جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے ـــ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں واضح طور پر مسلمانوں کو یہ انتباہ کر رکھا ہے کہ وُہ یہودیوں اور عیسائیوں پر کسی بھی صُورت بھروسہ نہ کریں ـــ مگر مسلمان پوری قوت سے ان فرامینِ الٰہی کے برعکس کردار ادا کر رہے ہیں ۔

ـــ آج دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں کی کثیر تعداد فرقہ واریت کی اس لعنت سے نجات اور خلاصی کی خواہاں ہے ـــ مگر اس ضمن میں کوئی مثبت صورت نظر نہیں آ رہی ـــ طاغوت کے ستم سے بچنے کیلئے ـــ اور اس کے نقصانات پر قابو پانے کے لئے ـــ ہمارے پاس چند تجاویز ایسی ہیں جنہیں رُوبہ عمل لا کر

ملک کو خانہ جنگی سے بچایا جا سکتا ہے۔

—— پہلی بات یہ ہے کہ ہر وہ فرقہ جو انتہا پسندانہ رجحانات کا حامل ہے، کو ملنے والے اس مال وزر کے ذرائع معلوم کئے جائیں جو اس کی جڑوں کی آبیاری کرتے ہیں —— اور یہ کام ہر حکومتِ وقت آسانی سے کر سکتی ہے —— اسلئے کہ حکومت کے پاس وہ محکمہ موجود ہے —— اگر وہ چاہے تو ان ترسیل گاہوں کا پتہ چلا سکتا ہے —— جہاں سے انتہا پسندوں کے سربراہوں کو بڑی بڑی رقوم آتی ہیں —— شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے اُس محکمے کو فرقہ پرستوں اور انتہا پسندوں کے معاونین سے پاک کیا جائے ——

—— اس کام میں تھوڑی سی دشواری اس وقت پیش آسکتی ہے جب یہ معلوم ہوگا کہ یہ رقمیں ارسال کرنے والے لوگ بھی مسلمان ہی ہیں —— مگر جب کوئی "سیف الرحمٰن" حقیقتِ حال تک پہنچنے کا تہیہ کرے گا تو اس راز سے بھی پردہ اٹھتا چلا جائے گا کہ رقمیں ارسال کرنے والے مسلمانوں کے پیچھے طاغوت میں سے کون سی طاقت کا ہاتھ ہے۔

—— علاوہ ازیں عوام الناس میں دردِ دل رکھنے والے حضرات بھی اس سلسلہ میں حکومتِ وقت کی رہنمائی کر سکتے ہیں —— اور یہ مشکل امر نہیں اسلئے کہ جو فرقہ یا ادارہ اپنے محسنین کے سیاسی اور دیگر مقاصد حاصل کرنے کے لئے اسلحہ یا دولت کی نمائش کرنے میں پیش پیش نظر آئے اُس کے بارے میں یقین کر لیں کہ اُسے کہیں نہ کہیں سے غیر ملکی ایڈ پہنچ رہی ہے —— اور وہ اس ایڈ کو ایڈز کا مرض بنا کر اہلِ وطن مسلمانوں میں تقسیم کر رہا ہے۔

—— میرے پیارے وطن میں کچھ ایسے فرقے بھی موجود ہیں جو ایڈز کے مرض سے تو محفوظ ہیں —— مگر ان کے سربراہ اہلِ اسلام کو اسلئے ایک مرکز پر جمع ہوتے

ہوئے نہیں دیکھ سکتے کہ اُن کا مذہبی کاروبار مُتاثر ہوتا ہے اور وُہ اسی میں اپنی عافیت منصوّر کرتے ہیں کہ اپنے اپنے فرقہ کی نمائندگی کرتے رہیں۔

— ہمارے خیال میں اُن لوگوں پر حکومت کچھ مہربانیاں کرنے کا ارادہ کرے تو آسانی سے ایک دوسرے کے قریب لا سکتی ہے — چُونکہ الگ الگ رہنے میں اُنکے مقاصد کی نگرانی کا کام غیر مسلموں کے ہاتھ میں نہیں ہوتا، اسلئے یہ لوگ آسانی سے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو سکتے ہیں، اور اس کا تجربہ متعدد بار ہو چکا ہے کہ باوجود آپس میں چند فروعی اور اعتقادی اختلافات کے یہ حضرات مع اپنے ساتھیوں اور ارادت مندوں کے اُس وقت ایک مرکز پہ جمع ہو جاتے ہیں جب مُلک و قوم اور اسلام کو ان اتحاد کی ضرورت ہو —

— چنانچہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا معرضِ وجُود میں آنا — اور تمام جماعتوں کا قومی اتحاد کی صُورت اختیار کر جانا — اور اس سے قبل جمع ہو کر مرزائیوں کو اقلیت قرار دلانا وغیرہ وغیرہ۔

— تاہم یہ بات ضروری ہے کہ ان فرقوں کے سربراہوں کو یقین دلا دیا جائے کہ اُن کے اِس اتحاد سے اُن کے مفادات کو نقصان پہنچائے بغیر ملک و ملّت اور دینِ اسلام کی خاطر خواہ خدمت اور معاونت کی جا سکتی ہے —

— یہ اسلئے ضروری اُمر ہے کہ عالمِ اسلام میں ہر بڑے مولوی نے ایک نئے فرقے کو جنم دے رکھا ہے — اور اس میں ذاتی مفاد کے سوا کچھ نہیں — اور ان علمائے ذیشان اور عالمِ اسلام کے ہر سکالر کو اس بات کا علم ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو اتحاد و یگانگت اور اتفاق و وحدت کا پیمبر بن کر آیا ہے — مسلمان قوم جس کا خُدا و رسولؐ اور قبلہ ایک ہے — اور جن لوگوں کو خالقِ ارضین و سماوات نے رنگ و نسل کی قید سے آزاد رہ کر ایک مرکز پر رہنے کی ہدایت

فرمائی، اور پھر انہیں بذریعۂ وحی ــــ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا ــــ کا حکم دیکر ــــ وَلَا تَفَرَّقُوا ــــ کی تہدید فرمائی ــــ

ــــ مگر یہ امتِ مسلمہ جسے اُمتِ وُسطیٰ کا نام دیا گیا ــــ افتراق و انتشار کا شکار ہو گئی اُن کی وحدت پارہ پارہ ہو کر فرقہ بندیوں میں بٹ گئی۔

کسی بھی قوم کے زوال و انحطاط کی انتہاء یہ ہے کہ وہ فرقہ بندیوں میں تقسیم ہو کر بکھر کر رہ جائے ــــ اب زمانہ نئی کروٹ لے رہا ہے ــــ ہر ذی ہوش ــــ اور صاحبِ فہم مسلمان پورے خلوص سے سوچ رہا ہے کہ فرقہ بندی کی اس لعنت کا خاتمہ ہو جائے جس کی وجہ سے ــــ پوری دُنیا کی آبادی کا چھٹا حصّہ ہونے کے باوجود مسلمان مرکز کی نعمت سے محروم ہیں ــــ اور اس بات پر نہایت اضطراب کا شکار ہیں کہ ہمارے مرکزی مقامات کے نادان ترین حکمرانوں کی شہ رگ ہنود و یہود اور کفار و نصاریٰ کے آہنی چنگل میں بُری طرح جکڑی ہوئی ہے ــــ طاغوتی طاقتوں کو ــــ

ــــ اُن کے معاشی، اقتصادی اور مالی وسائل پر قبضہ جمانے میں آسانیاں اسلئے پیدا ہوئیں کہ وہاں کے مذہبی رہنماؤں نے اپنے بے دلائل اور ناکارہ مذہبی نظریات کو عالمِ اسلام پر مسلّط کرنے کیلئے فرقہ وارانہ تشدّد کی انتہا کر دی اور وہاں کے حکمرانوں نے اپنی آمریّت کی بقا جنونیوں کی طرزِ تبلیغ و اشاعت ــــ اور متشدّد پالیسیوں میں مضمر سمجھ رکھی ہے ــــ حالانکہ اُن کے زوال کو قریب تر لانے میں اُن کے مذہبی شرطوں کا اہم ترین کردار ہے ــــ

ــــ حد یہ ہے کہ وہاں کے اربابِ بست وکشاد کو باور کرانے میں یہ مذہبی لوگ کافی حد تک کامیاب ہیں ــــ کہ تمہارے خاندانی اقتدار کو صرف پاکستان کے اہلسنّت سے خطرہ ہے ــــ دُنیا کی تمام طاغوتی طاقتیں خطۂ ارض پر کہیں بھی

اور کسی بھی ملک میں جمہوریت کو قتل ہوتا دیکھیں تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں ـــــ لیکن اسلامی ریاستوں کی آمریتوں کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتی ہیں ـــــ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اسلامی ممالک میں جمہوریت کا قتل اُن ہی طاقتوں کے اشارۂ ابرُو پر ہوتا ہے اور یہ وُہ حقیقت ہے جس کی تہ تک پہنچنے کے لئے کسی برُقی آلے یا کسی دُوربین، اور خوردبین کی ضرورت نہیں معمولی عقل وشعور کا مالک انسان بھی اِن خفیہ اشارات کو دیکھنے کی صلاحیّت رکھتا ہے ـــــ اور یہ بات ہر محبِّ وطن کے علم میں ہے کہ یہاں اور وہاں ملّت فروشوں کی کمی نہیں ـــــ اور یہاں پر وطن کا سودا کرنے والوں کے ہرکارے آوازیں لگا کر طاغوت کو اپنی طرف متوجّہ کرتے ہیں ـــــ سستے داموں قیمتی اور پاکیزہ خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے ـــــ جس ملک میں نوجوانوں کو یہ درس دیا جائے کہ فلاں جماعت کے ایک فرد کو قتل کرنے سے ـــــ سَو[۱۰۰] شہید سے زیادہ ثواب ملتا ہے ـــــ اُس ملک کے اربابِ بست وکشاد کی سزا یہ ہے کہ ان کو چوراہے میں گاڑ کر سنگسار کر دیا جائے ـــــ

ـــــ اور جس ملک میں اولیائے کرام کے مزارات ومقابر کو بتوں سے تشبیہ دیکر اُن کو منہدم کرنے کے لئے اخبارات میں بیانات دیئے جائیں ـــــ اور جس اقلیم میں بعض فرقوں کی آبیاری مسلمانوں کے خون سے کی جائے ـــــ

ـــــ اس ملک کی محرومی اور بدنصیبی میں کسی قسم کا شک و ـــــ گمان باقی رہ جاتا ہے ـــــ

ـــــ فرقہ پرستی کا شکار ہو کر دہشت پھیلانے والے غور سے سُن لیں کہ مملکتِ خُداداد پاکستان کے باشعُور لوگ نہ صرف یہ سوچ رہے ہیں بلکہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر آج مسلمان افتراق وانتشار ـــــ اور فرقہ بندی کی زنجیروں کو کاٹ کر "ایک" ہو جائیں تو اسلام کو وہی شوکت حاصل ہو سکتی ہے جو خلفائے راشدین کے زمانہ میں تھی ـــــ اگر علماء نے اس طرف دھیان نہ دیا تو پھر اُن کے انحطاط وزوال اور

اُن کی زبوں حالی کو کوہ و دمن ـــــ اور چرخِ کہن اپنی آنکھوں سے دیکھ کران پر ماتم کناں ہوں گے۔

ہمارے مُلک میں: طاغوتی طاقتیں ہمارے پیارے ملک میں ایک طریقہ پر ایک ہی انداز میں بار بار ایک ایسا خطرناک کھیل کھیل رہی ہیں جو ہماری تباہی کا باعث بنے گا ـــــ انہوں نے اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ اسلامی ممالک میں سے کوئی جمہوریت کی پھٹی، پرانی اور کمزور سی چادر اوڑھ کر بیسویں صدی میں داخل ہو ـــــ اور یہ سیاست دانوں کے ذہنی صلاحیتوں پر ایک ایسا تازیانہ ہے مدّت تک جس ٹیس محسوس ہوتی رہے گی ـــــ

ـــــ طاغوتیوں کا یہ دعویٰ کہ ہم مسلمانوں کے ہر شعبہ کو خریدنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ـــــ یہاں تک مسلم ممالک کے تمام پریس کو خریدنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ـــــ قلم کی آبرو کی لاج رکھنے والوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔

ـــــ ملک کی عزت بچانے میں سب سے زیادہ ذمّہ داری عدالتوں کی کُرسیوں پر بیٹھنے والوں کی ہے ـــــ وُہ عظمت مآب لوگ ـــــ رسولِ کریم کے مسند عدل پر ـــــ انصاف کے بے رحم قاتلوں کو ہر گز قریب نہ آنے دیں ـــــ توہین عدالت پر سیخ پا ہونیوالے توہینِ رسالت کا خیال بھی رکھیں ـــــ

ـــــ اور توہینِ ریاست پر توجہ فرمائیں اور اپنے مسند و منصب کی آبرو کا بھی خیال رکھیں۔

* * *
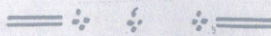
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلَّمْ

۲۴ جنوری سنہ ۲۰۰۰ء ۱۶ شوال سنہ ۱۴۲۰ھ بروز پیر ۲ بجے شب

خضر حسین چشتی

خضرِ ملّت کی دیگر تصانیف

کتاب آلِ رسولؐ :

(جلد اوّل) یہ کتاب اہلبیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل و مناقب کا ایک حسین ترین ذخیرہ ہے جس میں درجنوں آیاتِ قرآنی اور سینکڑوں احادیثِ رسولؐ نقل کی گئی ہیں — اور اس میں ازواجِ رسولؐ — بناتِ رسولؐ — فرزندانِ رسولؐ — علیؑ نفسِ رسولؐ — حسنؑ، حسینِ رسولؐ کے فضائل و مناقب اور حالاتِ زندگی عمدہ انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

صفحات ۵۱۲، قیمت —— ۱۸۰/- روپے

آلِ رسولؐ : (جلد دوم)

یہ کتاب امام حسین علیہ السلام سے لیکر امام مہدیؑ تک آئمہ اہلبیت اطہار کے مناقب کا ایک حسین گلشن ہے — اس میں امام حسینؑ — امام زین العابدین — امام محمد باقر — امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم — امام علی رضا — امام محمد تقی — امام علی تقی — امام حسن عسکری — امام محمد مہدی — (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مناقب حالاتِ زندگی خوبصورت اور عقیدت بھرے انداز میں بیان کئے گئے ہیں — واقعۂ کربلا معتبر کتب احادیث و تاریخ کے حوالوں کے ساتھ جس کا ایک ایک لفظ دُرد میں ڈوبا ہوا ہے — نثر کے ساتھ ساتھ دردناک اشعار بھی درج کئے گئے۔

صفحات : ۷۰۴، قیمت —— ۲۰۰/- روپے

—— ضروری نوٹ : ——

آئندہ یہ دونوں جلدیں — ایک جلد کی صورت میں شائع ہو رہی ہیں۔

کتاب خلفائے رسول ؐ : اس کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ۔۔۔ حضرت عمرِ فاروق رضؓ ۔۔۔ حضرت عثمان غنی رضؓ

حضرت مولا علی رضؓ ۔۔۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضؓ ۔۔۔ حضرت عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے فضائل و مناقب منفرد انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب چھٹی مرتبہ شائع ہونے والی کتاب ۔۔۔ اس موضوع پر لکھی ہوئی دیگر تمام کتب سے ذرا ہٹ کر ۔۔۔ انوکھے انداز اور نفیس ترین پیرایہ میں۔

صفحات ــــــــــــ ۴۰۰

قیمت ــــــــــــ -/۱۲۰

۞

کتاب حیاتِ رسول ؐ : ۔۔۔ یہ کتاب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حیات بعد از ممات کے موضوع پر حیطۂ تحریر میں آئی ۔۔۔ حیاتُ النبیؐ کے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے ۔۔۔ قرآن وحدیث کے حوالوں کے ساتھ ساتھ منکرینِ حیات کے اکابر کی کتب کے حوالے بھی عمدہ انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔

یہ وہ کتاب ہے جس نے منکرینِ حیاتِ رسول ؐ کے تمام خیالی ۔۔۔ اور حقیقت سے خالی نظریات کو غبار کے ذرّوں کی طرح اُڑا دیا ہے۔

صفحات ــــــــــــ ۲۰۸

قیمت ــــــــــــ -/۱۰۰

۞

کتاب شفاعتِ رسولؐ : —اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ انبیائے عظام—اولیائے کرام— بالخصوص سیدِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے—

صفحات ———— ۱۰۸

قیمت ———— -/۶۰

*

خطباتِ خضر

○

سال بھر کے ہر جمعہ کی ایک علیحدہ مدلل اور منفرد تقریر— دلائل و براھین کے ساتھ ساتھ مولائے کائنات علی المرتضیٰ کی سُنّت کے مطابق جملوں میں قافیہ بندی — خوبصورت اشعار — معتبر کتب کے حوالے — خطابت کی دنیا میں غلغلہ مچا دینے اور دھاک بٹھا دینے والی کتاب ہے — خطبائے اسلام کے لئے ایک انمول تحفہ— خطبات کے موضوع پر لکھی ہوئی تمام کتب ذرا ہٹ کر لکھی گئی۔

صفحات ———— ۸۰۰

قیمت ———— -/۳۱۳

*

تفسیر اسرار القرآن (۳ جلدوں میں)

یہ پورے قرآن مجید کی تفسیر تین جلدوں میں ہوگی — زیر تحریر ہے

— اُردو زبان میں لکھی ہوئی دیگر تفاسیر سے علیحدہ رنگ میں (انشاءاللہ العزیز)

نظم

اسرارِ خضر : حمد — نعت — منقبت — اور غزلیات

اُردو اور پنجابی زبان میں۔ صفحات: ۹۶ ، قیمت -/۵۰

جامِ خضر : اس کتاب میں توحید — حمد — نعت — منقبت — قصائد — اور غزلیات بھی ہیں۔ صفحات: ۹۶ ، قیمت -/۵۰

پیامِ خضر : اس کتاب میں صرف نعتیں — اور منقبت — اولیاءِ کرام کے قصائد ہیں ہر شعر میں اک نیا پیغام۔

صفحات: ۱۰۴ ، قیمت -/۵۰

صدائے خضر : اِس کتاب میں صرف غزلیات ہیں۔

صفحات: ۹۶ ، قیمت -/۵۰

جامِ حیات : اس کتاب میں زیادہ تر نعتیہ کلام ہے — آخر میں چند غزلیں — نعت خوانوں کے لئے انمول تحفہ۔

صفحات: ۹۶ ، قیمت -/۵۰

ارمغانِ خضر : مختلف موضوعات پر رُباعیات و قطعات (زیرِ طبع)

صفحات — ۱۹۲

قیمت — -/۱۰۰